2/95

نظامِ مصطفیٰ کا علمبردار

ماہنامہ

ندائے اہلسنت لاہور

INTERNATIONAL NIDA - E - AHL - E - SUNNAT LAHORE

بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ





قرآن نمبر

حصہ دوم

... کتابِ زندہ قرآنِ حکیم حکمتِ او لایزال است و قدیم

اقبالؒ

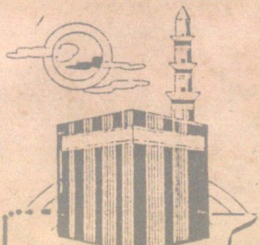
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

قرآنِ پاک
پڑھو، سمجھو
اِس پر عمل کرو



منجانب چوہدری مُحمّد حفیظ

صدر انجمن تاجران نعمانیہ روڈ گوجرانوالہ



زیرِ تعمیر عظیم الشان مسجد

تعلیم القرآن کا مرکز

ان منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے
آپ بھی اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں!

اسلامک لائبریری

بچوں اور بچیوں کی اسلامی خطوط پر تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام

من جانب

آفسِ اسلامک سنٹر لیسٹر
۵۰ سینٹ پیٹرز روڈ
لیسٹر برطانیہ

ندائے اہلسنت کی
ایک اور عظیم الشان پیش کش

نورانی نمبر

قائدِ اہلسنت امامِ انقلاب حضرت علامہ

شاہ احمد نورانی صدیقی

کی پاکیزہ زندگی، تبلیغی مساعی، سیاسی
اور مجاہدانہ جدوجہد کا بھرپور تذکرہ جو
اس سے پہلے آپ نے کہیں نہیں پڑھا ہوگا

انشاء اللہ عنقریب

منجانب: **اِدارہ ندائے اہلسنت**
لاہور

قرآن پاک

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

کا

زندۂ جاوید معجزہ

اس کی تلاوت برکت و رحمت اس پر عمل

مشکلات سے نجات کا ذریعہ

منجانب

حاجی ذوالفقار علی

۱۳ مانچسٹر برطانیہ

ماہنامہ
ندائے اہلسنت
لاہور (پاکستان)
منظر رقم

قرآن نمبر
حصہ دوم

چیف ایڈیٹر: قاری محمد زوار بہادر ایم اے
رئیس التحریر: علامہ سید شبیر احمد ہاشمی

جلد ۶ - شمارہ ۱۱ - اشاعت رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ فروری ۱۹۹۵ء قیمت ۳۰ روپے رجسٹر نمبر ایل ۸۵۶۳

ایڈیٹر: رشید احمد رضوی
مینجنگ ایڈیٹر: حافظ عبد الرحمن
سرکولیشن منیجر: سبحان طیب
منیجر اشتہارات: ایم اے ضیا چوہدری
قانونی مشیر: حسنات احمد خاں، ایڈووکیٹ

مجلس مشاورت
پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
ملک شوکت علی، پروفیسر محمد اکرم رضا
میاں رفعت قادری، ایڈووکیٹ

خصوصی مجلس مشاورت برائے قرآن نمبر
علامہ قمر الزماں اعظمی، مانچسٹر - مولانا شاہد رضا، لندن
مولانا انوار الاسلام رضوی، لاہور - مولانا اللہ بخش رضا، ملتان
حافظ محمد اکبر سرگودھا - محمد ارشد مہر، لاہور
سعید شاد گوجرانوالہ - اقبال رضا کاہنہ
عبد الشکور ندیم، ڈی جی خان

خطاط: منظر رقم
ٹائیٹل: بلال آرٹسٹ
کمپوزنگ: ایم نواز کمپوزنگ سنٹر
پیسٹنگ: نعمت اللہ

زر تعاون سالانہ
پاکستان: ---- ۱۲۰ روپے
برطانیہ: ---- ۲۰ پونڈ
امریکہ: ---- ۴۰ امریکی ڈالر
یورپ: ---- ۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون پاکستانی کرنسی میں کسی ایسے بنک کی معرفت ارسال فرمائیں جس کی لاہور میں شاخ ہو۔

دفتر کا پتہ:
پندرہ روزہ ندائے اہلسنت، لاہور
متصل دار العلوم جامعہ محمدیہ رضویہ
فردوس مارکیٹ گلبرگ نمبر ۳، لاہور
پاکستان
فون: ۸۵۱۰۸۰

برطانیہ میں: 50, SAINT PEATER ROAD
LEICESTER U.K.

ترسیل زر
اکاؤنٹ نمبر 595 مسلم کمرشل بینک
فردوس مارکیٹ گلبرگ ۱۱۱ لاہور

پبلشر قاری محمد زوار بہادر نے فرنٹیئر پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر گلبرگ نمبر ۳ سے شائع کیا۔

قرآن پاک

دین اسلام کی شان قرآن ہے
ہر مسلمان کی جان قرآن ہے

جانتے مانتے ہیں اسے دیدہ ور
آن قرآن ہے بان قرآن ہے

کتنی لاریب ہے کتنی بے عیب ہے
کیسی پر نور برہان قرآن ہے

کیوں نہ اس کو سر آنکھوں پر رکھیں سبھی
اہل ایماں کی پہچان قرآن ہے

قدر اس کی خدارا کرو مومنو!
حق تعالیٰ کا احسان قرآن ہے

راحت قلب مہجور ہے سر بہ سر
تابش چشم حیران قرآن ہے

مرکز دین و دانش ہے ام الکتاب
مخزن علم و عرفان قرآن ہے

کس طرح ہو ہدایت نصیب اس کے بن
جب ہدایت کا سامنا قرآن ہے

ان گنت لعل و گوہر ہیں اس میں نہاں
رحمتوں کی عجب کان قرآن ہے

اس کی تردید زنہار ممکن نہیں
رب اکبر کا فرمان قرآن ہے

کملی والا ہے فیضان اللہ کا!
کملی والے کا فیضان قرآن ہے

فیض رسول فیضان

ندائے اہلسنّت .... قرآن نمبر حصہ دوم

اس شمارے میں

اداریہ

قرآن نمبر حصّہ دوم ۔ چند ضروری وضاحتیں

قرآن کا اعجاز بلاغت۔ طباعت کے مراحل

اس وقت آپ کے ہاتھ میں "ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور" کا قرآن نمبر حصہ (دوم) ہے۔ اس سے قبل (حصہ اول) کی اشاعت کی مقبولیت عامہ نے ہمارا حوصلہ بندھایا کہ اگر محنت کی جائے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے تو انعامات ملتے ہی ہیں ہمارے قارئین بھی حوصلہ افزائی میں پیچھے نہیں رہے ندائے اہلسنّت اپنی زندگی کے چھٹے سال سے گزر رہا ہے ہم نے اس کو ماہنامہ کے طور پر ہی شروع کیا تھا مگر اس کی مقبولیت کے باعث قارئین کے اصرار پر پندرہ روزہ کرنا پڑا ایک عرصہ پندرہ روزہ ندائے اہلسنّت ہماری فکری اور نظری صحافت کی خدمت کرتا ملک کے سیاسی حالات کی دگرگونی اضطراب کی نئی سے نئی لہروں میں آپ کا یہ درویش جریدہ اپنے فرائض پامردی سے ادا کرتا رہا ملک پر ایک عرصہ تک باقیات ضیاء کی جابر اور ظالم حکومت قائم رہی ہم نے اس کے دور استبداد کلمہ حق کہنے سے غفلت نہیں کی اس کے بعد موجودہ دور کی جیالا شاہی نافذ ہو گئی عوام کی دین بیزاری کے باعث عورت کی حکومت ہم پر مسلط ہو گئی اس دور میں دین کے نفاذ کا تصور ہی ممکن نہیں مگر ہم اپنی بات آج

بھی کہہ رہے ہیں حکومت کو اسی طرح کلمہ حق کہتے رہتے ہیں جس طرح ضیاء باقیات کو کہتے تھے مگر جرات تہوار اور شجاعت کے باوجود ہم ندائے اہلسنّت کی پندرہ روزہ اشاعت کو برقرار نہ رکھ سکے اس کا الزام ہم کسی دوسرے پر نہیں دیتے ہم اپنے ہی کو ملزم کہہ لیں یا مجرم سمجھتے ہیں لیکن قلب مضطر میں یہ تصورات ابھرتے ہیں کہ میں اہلسنّت کے دشمن فرقہ واریت کا جنم دھکاتے ہوئے ہیں مذہبی تشدد زوروں پر ہے مسجدوں میں ہم پھٹ رہے ہیں انسان کو صرف مذہب کے علمی اختلاف کی بنا پر ذبح کر دیا جاتا ہے اور اس پر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ابلہان مسجد اس غارتگری کو "نیکی" کہہ کر اسلام کے پرامن ویلفیئر نظام کو تشدد اور جبروجور کا نظام ثابت کرنا چاہتے ہیں ایسے عالم میں حکومت مجرمانہ کردار ادا کر رہی ہے صرف "سخن سازی" اور حیلہ بازی کے سوا حکومت کا کوئی اقدام نہیں اس وقت تو ندائے اہلسنّت کو کم از کم ہفت روزہ ہونا چاہئے تھا مگر

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف

اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

ہم اس اعتراف میں ہرگز بخل نہیں کرتے کہ سنی عوام نے ندائے اہلسنّت کی سرپرستی کی یہی وجہ ہے کہ اس وقت بھی اہلسنّت کا سیاسی اور ادبی ترجمان، صرف ندائے اہلسنّت ہی ہے مگر "خواص اہلسنّت" کی توجہ پوری طرح ادھر ہم مبذول نہیں کرا سکے جس کی وجہ سے ہمیں پھر "ماہنامہ" کی طرف لوٹنا پڑا ہمارے عزائم .بفضلہ تعالیٰ اب بھی بہت بلند اور ارادے مستحکم ہیں مگر بدقسمتی سے ملک کے حالات ایسے ہیں کہ ہمیں اپوزیشن کا کردار ہی ادا کرنا پڑ رہا ہے اور جو بھی حکومت ہو وہ نواز شریف ہو یا بے نظیر اپنے مخالف جرائد کو اشتہارات کا حق نہیں دیتے غلامی ہم نہیں کر سکتے وسعت ظرف حکومت کے پاس نہیں اس لئے ہمارا اللہ رسول کے بعد اپنے عوام پر انحصار ہوتا ہے اس لئے مطلوبہ مقدار میں عوام اہلسنّت مدد نہیں کر سکتے یعنی اشتہارات کا سلسلہ نہیں چل سکا اس لئے ہم شرمندہ ہیں کہ ہمیں ماہنامہ کی طرف رجعت کرنا پڑی اس کے باوجود ہمارا جذبہ ولولہ ابھی تک تازہ دم ہے اس وقت آپ کی خدمت قرآن نمبر کا حصہ (دوم) حاضر ہے ہم اس کی حسن ترتیب و تزین انتخاب مضامین میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ ہمارے محترم قارئین کریں گے مگر ہمیں اس قدر اپنے اللہ اور اس کے حبیب علیہ السلام کے فضل پر یقین ہے کہ ہماری نیت کا حسن بہرحال مسلم ہے ہم سے خطا نسیان ہوا ہو گا۔

مگر نیت کے حسن میں کمی نہیں آئی قرآن نمبر حصہ اول کا سائز ندائے اہلسنت کے موجودہ ماہنامہ سائز کا تھا اگرچہ اس کی مقبولیت بھی ہمارے گمان و وہم سے زیادہ ہوتی مگر اس دفعہ ہم نے اس کے سائز کو "ضیائے حرم" وغیرہ جرائد کے سائز میں شائع اس لئے کیا ہے کہ تاکہ اس کو کتابی شکل میں محفوظ کرتے میں آسانی ہے۔ امید کہ آپ کی توجہ میں کمی کی بجائے اضافہ ہو گا۔

قرآنی فصاحت و بلاغت

ہم نے ملک۔ کے) مقتدر اہلعلم اور اہل قلم کے نادر علمی جواہر پارے آپ کی غدمت میں پیش کیئے ہیں جنہیں ہمارے محترم اہل قلم نے قرآن پاک کے مختلف پہلوؤں پر خامہ فرسائی کی ہے ان کی تحقیق حسن اور ان پر حتمی رائے آپ کا حصہ ہے مگر میں آپ کو قرآن پاک کی ان چند معجز نمائیوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جن کے باعث قرآن نے اس معاشرہ پر اپنی فصاحت و بلاغت کے پرچم گاڑے ہیں جس میں زبان دانی اس معاشرہ کا خاصا تھا "عرب" کا ایک معنی زبان آور بھی ہے اسی لئے اہل عرب اپنے سوا سب کو "عجم" یعنی گونگا سمجھتے ہیں اس معاشرہ قرآن پاک نزول یہ سرور کونین علیہ الصلواۃ والسلام کا حضرہ عظیم ہے قرآن پاک نے عرب کے بڑے بڑے زبان آور شاعروں اور ادیبوں اور بلاغت کی معراج پر فائز مفکروں کو جواب سے فائز کر دیا ہے فرمایا ہے اس دور کے رومی نے۔

تیرے سامنے ہیں دبے لچے، فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی سمجھے کہ منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

اس سلسلہ میں سنن بہقی اور مسلم شریف نے ایک عظیم واقعہ درج کیا ہے کہ جب قرآن کا نزول ہو رہا تھا تو اس وقت اہل عرب بالخصوص اہل مکہ کو اس میں لوگوں کے داخل ہونے اور سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے) بڑھنے سے دکھ ہوا تو انہوں نے اس وقت میں عرب کے بہت بڑے مفکرین "عتبہ بن ربیعہ" اور حضرت ابوذر غفاری کے بھائی جناب انیس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو روکو کہ وہ ہمارے معبودوں سے ہمیں نہ ہٹائے اور نئے دین کی تبلیغ نہ کرے عتبہ بن ربیعہ جسے اہل عرب ابوالولید کی کنیت سے یاد کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہا کہ اے بھتیجے تم ہم

میں سے حسب و نسب میں بڑھ کر ہو مگر تم نے جو نیا دین پیش کیا ہے اس سے باز آجاؤ اگر مال لینا ہے تو سب سے بڑا مالدار ہم تم کو بناتے ہیں سردار تسلیم کرتے ہیں بادشاہ بننا چاہو تو بناتے ہیں اگر تمہیں جن ہے تو اس کا بھی علاج کرتے ہیں مگر نئے دین کی بات چھوڑ دو جب عتبہ اپنی بات مکمل کر چکا تو سید عالم علیہ السلام نے فرمایا کہ ابو الولید تم کہہ چکے؟ اس نے کہا ہاں! اب مجھے بھی کچھ سنو گے؟ اس نے کہاں ہاں! آپ نے پھر "سورہ حم سجدہ" کی تلاوت فرمائی تو وہ دم بخود رہ گیا جب وہ واپس آ رہا تھا تو قریش اس کے اترے ہوئے چہرے کی کیفیات سے سمجھ گئے کہ یہ بھی گیا اس نے واپس آ کر کہا کہ خدا کی قسم میں نے محمدؐ سے ایسا کلام سنا ہے جو نہ سحر ہے نہ شعر ہے نہ کہانت ہے بلکہ یہ خدائی کلام ہے اب میری رائے یہ ہے کہ تم اس کے معاملات میں مداخلت نہ کرو اسی طرح حضرت سیدنا ابوذر غفاری کے بھائی جناب انیس بھی اپنے دور میں عرب کے عمدہ ترین شاعر تھے وہ بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سرکار دو جہاں نے ان کو بھی کلام خدا سنایا کہ جس پر انہوں نے بھی کہا کہ میں شعر کی تمام اصناف سے واقف ہوں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کلام سناتے ہیں وہ حقیقت میں خدا کا کلام ہے سنن بیہقی میں ہے کہ ولید بن مغیرہ کو بھی اہل عرب فصاحت و بلاغت میں سند سمجھتے تھے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد میں کلام خدا سننا چاہتا ہوں تو آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد

ان اللہ یامر باالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ پڑھ کر سنائی تو ولید بن مغیرہ بھی بلاغت قرآن کے جواب سے عاجز آگیا اور اپنے فن میں یکتائی کے دعویٰ کے باوجود ہیبت قرآن کے سامنے عاجز ہو گیا یہ کلام مجید کی بلاغت ہے کہ اس نے عرب کے مشہور اہل سخن حضرت حسان بن ثابت، کعب بن مالک ولید بن ربیعہ جیسے لوگوں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر دیا ابو نعیم محدث نے ابن اسحٰق کے طریق پر یہ روائت بیان کی ہے کہ مدینہ منورہ کے ایک ادیب عمر بن جموح کے بیٹے معاذ ابن عمر اسلام میں داخل ہو گئے غلامی مصطفیٰ کا طوق سجا کر بالا ہو گئے۔

عمر بن جموح نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل ہوتا ہے مجھے بھی سناؤ تو انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھا اس کو سن کر بوڑھے شاعر عمر بن جموح نے زار و قطار روتے ہوئے کہا کہ یہ بے شک کلام خدا ہے امت محمدیہ کے بڑے مفسر حضرت علامہ امام فخر

الدین رازی علیہ الرحمتہ نے "اعوذ باللہ" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے دس ہزار مسائل نکل سکتے ہیں اور سورہ فاتحہ اور بسم اللہ شریف سے دس لاکھ مسائل بیان کئے جا سکتے ہیں قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اعجاز ہے کہ جناب عمر بن خطاب جسے جلیل القدر لوگ اسلام میں داخل ہوئے شاہ نجاشی بلاغت قرآن سے متاثر ہو کر رونے لگا قرآن کی فصاحت و بلاغت کے اعجاز نے عرب و عجم پر اسلام کا پرچم گاڑ دیا اس لئے آج ضرورت ہے کہ اقوام عالم کے سامنے قرآن پاک کے معاشی سیاسی نظریات کو پیش کیا جائے اس کی فصاحت و بلاغت اعجاز قرآنی کو جدید انداز میں پیش کیا جائے ہم اس میں صرف ایک بندہ عاجز کی حیثیت سے شامل ہیں قرآن نمبر کی ترتیب طباعت میں جناب قاری محمد زوار بہادر صاحب کا بڑا حصہ ہے جناب رشید رضوی مولانا مقبول احمد مرتضائی اور سبحان طیب وغیرہ نے اس کی طباعت میں بھرپور حصہ لیا جن مخلص ساتھیوں نے اس مبارک نمبر کے لئے ندائے اہلسنّت کو اشتہارات سے نوازا ہم ان کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اعتزار

ادارہ ندائے اہلسنّت ان تمام معزز حضرات سے معذرت خواہ ہے جنہوں نے اپنی نگارشات قرآن نمبر حصہ دوم کے لئے ہمیں ارسال کیں۔ لیکن وہ اس قرآن نمبر میں زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکیں۔ اکثر مضامین کتابت ہوئے ہمارے پاس موجود ہیں۔ مگر تنگئی داماں کے سبب شائع نہیں ہو سکے۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو شامل اشاعت کیا جائے گا۔

ایڈیٹر ندائے اہلسنّت لاہور

بقیہ، سارا قرآن نعتِ مصطفیٰ ہے۔

کی خطار سے حضور راضی ہوں تو وہ خطا عین عبادت ہے، حضرت صدیق کا غار میں سانپ سے اپنے کو کٹوا لینا خود کشی نہیں، عین عبادت ہے' ابوامیہ خمی کا مجبوری سے کلمہ کفر منہ سے نکال دینا کفر نہیں، خیبر میں حضرت علیؓ کا نماز عصر قضا کر دینا گناہ نہیں بلکہ عبادت تھا' کہ ان چیزوں سے حضور راضی تھے مگر فاطمہ زہرا کی موجودگی میں حضرت علیؓ کے لئے دوسرا نکاح گناہ تھا کہ اس سے حضور کو ایذا پہنچتی' عرفات میں نماز مغرب قضا کرنا عبادت ہے کہ اس سے حضور راضی ہیں۔

قائدین کے پیغامات

قائد اہلسنّت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی
صدر جمعیت علماء پاکستان

اس دور پر فتن میں سب سے بڑا فتنہ معاشیات کا ہے اس وقت عالمی سیاست بھی اسی کے گرد گھومتی ہے سامراجی عناصر اور اسلام، عام دشمن قوتیں معاشیات کے دجل و فریب سے اپنی سلطانی قائم کرنے اور رکھنے میں مصروف ہیں مغربی اقوام اپنی تہذیب اپنے تمدن کو ترقی یافتہ کہتی ہیں اس کی بنیاد بھی ان کی معیشت ہے اس وقت اخلاقی اقدار انسانی حقوق، اصول جنگ و امن سب روٹی کے ٹکڑے پر منحصر ہو کر رہ گئے ہیں۔ مغربی اقوام نے اپنی ریاستوں کو معاشیات کی چمک دمک سے بظاہر جگمگا رکھا ہے مگر اندر سے وہ بھی مستقبل کا خوف اپنے سینوں میں پالے ہوئے ہیں آبادی بڑھنے کی رفتار وسائل کی کمی اور دنیا بھر میں سیاسی عدم استحکام کی لہر مغرب کے لات و منات کو معاشیات کی فکر میں غرق کئے ہوئے ہے اس صورت میں ضرورت ہے کہ انسانوں کو سامراجیوں کے پنجے سے نجا دلائی جائے بھوک جہالت اور بیماری کا حقیقی علاج کیا جائے۔ معاشیات کے فتنہ عظیمہ کا استحصال اور تقسیم دولت کا حقیقی فارمولا اقوام عالم کو بتایا جائے سیاست میں پڑے ہوئے گند کی صفائی کا اہتمام کیا جائے تو ہر انسان کے لئے جس میں مذہب و ملت کی تمیز روا نہ رکھی گئی ہو کوئی انسان ایسا فارمولا نہیں دے سکتا سامراج کی مسلط کردہ شام زنداں کو صبح آزادی ہر کوئی انسان نہیں دے سکتا کوئی انسان غربت کے ذروں کو خوشحالی کا خورشید نہیں بنا سکتا اس لئے ضرورت ہے کہ ہر انسان کے خالق ہی سے رہنمائی حاصل

کی جائے اور وہ صرف قرآن ہی کی تعلیمات سے مستفیض ہونے سے ممکن ہے قرآن ایسا ضابطہ حیات ہے جو ہادی اعظم سرور کونین حضور پرنور سید العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالی نے نازل فرمایا جس نے بندہ و مولیٰ کی تمیز کو مٹایا جس نے ذروں کو کہکشاں بنایا قرآن نے انسان کو اس کے حقوق سے آگاہ کیا قرآن نے انسان کو انسان بنایا قرآن نے شب تیرہ و تاریک میں مساوات کے خورشید طلوع کیے اس کی تعلیمات کو عام کرنا اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے مغرب کی چیرہ دستیوں اور نام نہاد جمہوریت کی انسان دشمنیوں کے باوجود اس وقت بھی قرآن کا نورانی پیغام آفاق میں مسلسل پھیل رہا ہے انسانیت کو اس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے افکار کے گلاب کھل رہے ہیں آئندہ صدی پر اسلام کا آفتاب طلوع ہو رہا ہے قرآن کا نظریہ مساوات برابر فروغ پا رہا ہے ملت انسانیہ ایٹم کی بدبو سے متنفر ہو رہی ہے اور بڑی تیزی سے قرآن کی طرف بڑھ رہی ہے کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس عالم میں قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں "ماہنامہ ندائے اہلسنّت" لاہور ان خوش نصیبوں میں شامل ہے جو آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کا نور بانٹ رہا ہے اس موقر جریدہ حمیدہ کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنی مختصر یعنی کل چھ سالہ زندگی میں دوسری مرتبہ قرآن نمبر کی اشاعت کی سعادت حاصل کی ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالی محترم قاری محمد زوار بہادر (ایڈیٹر) اور حضرت علامہ سید شبیر احمد ہاشمی کے عزائم میں برکت دے اور قرآن نمبر کو مقبولیت تامہ عطا فرمائے کہ انسانیت اس کے نوا سے منور ہو کر معاشی فتنہ سے بچے۔ اپنی حقیقی منزل پالے۔ آمین

جگر گوشہ غزالی زماں علامہ پروفیسر صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی امیر جماعت اہلسنّت پاکستان

آج فتنوں کا دور ہے لوگ اسلام کے خالص آفاقی پیغام میں پیوند کاری کر رہے ہیں چنانچہ ان لوگوں کا سب سے بڑا مظلوم قرآن ہے قرآن خدا وحدہ لاشریک کا ازلی ابدی پیغام ہے امت کے اجماع متواتر کی بنا پر خدا کا یہ کلام حادث نہیں قدیم ہے مگر یاران تیزگام نے اس کی اس

حیثیت عالیہ کو مجروح کرنے کا بھی کھیل کھیلا ہے چنانچہ اس دور میں ایک صاحب نے قرآن کی تفہیم یوں کی ہے کہ انسان کا خاصہ ہے کہ جب کوئی چیز اس کی نگاہ میں بہت زیادہ ہوتی ہے تو وہ مبالغہ کے صیغوں میں اس کا بیان کرتا ہے اگر مبالغہ کا لفظ بول کر وہ محسوس کرتا ہے کہ اس شئے کی فراوانی کا حق ادا نہیں ہوا تو پھر وہ اس معنیٰ کا ایک اور لفظ بولتا ہے تاکہ وہ کمی پوری ہو جائے جو اس کے) نزدیک مبالغہ میں رہ گئی ہے اللہ کی تعریف میں رحمٰن کا لفظ استعمال کرنے کے بعد رحیم کا اضافہ کرتے ہی نہیں نکتہ پوشیدہ ہے۔ (صاحب مذکور مزید لکھتے ہیں کہ رحمٰن، الرحیم اللہ کے دو نام جو سورۃ فاتحہ کے آغاز میں آئے ہیں ان کی مثال کیا ہے کہتے ہیں) کہ "رنگ کی تعریف میں جب گورے کو کافی نہیں پاتے تو اس پر "چٹے" کا لفظ بڑھا دیتے ہیں درازی قد کے ذکر میں جب لمبا کہنے سے تسلی نہیں ہوتی تو اس کے بعد تڑنگا بھی کہتے ہیں الخ۔"

دیکھا آپ نے کہ موجودہ دور کے فتنہ نے قرآن کی تفہیم کو کس قدر گمراہ کر دیا کہ اللہ کے ازلی ابدی کلام کو دنیا کی ناقص اور حادث عدل کے معیار پر تولے جانے لگا فقیر کے والد گرامی امام اہلسنّت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز اس مفسر صاحب کی اس جرات پر بڑا عالمانہ تبصرہ فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "قرآن مجید انسان کا کلام نہیں بلکہ کلام الٰہی ہے اللہ کی ذات کا انسانی خاصہ سے کیا تعلق؟ اگر وہ اللہ کے لئے ثابت ہے تو انسانی خاصہ کیسے رہا؟ ایک لفظ بول کر تسلی نہ ہونا اور کمی محسوس کرنا لوزمات عجز اور علامات حدوث سے ہے اللہ تعالیٰ عن ذالک علوا" کبیرا" پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کمی بیشی احساس بلکہ مطلقاً" حس سے بھی پاک ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ الرحمٰن کے) بعد الرحیم اس معنیٰ میں استعمال نہیں ہوا جس معنیٰ میں الرحمان استعمال ہوا تھا دونوں میں سے ایک زیادہ فی الکمیہ میں دوسرا زیادہ فی الکفیہ کے معنیٰ میں الرحمٰن الرحیم کے استعمال یہ "گورے" کے) بعد "چٹے" اور "لمبا" کے بعد "تڑنگا" کے مثالیں پیش کرنا۔ انتہائی مضحکہ خیز ہے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ان مثالوں میں کوئی ایک لفظ بھی مبالغہ کا صیغہ نہیں ہے" "التبیان مع البیان، مصنفہ غزالی زماں۔ ج ۱ ص ۲۹ ۔ ۳۰۔

میرا مطلب یہ ہے کہ ایک نابغہ صاحب نے اپنی عبقریت کا اظہار قرآن کی "تفہیم" کے نام سے کیا ہے اور اپنی ناقص عقل اور بودے علم سے کس طرح خدائے پاک کے ازلی ابدی اور قدیم کلام کو اپنا تختہ مشق بنایا ہے اور والد گرامی قدر علیہ الرحمان نے اس کا رد بلیغ فرما کر قرآن

کے بارے میں گمراہ ہونے سے انسانوں کو کس طرح محفوظ رکھنے کا ثواب اور انعام حاصل فرمایا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر دور میں اللہ کے دشمن قرآن کے خلاف اپنی اناپ شناپ بکھیرتے رہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے کلام کو محفوظ رکھنے کا اہتمام خود فرما دیا کرتا ہے یہی کچھ عالم آج کل ہمارے ملک میں ہے کہ برخود غلط پندار میں گرفتار حضرات قرآن کی "تفہیم" کے بعد قرآن کا "منہاج" مقرر فرما رہے ہیں اس لئے ان سے بھی "تفہیم" والے خطرات ہو سکتے ہیں اس لئے "ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور" نے دوسری مرتبہ قرآن نمبر شائع کر کے حضرت والد ماجد غزالی دوراں رضی اللہ عنہ کی اتباع کی ہے میں حضرت علامہ سید شبیر احمد ہاشمی اور جناب علامہ قاری محمد زوار بہادر کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ وہ قرآن کی عظمت کا پرچم لہرانے کے لئے میدان میں اترے ہیں میں تمام اہلسنّت سے اپیل کرتا ہوں کہ "ماہنامہ ندائے اہلسنّت" لاہور کے قرآن نمبر حصہ دوم کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ والسلام۔

علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق (مترجم قرآن انگلش)

مرکزی نائب صدر جمعیت علماء پاکستان

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا وہ کلام قدیم ہے جو آج تک اور انشاء اللہ قیام قیامت تک اور اس کے بعد ابد الاباد تک جس طرح محسن انسانیت سرور کونین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اسی طرح قائم ہے اور رہے گا اس میں تحریف کا تصور بھی نہیں ہے جبکہ پہلی آسمانی کتابوں میں تحریف ہو گئی ان کے مضامین کو ان اقوام کے اکابر نے اپنی اغراض کے تحت بدل دیا جبکہ قرآن کو خود رب العلمین نے اپنے فضل سے محفوظ رکھا اور آئندہ بھی رکھے گا مگر آج دور فتن میں قرآن کے نام پر روح قرآن کے خلاف عقائد پیدا ہوتے اور قرآن کے برعکس معاشی نظاموں کے باعث دنیا بھر میں سیاسی، سماجی اور معاشی بحران پیدا ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں قرآن پاک کو ہر زبان میں زیادہ سے زیادہ پیش کرنا وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے ہمارا "ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور" ایک عرصہ سے قرآنی تعلیمات کے فروغ کے لئے جدوجہد کر رہا ہے اسی سلسلہ میں اس نے دوسری مرتبہ دقیع مضامین پر مشتمل قرآن نمبر شائع کیا ہے اہلسنّت کو چاہیئے کہ وہ اس ماہنامہ کی سرپرستی کریں اور اس کے قرآن نمبر کو خصوصی طور پر عوام تک پہنچائیں تاکہ قرآن کا نور عوام و

خواص تک پہنچ جائے میں جناب قاری زوار بہادر۔ علامہ سید شبیر احمد ہاشمی کا شکر گزار ہوں کہ وہ اپنی صلاحیتیں قرآن کے مضامین سے عوام کو فیض کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

جنرل کے ایم اظہر خان سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان

محترم جناب زوار بہادر صاحب۔ سلام مسنون

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ ندائے اہلسنّت نے ایک بار پھر قرآن پاک کی ترویج و اشاعت کے لئے قرآن نمبر حصہ دوم شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

میں آپ کے رسالے کا مستقل قاری ہوں اور میں نے یہ بات ہمیشہ محسوس کی ہے کہ ہمارا یہ جریدہ ایسے حالات میں باطل قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہے جب ہر طرف سے اسلام کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں اور وطن عزیز پاکستان میں بھی ہر طرف بے دین قوتوں کی اجارہ داری ہے۔ ایسے پرخار دور میں کلمہ حق کہنا اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جدوجہد کرنا جہاد عظیم ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی آپ کو مزید استقامت عطا فرمائے اور علامہ سید شبیر احمد ہاشمی، رشید احمد رضوی اور دیگر کارکنان ادارہ کو مزید ہمت عطا فرمائے تاکہ وہ جہاد بالقلم جاری رکھیں۔

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی۔ لاہور

ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور نے دوری مرتبہ قران نمبر کی اشاعت کا فیصلہ کر کے ایک قابل مبارک باد اقدام کیا ہے میں اپنی طبعی علالت کے باعث کسی تفصیلی مضمون کے سعادت، تو حاصل نہیں کر سکتا مگر قران نمبر کی اشاعت کے اعلان سے اپنے اندر بڑی مسرتوں کا لطف محسوس کرتا ہوں ہمارے دینی مجلوں کو اسی طرح کی پاکیزہ صحافت کے فروغ کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں مادیت پرستی الحاد اور زندیقی کا فروغ ہے اسلامی قدروں کو مادی سرپرستی حاصل نہیں ہمارے قومی وسائل دین کی بجائے دنیاوی امور کے فروغ کے لئے صرف کئے جاتے ہیں۔ علم دین کو جو معیار ہمارے اسلاف نے قائم کیا تھا وہ آج کل بے توجہی کا شکار ہے اس لئے اب صرف اور صرف صحافت میں طہارت اور نظافت پیدا کرنے سے ہی کچھ امید کی جا سکتی ہے بہت اچھا اقدام ہے کہ ماہنامہ ندائے اہلسنّت کی انتظامیہ اس دور میں قران و

سنت کی تعلیمات کے فروغ کی کوشش کر رہی ہے میں پوری انتظامیہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ والسلام

حضرت پیر مختار جان سرہندی

رکن سنی سپریم کونسل جماعت اہلسنّت پاکستان۔ سندھ

محترم مولانا سید شبیر احمد ہاشمی اور مولانا قاری محمد زوار بہادر صاحب نے اس وقت قران نمبر کی اشاعت سے ہمارے ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور کو مزین کرنے کا فیصلہ کیا ہے جب اس قوم یعنی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلواۃ والسلام پر روحانی زوال طاری ہو چکا ہے ہم اسلاف کا اثاثہ کھو چکے ہیں اور اقبال کے بقول ۔

صفیں کج، دل پریشاں، سجدے بے ذوق
کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

کے عالم سے گزر رہے ہیں روحانی استادوں میں ریا گھس آئی ہے دولت اور شہرت وجہ عزت سمجھے جاتے ہیں یہ علامات ہیں قوموں کے مٹ جانے کی مگر ابھی کچھ چراغ سحری موجود ہیں جن کی دھیمی لو بھی ظلمتوں کا سینہ چیر دیتی ہے کہ کچھ صحافی قران پاک کی تعلیمات کو فروغ کی طرف توجہ دیتے ہیں ان ہی میں ہمارے محترم صحافی حضرات بھی ہیں میری دعا ہے کہ ندائے اہلسنّت اور اس کا قران نمبر ہماری قوم کی آواز بن جائے۔ والسلام

حضرت استاد العلماء شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی

شیخ الحدیث و التفسیر دارالعلوم جامعہ حنفیہ اشرف المدارس۔ اوکاڑہ (پنجاب)

قرآن پاک معجزہ ہے ہر دور میں محرفین کی شرپسندی سے محفوظ رہا ہے جفا وجود کی آندھیاں علم کے روپ میں بھی چلتی رہیں مگر قرآن کا پرچم ہر دور میں بالا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے سرور کونین کے صحابہ کا لشکر جرار تابعین کی فوج ظفر آئمہ مجتہدین کی جماعت کثیرہ اور علماء حق اہلسنّت کا طائفہ مقدسہ آج تک قرآن پاک کی عظمت کی حفاظت کے لئے مقرر ہے سرور کونین رحمت دارین سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہیوں نے اپنے علم و دانش عشق مصطفیٰ کی بدولت قلم و قرطاس سے قرآن پاک کے سرمد پیغام کی خدمت کی حضرت شیخ المفسرین عاشق رسول

حضرت الحافظ امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے اپنے شہرہ آفاق کتاب الاتقان میں لکھا ہے کہ تفسیر قرآن کا حق صرف اسے ہے جو ان پندرہ علوم پر حاوی ہوا۔ لغت ۲۔ نحو ۳۔ صرف ۴۔ علم الاشتقاق ۵۔ علم المعانی ۶۔ علم البیان ۷۔ علم البدیع ۸۔ علم القرات ۹۔ قوائد شریعہ ۱۰۔ اصول فقہ ۱۱۔ علم اسباب نزول ۱۲۔ علم ناسخ و منسوخ ۱۳۔ فقہ ۱۴۔ علم الحدیث ۱۵۔ علم الوہبہ۔

مگر آج کل بزعم خویش بالغہ ہائے عصر کے پندار میں گرفتار ہو کر علم تفسیر میں قلم آرائی کے دعوے دار ہیں حالانکہ بے چارے یتیم فی العلم ہیں صرف نحو کی ابتدائی فوائد سے آشنا نہیں ہیں مگر ہماری بدقسمتی ہے وہ تفسیر قرآن میں یوں ایک سامراجی سازش کے تحت یہ فساد برپا کیا جا رہا ہے کہ گھر گھر میں علم قرآن کے علمبردار پیدا ہو گئے ہیں حالانکہ تفسیر بیان کرنے کے لئے تفسیر القرآن بالقرآن تفسیر القرآن بالحدیث تفسیر القرآن باقوال صحابہ تفسیر قرآن باللغت و القواعد الاسلامیہ وغیرہ ضروری ہیں مگر ایسے بے چارے جو قرآن کی ایک آیت کی تفسیر کے لئے دوسرے آیت تلاش کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے وہ آج مفسرین قرآن میں ایسے عالم ہیں ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور کے منتظمین نے قرآن نمبر حصہ دوم شائع کر کے اپنی سعادت دارین کا اہتمام فرمایا ہے۔ میں جناب عزیزم محترم قاری محمد زوار بہادر اور حضرت شاہ صاحب کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ وہ اہلسنّت کے عقیدہ حق کے مطابق قرآن کی خدمت کر رہے ہیں۔

حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری
مرکزی ناظم اعلی جماعت اہلسنّت پاکستان

برادر محترم حضرت علامہ سید شبیر احمد ہاشمی نے بتایا کہ "ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور" رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ بمطابق کا شمارہ قرآن نمبر کے نام سے پیش کر رہا ہے مجھے بے حد خوشی ہوئی حضرت شاہ صاحب نے اس خصوصی اشاعت کے لئے مضمون لکھنے کی بھی دعوت دی مگر جماعت اہلسنّت کی تنظیمی مصروفیات کشمیر میں جماعت کے تازہ اقدام قیام مدارس سینہ اور مہاجرین کے کیمپوں میں مسلک حق کی تبلیغ اور اسلام دشمن حکومت کے شر سے مسلک حق کو بچانے کی تدابیر ملک میں امن و امان کی تباہی کے خلاف امن و اخوت کو پیدا کرنے کے لئے جماعت کے فیصلوں پر عملدر آمد کروانے کے منصبی داری کے باعث مضمون کو سپرد قلم نہیں کر سکا

میں سمجھتا ہوں کہ میں ظ اس سعادت سے محروم ہو گیا ہوں مگر میں جماعت اہلسنّت کے زبردست معاون ماہنامہ ندائے اہلسنّت کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور حضرت قاری صاحب کا اور جناب شاہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے پیغام کے شرف سے مشرف فرمایا۔

والسلام

شیخ طریقت حضرت مولانا پیر سید محمد امیر شاہ گیلانی
مرکزی نائب صدر جمعیت علماء پاکستان (پشاور)

ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور عرصہ دراز سے دین حق کی خدمت کر رہا ہے مجھے اس میں مضمون لکھنا چاہئے تھا مگر مصروفیات کے باعث یہ سعادت تو نہ مل سکی صرف پیغام کے ذریعہ ہی اس سعادت میں شریخ ہو رہا ہوں دعا ہے کہ اللہ تعالی اس خصوصی نمبر کو مقبولیت عامہ و تامہ عطا فرمائے۔

حضرت صاجزادہ حافظ عبدالمناف تونسوی۔ تونشہ شریف

ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور کو بے شمار مبارکباد دیں کہ اس نے گناہوں میں جلتے ہوئے ماحول میں قرآن نمبر شائع کر کے) محبت خدا و مصطفیٰ کی نسیم بہار کا اہتمام کیا ہے اللہ تعالی یہ خدمت قبول فرمائے۔ آمین

حضرت صاجزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی
مرکزی نائب ناظم جماعت اہلسنّت پاکستان (لاہور)

محترم قاری صاحب اسلام علیکم

یہ سن کو بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ماہنامہ ندائے اہلسنّت کا قرآن نمبر دوسرا حصہ شائع کر رہے ہیں اللہ تعالی قبول فرمائے۔ والد محترم علامہ سید محمود احمد رضوی کا پیغام بھیج دیا ہے حضرت ہاشمی صاحب سے سلام خلوص۔

حصرت صاحبزادہ سید مظہر قیوم مشہدی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ جلالیہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاوالدین

ماہنامہ ندائے اہلسنت کا قرآن نمبر حسب توقع شائع ہوا اس کی ترتیب تبویب اور تزئین کے لئے جو آپ محنت کر رہے ہیں اس پر سلام خلوص قبول فرمائیں۔

الحاج امجد علی چشتی ناظلم اعلی جماعت اہلسنّت پنجاب۔ کامونکی

ماہنامہ ندائے اہلسنّت کے مدیر ریس التحریر عملہ ادارت معاونین قارئین بلکہ مخالفین بھی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ ایک عظیم سعادت حاصل کر رہے ہیں اور مخالفین کو نئی راہیں مل سکتی ہیں کہ ماہنامہ مذکر قرآن نمبر شائع کر رہا ہے۔ جماعت اہلسنّت کی طرف سے ہدیہ خلوص قبول ہو۔

بقیہ: کنزالایمان اور دیگر تراجم کا تقابل

"مسلم الثبوت" کا نسخہ جو اصول فقہ کی چوٹی کی کتاب ہے مطالعہ فرما رہے تھے اس دوران آپ کے والد ماجد" کے حاشے میں مسلما لثبوت کی ایک عبارت پر کئے گئے ایک اعتراض اور اس کے جواب پر نظر پڑی تو آپ نے اپنے قلم سے مسلم الثبوت کی اس عبارت کی ایسی معقول توجیہ تحریر فرمائی کہ سرے سے اس پر والد ماجد کا کیا ہوا اعتراض ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ جب آپ والد ماجد سے اس کتاب کو پڑھنے کے لئے آئے اور آپ کے والد ماجد کی نظر اس توجیہ پر پڑی تو باپ نے اپنے لائق بیٹے کو بے ساختہ سینے سے لگا کر فرمایا کہ تم مجھ سے پڑھنے نہیں پڑھانے آتے ہو۔

یہ قطب و سینے میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی شمع منور کی برکتیں ہیں جس کے بغیر زندگی ناتمام اور خام ہوتی ہے

سینے میں اگر نہ ہو دل گرم
رہ جاتی ہے زندگی میں خامی!

الحاد کی دہکتی آگ میں نسیم صبح عشق رسول کا ایمان افروز پیغام

ماہنامہ ندائے اہلسنّت ۔ لاہور

چیف ایڈیٹر قاری زوار بہادر

تحریر: علامہ شبیر احمد ہاشمی

○۔ اگر آپ ملک میں نظام مصطفیٰ کی سیاسی بالادستی چاہتے ہیں۔

○۔ اگر آپ سیاست و ادب سے آمریت اور "بے ادبی" کے فرقے مٹانا چاہتے ہیں۔

○۔ اگر آپ دینی غیرت کا پرچم بلند کرنا چاہتے ہیں۔

○۔ اگر آپ حکمرانوں اور دیگر اسلام دشمن عناصر سے پنجہ آزمائی چاہتے ہیں۔

○۔ اگر آپ اسلام کا معاشی اقتصادی نظام نافذ کر کے غربت کی کمر توڑنا اور استحصال کا پنجہ مروڑنا چاہتے ہیں۔

○۔ اگر آپ امریکہ ' برطانیہ دیگر مغربی اقوام اور اسلام کے دشمن بادشاہوں کی شرانگیزیوں کا خاتمہ چاہتے ہیں۔

○۔ اگر آپ قرآن و سنت کو سپریم لا اور فقہ حنفی کو پبلک لاء کے طور منوانا چاہتے ہیں۔ تو آیئے ہمارے دست و بازو بنیں ہمارے سرپرست بنیں ہماری کمر ہمت بندھائیں اور ہمارے لئے پرخلوص تعاون کے ساتھ مخلصانہ دعائیں دیں تو آپ دیکھیں گے کہ ماہنامہ ندائے اہلسنّت ظلم کے جبڑے چیر دے گا۔ شیطانی نظام کا خاتمہ کرے گا۔ ملحدوں سے ٹکرائے گا سنی اتحاد کا خواب شرمندہ تعبیر کرے گا۔

ندائے اہلسنّت کو اپنے احباب سے متعارف کروائیں۔ اس کی اشاعت میں حصہ لیں اور سالانہ ۱۲۰ روپے جمع کروا کر گھر میں تازہ بتازہ پرچہ منگوائیں۔

منجانب محمد رشید احمد رضوی ایڈیٹر ماہنامہ ندائے اہلسنّت۔ لاہور

کنز الایمان اور دیگر تراجم کا تقابل

ماخوذ الشاہ احمد رضا بریلوی

اعلیٰ حضرت فاضل امام اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کے علم قرآن کا انداز اگر ان کے صرف اس ترجمہ سے کیا جائے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی مثال نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ ہی اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ہے کہ اس کی جگہ دوسرا لفظ نہیں لگایا جا سکتا جو ظاہر میں ترجمہ لیکن حقیقت میں قرآن کی صحیح تفسیر بلکہ روح تفاسیر ہے۔ اس ترجمہ کی شرح اعلیٰ حضرت کے فیض یافتہ جناب صدر الافاضل رحمتہ اللہ علیہ نے حاشیئے پر لکھی ہے۔

دیوبندیوں وہابیوں کے ترجمہ کی غلطیاں

مشہور مقولہ --- الاشیاء تعرف باضدادہا --- کے مطابق اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی حقانیت و صداقت کا دیو بندیوں وغیرہ ہم کے تراجم سے مقابلہ کر کے دیکھئے۔ ہم صرف دو آیتوں کے تراجم پیش کرتے ہیں آپ غور فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت کے سوا دوسروں نے ترجمہ کرتے وقت سہواً" عمداً" کتنی بے احتیاطی اور لاابالی کا ارتکاب کیا۔

حتی اذا استئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا جائہم نصرنا۔ (سورہ یوسف، آیت ۱۱۰)

ترجمہ اشرف صاحب تھانوی

یہاں تک کہ پیغمبر اس بات سے مایوس ہو گئے اور پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی ان کو ہماری مدد پہنچی۔

تھانوی کے مرید دریا بادی

یہاں تک کہ پیغمبر مایوس ہو گئے ہیں اور گمان کرنے لگے کہ ان سے غلطی ہوئی کہ اتنے میں

ہماری مدد پہنچی

شاہ عبدالقادر صاحب

یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا تھا۔ تو انہیں ہماری مدد آئی۔

مولوی عبدالحق صاحب

رسول ناامید ہو چکے تھے اور خیال کرنے لگے کہ ان سے غلط وعدے کئے گئے تو فوراً ان کے پاس ہماری مدد پہنچی

ترجمہ محمود الحسن صاحب

(صدر مدرس اول دیوبند)

یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا ہے۔ پہنچی ان کی مدد ہماری۔

غیر مقلدوں کا ترجمہ

یہاں تک کہ رسولوں کو ناامیدی ہوئی اور انہیں جھوٹ کا گمان گزرا تو ہماری مدد آ پہنچی۔

واقعہ یہ ہے کہ سابقہ نافرمان امتیں جب اپنے رسولوں کی نافرمانی سے باز نہ آتیں تو اللہ تعالی نے اپنے رسولوں سے فرمایا کہ اپنی امتوں کو بتا دو کہ ان پر فلاں دن عذاب آئے گا۔ اور عذاب سے کچھ دن پہلے اس کے علامات رونما ہوا کرتے تھے جب عذاب آنے کا دن قریب آتا مگر خلاف معمول اس کے علامات رونما نہ ہوئے تو رسول مایوس ہوئے۔ رسولوں کی خواہش تھی کہ پہلے علامات دیکھ کر شاید یہ لوگ تائب ہو کر ہماری اطاعت کا وعدہ کریں تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالی ان کی توبہ قبول فرما کر انہیں معافی دے دے اور عذاب دور فرما دے۔ مگر جب علامات نظر نہ آئے تو وہ مایوس ہو گئے اس کے برعکس عذاب ناگہانی کا اندیشہ کرنے لگے اور قوم نے جب دیکھا کہ علامات عذاب رونما نہیں تو انہوں نے سمجھا کہ رسولوں نے ان سے غلط وعدہ کیا

تھا۔ مگر چوں کہ رسول کبھی غلط وعدہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے قوم پر عذاب آکر رہا اور رسولوں کی خدا تعالیٰ نے مدد فرمائی۔

مگر مذکورہ الصدر تراجم جو دیوبندیوں اور وہابیوں نے فرمائے ہیں ان کی خط کشیدہ عبارات ملاحظہ فرمایئے کہ کسی ترجمہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں کو اپنے فہم کی غلطی کا گمان ہو یعنی وہ سمجھے کہ ہم نے عذاب کی جو وحی حاصل کی تھی اور اس میں عذاب کا جو دن بتایا گیا تھا۔ ہم نے غلط سمجھا۔ اور کسی سے یا ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں نے سمجھا کہ ان سے خدا نے جس دن میں عذاب بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ وعدہ ہی غلط تھا۔ نیز سب نے لفظ مایوس لکھا ہے کہ انبیاء وعدہ الٰہی کے وفا ہونے سے مایوس ہو گئے اور یا تو اپنی غلطی سمجھی یا خدا کے وعدے کو جھوٹا سمجھا۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! کیا کبھی ممکن ہے کہ رسول اپنی سوچ کو غلط قرار دیں یا خدا کے وعدے کو خطا ٹھہرائیں؟ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ دیوبندیوں وہابیوں کا ہی ناپاک عقیدہ انہیں مبارک، وہ تو ایسا ہی ترجمہ کریں گے کیونکہ ان کے مذہب نا مہذب میں خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلویؒ

مگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمایئے کیسا نفیس ترجمہ ہے کہ پڑھنے والے کو کہیں بھی غلطی نہیں لگ سکتی۔

ترجمہ: یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ۔ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا۔ اس وقت ہماری مدد آئی۔

غور فرمایئے--- اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا ترجمہ کس قدر نفیس ہے جس میں رسولوں کی مایوسی کی نسبت صرف ظاہری اسباب کی طرف فرمائی گئی ہے نہکہ وعدہ عذاب کی طرف اور غلط فہمی کی نسبت نہ رسولوں کی طرف کی گئی نہ خدا تعالیٰ کی طرف بلکہ لوگوں کی طرف فرمائی۔

تمہیں نے جمع فرمائے نکات و رمز قرآنی
یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمانؓ کا تم ہو

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرتؒ کے ترجمہ کی صداقت صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ملاحظہ فرما کر حضور کی وقت نظر کی داد دیجئے۔ امام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ نے حضرت عزوہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

معاذ اللہ لم تکن الرسل تظن ذلک بربها۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۸۰)

یعنی خدا کی پناہ۔ اللہ کے رسولوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں وعدہ خلافی کا کوئی گمان نہیں کیا تھا۔

اسی طرح نمونے کے طور پر دوسری آیت کے وہ تراجم بھی ملاحظہ فرمائیں جو علماء دیوبند و پیشوایان وہابیت نے فرمائے ہیں۔

وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیه۔ (سورت انبیاء آیت ۸۷)

ترجمہ محمود الحسن صاحب

(صدر مدرس اول دارالعلوم دیوبند)

"اور مچھلی والے کو۔ جب چلا غصہ ہو کر۔ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو"

مولوی عبدالحق صاحب

"اور ذوالنون کو بھی یاد کرو جب کہ وہ خفا ہو کر چلدیئے پھر انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم اس پر قابو نہ پائیں گے۔"

واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے جب ان کی دعوت نصیحت نہ مانی تھی بلکہ کفر پر ڈٹ گئی آپ ان سے ناراض ہو کر اور یہ سمجھ کر کہ کفار کے ساتھ رہنے کی بجائے ان سے ہجرت کر جانا بہتر ہے وہاں سے چلے گئے اور وحی کا انتظار نہ فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن فرمایا کہ وہ مجھے تنگ نہ فرمائے گا اور میرے اس اقدام پر میرا مواخذہ نہ فرمائے گا۔ مگر علماء دیوبند کی ذہانت کا مشاہدہ فرمائیں جنہوں نے یہ ترجمہ کیا کہ حضرت یونس علیہ السلام یہ سمجھ کر کہ مجھے خدا نہیں پکڑ سکے گا اور وہ مجھ پر قابو نہ پا سکے گا۔ وہاں سے چلے گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

خدارا--- اپنے اس عقیدت و ایمان کی روشنی میں جو ہر مسلمان کو اللہ کے انبیاء کی عصمت و پاکیزگی سے متعلق ہونی چاہئے۔ دیوبندیوں کے ترجمہ پر غور فرمائیں کیا اللہ کا نبی کبھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ خدا تعالی اسے پکڑ نہیں سکے گا۔ یا اس پر خدا کا کوئی قابو نہیں چلے گا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔

افسوس صد افسوس! اگر یہ ترجمہ کسی ہندو اور عیسائی نے کیا ہوتا کوئی بڑی بات نہ تھی کہ ان کا کام ہی شان نبوت کو گھٹانا اور مسلمانوں کے عقائد میں رخنہ ڈالنا ہے۔ مگر باعث استعجاب یہ کہ یہ ترجمہ ان کا ترجمہ ہے جو نہ صرف مدعیان اسلام بلکہ بزعم خود ارباب علم معرفت کہلاتے ہیں۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اعلیٰ حضرات کا ترجمہ

آیئے! --- امام اہلسنت اعلیٰ حضرت اس صدی کے مجدد برحق کا برحق ترجمہ بھی ملاحظہ فرمایئے:

"اور ذوالنون کو یاد کرو جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔"

دیکھئے کس قدر نفیس ترجمہ ہے۔

اے امام احمد رضا! --- آپ کی تربت اقدس پر خدا کی نور باری ہو آپ نے شان الوہیت و شان نبوت کو کیسی پاسبانی فرمائی اور مسلمانوں کے ایمان و اسلام کی نگہبانی بھی۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نور ستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ ترجمہ بھی محض عشق و محبت یا جذبے کی پیداوار نہیں ہے بلکہ قدر بمعنی تنگ کرنا --- **القران یفسر بعضہ بعضہ** (حدیث) --- کے مطابق قران مجید ہی کی دوسری آیت سے ثابت ہے۔

چنانچہ سورت فجر میں ہے۔ **فقدر علیہ رزقہ** (آیت ١٦) اور اس کا رزق اس پر تنگ

کرے--- اور یہ ترجمہ بھی لغت کے مطابق ہے چنانچہ القاموس المحیط میں ہے۔

القدر کضرب و نصر و فرح التضیق اھ

یعنی القدر ضرب و نصرو فرح کے باب کی مانند کے معنے تنگ کرنے کے ہیں۔

لسان العرب میں تو لکھا ہے کہ یونس علیہ السلام سے متعلق اس آیت میں --- **ان لن نقدر علیہ**--- کا معنی "ہم اسے ہرگز نہ پکڑ سکیں گے یا ہم اس پر قابو نہ پا سکیں گے" کرنا کفر ہے۔

بلکہ امام فخرالدین رازیؒ سے صراحت ملاحظہ فرمایئے۔

من ظن عجزاللہ تعالیٰ نھو کافر ولا جلاف انہ لایحوزلبہ ذلک الی احاد المومنین فکیف الی الانبیاء علیھم السلام اھ

یعنی جس نے خدا تعالیٰ کے عاجز ہونے کا گمان کیا وہ کافر ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس طرح کے گمان کی نسبت کسی ایک مسلمان کی طرف بھی جائز نہیں تو انبیاء علیہ السلام کی طرف کیسے جائز ہو گی۔

اس کے بعد -- لن نقدر-- کے معنی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نظن ان لن نقدر علیہ ای لن نضیق علیہ ۲۔ یعنی -- ان لن نقدر علیہ-- کے معنی ہیں کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے

مسلمانو! خدارا غور کریں

دیوبند کے ایمان سوز اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے ایمان افروز ترجمہ میں کس قدر فرق ہے۔ کیا یہ حقیقت آشکار انہیں کہ ان کا ترجمہ کفر کی دعوت دیتا ہے اور اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ایمان کی طرف کھینچتا ہے۔---**اولئک یدعون الی النسار واللہ یدعوا الی الجنہ**--- ایک آگ کی دعوت ہے اور دوسری جنت کی۔

آپ کدھر جانا چاہتے ہیں؟ دیوبندی بریلوی کے لفظوں میں نہ پڑیئے یہاں ایمان و کفر کی بات ہے۔ بلا تعصب سوچنا شروع کیجئے تفصیل آ رہی ہے یہ تو آغاز باب ہے۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیان ہوا ہے وہ آغاز باب تھا

اعلیٰ حضرت کو علم منطق و ہیئت پر کمال مہارت حاصل تھی ایک بار اپنے والد کا تحریر کردہ

باقی صہ ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں

سارا قرآن

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی

حقیت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کو بنظر ایمان دیکھا جاوے۔ تو اس میں اول سے آخر تک نعت سرو کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتی ہے۔ حمد الٰہی ہو یا بیان عقائد' گذشتہ انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے واقعات ہوں یا احکام غرض قرآن کریم کا ہر موضوع اپنے لانے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مثال کے طور پر سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد کو لیجئے کہ اس میں خدائے قدوس کے صفات کا ذکر ہے اور سورہ لہب کو دیکھئے یعنی تبت یدا ابی لھب و تب کہ اس میں بظاہر ابولہب کافر اور اس کی بیوی کا تذکرہ ہے از اول تا آخر' مگر جب غور کرو تو یہ دونوں سورتیں محبوب کی نعت پاک سے بھری ہوئی ہیں۔ قل ھو اللہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اے محبوب تم کہہ دو کہ اللہ ایک ہے اور وہی بھروسہ کے لائق ہے نہ وہ کسی کی اولاد' نہ اس کی کوئی اولاد' وغیرہ وغیرہ۔ مگر ایک کلمہ قل نے (یعنی محبوب تم کہدو) اس سارے سورۃ میں نعت کو شامل کر دیا۔ کیوں کہ مرضی الٰہی یہ ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوۃ کلام تو ہمارا ہو۔ اور زبان تمہاری۔

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی
اتنی ہے گفتگو تری اللہ کو پسند!

ہماری صفات تو تم دنیا کو بتاؤ۔ اور فرمادو اللہ احد اور تمہاری صفات ہم ارشاد فرماتے ہیں کہ **محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار** یعنی لا الہ الا اللہ تم کہلواؤ اور محمد رسول اللہ ہم کہلواتے ہیں۔ یعنی ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے منہ سے اپنے اوصاف سنیں تم ہمیں سناؤ اللہ احد' بلا تشبیہ یوں سمجھو کہ محبوب فرزند سے باتیں سنتے ہیں' چونکہ اس کی زبان کے لفظ میٹھے اور پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ تو بار بار کہلوا کر سنتے ہیں' رب نے اپنے محبوب سے قرآن پڑھوا کر سنا' ورنہ میثاق کے دن سب سے پہلے توحید کا اقرار حضور ہی نے کیا تھا۔ یا قل سے یہ مقصود ہے کہ اے محبوب لوگوں سے کہہ دو اللہ احد' لہٰذا اگر کوئی انسان آپ کی غلامی کے بغیر ہماری صفات

کو جانے مانے ہرگز عارف یا موحد نہیں۔ جب تک کہ آپ کی بتائی ہوئی توحید آپ کے دامن پاک سے لپٹ کر نہ مانے' اسی لئے کلمہ طیبہ کا نام تو ہے کلمہ توحید۔ مگر اس میں اللہ کے ذکر کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی ہے۔ کہ جزو اول میں توحید اور جزو دوم میں توحید سکھانے والے کا اسم پاک آجائے۔ کہ توحید صحیح بغیر رسالت کی دستگیری کے حاصل نہیں ہوتی صلی اللہ علیہ وسلم۔

تبت یدا ابی لھب میں بھی نعت شامل ہے۔ قل ھو اللہ احد میں تو قل فرمانے سے کیونکہ ایک بار ابولہب ابن عبدالمطلب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں عرض کیا تھا کہ تبالک آپ تباہ ہو جائیں۔ پروردگار عالم نے اس کلمہ ملعونہ کا بدلہ اور انتقام لیتے ہوئے خود فرمایا کہ تبت یدا ابی لھب وتب۔ کہ ابو لہب ہلاک ہو جائے۔ اور وہ ہلاک ہو بھی گیا۔ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب آپ نہ دیں ہم خود جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اب اس جہان سے ابولہب کی گمراہی ہلاکت وغیرہ کا ذکر ہوا ساتھ ہی ساتھ آقائے دو جہان کی عزت و عظمت بارگاہ الہیہ میں معلوم ہو گئی کہ ان کی شان میں ادنیٰ سی بکواس کرنے والا خدائے پاک کا دشمن قرار پاتا ہے **من عادی لی ولیا افنتہ بالحرب**۔ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں ان سے اعلان جنگ دیتا ہوں (مشکوۃ)

اہل بیت عظام کے مناقب مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ کے فضائل قرآن کریم میں ارشاد ہوئے۔ وہ حقیقت میں نعت مصطفیٰ ہے۔ بادشاہ سے غلاموں کی تعریف اس کے تخت و تاج کی مدحت در حقیقت بادشاہ کی مرصے خوانی ہے۔ کفار کی برائیں' بت پرستوں کی مذمت بھی اسی بادشاہ کی نعت ہے۔ جس کی مخالفت سے یہ لوگ مردود ہوئے۔

اسی طرح آیات احکام کو دیکھئے کہ سب میں حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی نعت بھی ظاہر ہے۔

مثلاً" قرآن میں جگہ جگہ نماز اور زکوۃ کا حکم دیا۔ یا حج فرض فرمایا' مگر کسی جگہ یہ نہیں بتایا گیا کہ نماز کس طرح پڑھو' کس کس وقت پڑھو' کتنی کتنی رکعتیں پڑھو۔

اسیٰ طرح یہ وضاحت نہ فرمائی' کہ زکوۃ کون دے۔ کتنے مال پر دے کس کو دے۔ حج کرو' مگر تمام حج کے قاعدے بیان نہ کئے۔ جس کی منشا یہ ہے کہ احکام ہم نے بتا دیئے۔ اب اگر ان احکام کی تفصیل اور طریقہ دیکھنا ہے تو ہمارے محبوب علیہ السلام کے مبارک فعل اور قول دیکھ لو'

ان کی زندگی پاک ہمارے سارے احکام کی مکمل تفسیر ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ نماز، روزہ، حج وغیرہ محبوب علیہ السلام کی محبوب اداؤں کا نام ہے۔ ان کی ادائیں پیاری ہیں، جو بھی اخلاص سے ان کی سی ادائیں کرے گا مقبول ہو گا، اگر کوئی شخص رکوع سجدہ میں قرآن پڑھ لے اور قیام میں التحیات پڑھے یعنی جو ذکر الٰہی نماز میں ہوتا ہے۔ اس کی ترتیب بدل دے نماز نہ ہو گی۔ آخر یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس نے اگرچہ سارے ارکان ادا کر دیئے اور سارے ذکر بھی کر لیے۔ مگر اس طرح نہیں کئے۔ جس طرح سے محبوب علیہ السلام کرتے تھے، پیاری تو ان کی ادائیں ہیں نہ کہ محض تمہارے افعال، دیکھو نماز و تلاوت بزبان عربی لازم ہے، کیا یہ ہی محبوب کی زبان ہے، ہمیں طوطی مینا پیاری ہیں کیونکہ وہ ہماری سی بولی بولتی ہیں، اگرچہ بغیر سمجھے ہی سہی تو اے مسلمانو تم بھی اس محبوب کی بولی بولو۔ اگرچہ بغیر سمجھے ہوئے ثواب پاؤ گے، اگر نماز محض درخواست ہوتی تو ہر زبان میں ادا ہو جاتی، کہ رب تو ہر زبان جانتا ہے۔ حج میں کیا ہے؟ کہیں ٹھہرنا، کہیں دوڑنا، کہیں کنکر پھینکنا، کہیں طواف میں گھومنا آخر یہ کام ان تاریخوں میں عبادت کیوں بن گئے؟ اس لئے کہ یہ اللہ والوں کے کام ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت کرے وہ اسی قوم سے ہے، ہماری نمازوں اور ساری عبادتوں کا یہ ہی حال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اور تشبیہ نصیب ہو جاوے شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہمیں بخش دے۔

رات کی تاریکی میں نمازیں امت کی بخشش کی دعائیں
ان کے سجدے فخر عبادت صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے یہ سجدے سجود انہیں مقبول سجدوں کی نقل ہیں۔ غرضیکہ ساری احکام کی آیات نعت رسول علیہ السلام ہیں۔

اسی طرح وہ ہی کام گناہ ہے جو حضور کو ناراض کرے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم**۔ لھم کے مقدم ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ان ہی کو عذاب ہوتا ہو گا۔ جو حضور کو ایذا دیں معلوم ہوا کہ ہر کافر کے کفر اور مومنوں کے گناہ سے حضورؐ کو ایذا ہوتی ہے۔ اگر کسی کی عبادت سے حضور ناراض ہیں، تو وہ عبادت گناہ ہے، اور کسی

باقی ص ۱۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں

اتباعِ سُنّتِ نبویؐ قرآن کی روشنی میںؐ

تحریر: پیر کرم شاہ الاظہری

قرآن حکیم میں ایسی بے شمار آئتیں ہیں جن میں علیم و خبیر خدا نے اپنی مخلوق کو اپنے اس برگزیدہ بندے اور مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا ہے اور بارہا تنبیہہ بھی فرمائی ہے کہ جس نے اس کی فرمانبرداری سے انحراف کیا وہ اپنے پروردگار کا باغی ہے۔ اس کے انعامات سے محروم اور اس کے غیظ و غضب کا سزاوار ہے چند آیات ملاحظہ فرما ہوں:

پہلی اور دوسری دلیل

۱۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم۔

۲۔ قل اطیعو اللہ والرسول فان اللہ لا یحب الکافرین (العمران)

ترجمہ۔ (اے میرے رسولؐ) تم فرماؤ! اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(اے میرے رسولؐ) تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور رسولؐ کا۔ پھر اگر وہ اعتراض کریں تو اللہ کو کافروں سے محبت نہیں ہے۔

یہ ہے قرآن پاک کی آیات بینات کا اعجاز کہ ان کے سامنے شک اور ارتیاب کے بادل

چھٹ جاتے ہیں اور حقیقت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ بے نقاب ہو جاتی ہے۔ ان دو آیتوں پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد ہے۔

وہ لوگ جو میرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں کرتے، اس کے نقش پا کو اپنا خضر راہ نہیں بناتے اور اس کے ارشادات کے سامنے سمعنا واطعنا کہتے ہوئے سر تسلیم خم نہیں کر دیتے، اور پھر کہتے ہیں کہ اے رب! ہمارے دل تیری محبت سے سرشار اور سینے نور عشق سے معمور ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں، ان کا تو مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں، اگر واقعی انہیں مجھ سے الفت ہے تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں بھی ان سے محبت کرنے لگوں گا، یعنی پہلے وہ صرف محب تھے اور اس دعویٰ محبت کی صداقت پر ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تھی۔ لیکن جب میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف انہیں حاصل ہو جائے گا، تو ان کا دعویٰ محبت بھی مسلم اور انہیں خلعت محبوبیت بھی مبارک!

محبوبیت حقیقت میں خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں پختگی اور ثبات کا نتیجہ ہے اسی حقیقت کی طرف تو حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمتہ نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

چوں تمام افتد، سراپا ناز، می گردو نیاز

قیس را لیلیٰ ہے نامند در صحرائے من!

محبت الٰہی کی وضاحت

اس آیت کریمہ میں تحبون اللہ اور یحببکم اللہ کے الفاظ میں محبت کا جو ذکر کیا گیا ہے اس پر اگر مزید غور کیا جائے تو حقیقت یوں اجاگر ہو جاتی ہے کہ پھر کسی کو مجال انکار نہیں رہتی۔ محبت کیا ہے؟ بندے کی محبت اللہ تعالیٰ سے کیسی ہوتی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندے سے، کا کیا معنی ہے؟

محبت کہتے ہیں اس کشش اور میلان کو جو دل میں کسی باکمال ہستی کی طرف پیدا ہوتا ہے، خواہ وہ کمال جمال معنوی ہو یا صوری، حسن ظاہری ہو یا حسن سیرت و شمائل اور یہ جذبہ اس ہستی سے قریب تر ہونے کے لئے بیتاب رکھتا ہے۔

بندہ جب یہ سمجھ لیتا ہے کہ گلستان حسن و خوبی کی ہر کلی اور ہر پتی پر اس ذات احدیت کا جمال جلوہ طراز ہے اور آنکھ جو کمال کہیں اور کسی شکل میں دیکھتی ہے اس کا سرچشمہ وہی ذات صمدیت ہے تو اس کے عشق و محبت اور اجلال و احترام کی محرابوں کے مصنوعی صنم پاش پاش ہو جاتے ہیں اور اس کے ان تمام جذبات کا مرکز صرف ایک وہی ذات رہ جاتی ہے' اس کا یہ جذبہ کیونکہ ایجابی ہوتا ہے اس لئے اپنے محبوب حقیقی کی عبادت اور اطاعت میں عملی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ جذب نہاں کی اسی نمود اور ظہور کو محبۃ العبد اللہ' (بندے کی اللہ سے محبت) کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اگر خلوص نیت اور عزم صادق کی زاد لے کر وہ راہ عشق پر چل نکلے گا تو بارگاہ ربوبیت سے جلد ہی رضی اللہ عنہم و رضوان عنہ (اللہ تعالی ان سے راضی اور وہ اللہ تعالی سے راضی) کی نوید جانفزا سامع نواز ہوتی ہے' اسی سرفرازی اور پذیرائی کو اللہ تعالی کی اپنے بندے سے محبت کہا جاتا ہے۔

دل عاشق میں وصال حبیب کے لئے بیقراری کی جو آگ بھڑک رہی ہوتی ہے وہ اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ کوئی ایسی صورت نکالے خواہ جان پر ہی کیوں نہ کھیلنا پڑے جس سے وصال میسر ہو اب اگر اللہ تعالی اپنے عاشقان دلفگار کی رہنمائی نہ فرمائے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے عقل و فکر کی قوت سے قرب الٰہی حاصل کر سکیں کیونکہ ان کی عقل کتنی ہی روشن ہو بہرحال محدود ہے۔ ان کا فکر کتنا ہی بلند پرواز ہو بہرحال انسانی فکر ہے اسی لئے رب العالمین نے اپنا رسولؐ بھیجا اور تمام دنیا والوں کو بتا دیا کہ اگر میری رضا و قرب کے خواہش مند ہو اور میرے وصال کے طلب گار ہو تو گمان و تخمین کی دلدلوں میں نہ بھٹکتے پھرو بلکہ میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لو۔ اس کے بتائے ہوئے طریقے پر میری یاد کرو۔ اس کے سکھلائے ہوئے اسلوب پر میری عبادت کرو۔ اپنے اقتصادی' سیاسی' اخلاقی اور معاشرتی مشکلات کو اس کے ارشادات کے مطابق حل کرو۔

یاایھاالذین امنوا ادخلوا فی السلم کافتہ والا تتبوعوا خطوات الشیطان۔ انہ لکم عدومبین۔ (البقرہ)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یہی میری رضا مندی کے حصول کا واحد ذریعہ ہے اور صرف اسی طرح تمہیں میرا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔

اب اگر کوئی محبت الٰہی کا مدعی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا یا تو وہ نادان ہے یا وہ اپنے دعوئ محبت میں جھوٹا ہے۔

اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اتباع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید برکات کا بھی ذکر فرمایا کہ

یغفرلکم ذنوبکم

کہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تمہاری لغزشوں اور کوتاہیوں پر قلم عفو پھیر دیا جائے گا۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ قوموں پر خدائے قہار کا عذاب ان کے گناہوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے نازل ہوتا ہے۔ قیامت خیز قحط ہلاکت آفریں جنگیں اور تباہ کن امراض کے شکنجہ میں قدرت بلاوجہ نہیں کس دیتی بلکہ یہ انسان کی اپنی بداعمالیوں کا طبعی ردعمل ہوا کرتا ہے۔

ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید

ترجمہ۔ یہ بدلہ ہے اسی کا جو تم نے آگے بھیجا اپنے ہاتھوں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔

لیکن اطاعت رسول عربیؐ وہ اکسیر ہے جس سے جاں بلب مریض شفایاب ہو جاتا ہے' اس کے اعجاز سے ان قوموں کو تاج سروری عطا کیا جاتا ہے جو قعر ذلت میں مدتوں سے پڑی سڑ رہی ہوتی ہیں۔ اسی کے صدقے ان امتوں کو حیات نو اور ذوق عمل مرحمت کیا جاتا ہے' جو اپنی سست گامی سے زندگی کی دوڑ میں شکست کھا چکی ہوتی ہے ؎

تو چناں ہمائی اے جاں کہ بزیر سایہ تو

بکف آورند زاغاں ہماں خلعت ہمائی

ایک قلب سلیم کے لئے تو اس روشن دلیل اور واضح برہان کے بعد کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں لیکن دبر ازل کے قلم معجزنگار نے کیونکہ اس مضمون کو مختلف اداؤں سی پیش فرمایا

ہے اس لئے ان سے مجتمع ہونا بھی عین سعادت ہے۔

تیسری دلیل

اللہ تعالی سورۃ النساء پارہ چہارم میں ارشاد فرماتا ہے۔ **تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھاالانہار خالدین فیہا و ذالک الفوز العظیم۔**

ترجمہ۔ یہ اللہ تعالی کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول ؐ کا۔ اللہ اسے باغات میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ دنیا دارالعمل ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوقات کو پھر زندہ کیا جائے گا۔ اور ان کے اعمال نیک و بد کا محاسبہ ہو گا۔ اطاعت کیش اور پاک باز جنت کی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور سرکشوں اور متکبروں کو دوزخ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس جہاں میں ہمارا مقصد زیست، شوکت و سطوت، جاہ و منصب اور عیش و نشاط کے حصول تک محدود نہیں، گو ہم ان سے دستکش ہونا بھی کفران نعمت سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقاب ہمت اس عالم آب و گل کے کہستانوں میں آشیانہ نہیں بناتا۔ اس کا نشیمن تو فردوس اعلیٰ کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔

ہماری حقیقی کامیابی یہی ہے کہ ہم قیامت کے روز بارگاہ الٰہی میں سرخ رو ہوں اور اس کا طریقہ اللہ تعالی نے یہی بتایا ہے کہ اس کی اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کرو اور یہی سب سے بڑی کامرانی کی علت تامہ ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے سرمدی انعامات کے مستحق صرف وہی خوش نصیب ہیں جنہوں نے فرمان مصطفوی ؐ کو دل و جاں سے تسلیم کیا۔

چوتھی دلیل

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی گوناں گوں برکات بیان کرنے کے ساتھ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے روکا، سورۃ مجادلہ مین ارشاد ہے:

یاایھاالذین امنوا اذ اتنا جیتم فلا تتنا جوابالاثم جوا بالبر والتقوی واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم جب آپس میں مشورہ کرو تو گناہ کرنے، حد سے بڑھنے اور رسول اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا مشورہ کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ

گے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ کس دل کشی اور محبت بھرے انداز میں مسلمانوں کو ایسی سرگوشیوں سے روکتے ہیں جن میں فسق و تعدی اور فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی سازش کی جائے اور ساتھ ہی تنبیہہ جاری فرما دی کہ یہ تمہاری سرگوشیاں مجھ سے اوجھل نہیں اگر تم باز نہ آئے تو قیامت کے دن تمہیں رسوا کیا جائے گا۔

اسلامی حکومتوں کے ارباب حل و عقد، مجالس دستور ساز کے ارکان، مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران اس آیت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کس وضاحت سے اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی آئین یا قانون بنانے کا انہیں کوئی اختیار نہیں۔ اسلامی مملکت کے صدر، وزیراعظم اور افسران کسی خود ساختہ مصلحت کی وجہ سے ترک سنت کے مجاز نہیں۔

پانچویں دلیل

کئی مقامات پر رب العزت نے دوزخ کی آگ میں جلنے والوں اور عذاب خداوندی میں گرفتار بدنصیبوں کا ذکر فرمایا کہ اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ اس وقت کف افسوس ملتے ہوئے اور اشک ندامت بہاتے ہوئے نہایت حسرت سے اپنے جرم کا اعتراف بدیں الفاظ کریں گے۔

یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسول (الاحزاب ٦٦)

ترجمہ۔ جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے۔ کہتے ہوں گے کاش ہم نے خدا کی اطاعت کی ہوتی اور رسولؐ کی اطاعت کی ہوتی!

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا!

چھٹی دلیل

اور کہیں گے جب کہ ان کا یہ کہنا انہیں کوئی نفع نہ دے گا۔

یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لوتسوی بھم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثا (النساء ۴۲)

ترجمہ۔ اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا۔ اور رسولؐ کی نافرمانی کی۔ کاش! انہیں مٹی میں دبا کر زمین ہموار کر دی جائے۔ اور کوئی بات اللہ سے چھپا نہ سکیں گے۔

ساتویں دلیل

مندرجہ ذیل آیت سورہ توبہ کی ہے آپ اسے پڑھیے اور غور کیجیے کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا کیا عالم ہے جو نور مجسم ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرام کردہ اشیاء کو حرام نہیں سمجھتے اور فرزندان توحید کو انہیں کونسی سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

قاتلوا الذین لایومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن یدوھم صاغرون۔ (توبہ: ۲۹)

ترجمہ۔ لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسولؐ نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت کھلے طور پر یہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی اطاعت اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مساوی طور پر فرض ہے اور جو سزا کا مستحق سنت نبویؐ کا منکر ہے۔

آٹھویں دلیل

واذا قیل لھم تعالوا الی ماانزل اللہ والی الرسول رایت المنافقون یصدون عنک صدودا (النساء: ۶۱)

ترجمہ۔ اور جب ان کو (جو ظاہر میں مسلمان ہونے کے مدعی ہیں) کہا گیا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور اس کے رسولؐ کی طرح۔ تو تم نے دیکھا منافق لوگوں کو' وہ تم سے دور ہٹتے ہیں۔

قرآن کی اصطلاح میں وہ بھی منافق ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کو ماننے سے انکار کرتا ہے۔ یعنی کوئی مسلمان تو سنت سے انحراف کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ سنت سے انحراف تو فقط منافقین کا شیوہ ہے۔

نویں دلیل

کیونکہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم رشد و ہدایت کی کفیل ہے اسی سے انسان روز محشر کی ندامت سے محفوظ ہو سکتا ہے یہی باب جنت کی کلید ہے اسی لئے اللہ تعالی نے اپنی رحمت وسیع کا حق دار انہیں لوگوں کو ٹھہرایا ہے جو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوشاں رہتے ہیں۔

ورحمتی وسعت کل شئی فسنا کتبتھاالذین یتقون و یوتون الزکوۃ والذین ھم بایتنا یومنون الذین یتبعون الرسول البنی الامی الخ (الاعراف ۱۵۶- ۱۵۷)

ترجمہ۔اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھ دوں گا ان کے لئے جو متقی ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے۔ الخ

اطاعت اور اتباع کے معانی کی تحقیق

کیونکہ ان تمام آیات میں جہاں نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی کا حکم ہے۔ اطاعت اور اتباع کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس لئے یہ بحث ختم کرنے سے پہلے لفظ اطاعت و اتباع کی تحقیق کرلینی چاہئے تاکہ کسی قسم کا لفظی نزاع بھی غلط فہمی کا باعث نہ بنے۔

عربی زبان میں اتباع کہتے ہیں کہ کسی شخص کے پیچھے پیچھے چلنا۔ چنانچہ ابن منظور نے اپنی لغت کی شہرہ آفاق کتاب "لسان العرب" میں اس کی یوں تحقیق کی ہے:

قال الفراء الاتباع ان یسیرالرجل و انت تسیرو زانہ واذاقلت اتبعتہ فکافک قفوتہ (لسان العرب فصل التامن باب العین ۱۲)

ترجمہ۔فراء (لغت و نحو کے امام) نے کہا کہ اتباع کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص آگے آگے چل رہا ہو اور تو اس کے پیچھے پیچھے چلے اور اگر تو کہے کہ میں نے اس کا اتباع کیا' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اس کے پیچھے پیچھے اور اس کے نقش قدم پر چلا۔

صاحب "تاج العروس" نے اس مفہوم کو ذکر کرنے کے ساتھ چند ایک اور الفاظ بھی لکھے ہیں جن سے اتباع کا معنی اور زیادہ واضح اور روشن ہو جاتا ہے مثلاً:

التبع و کذالک التبع کسکر الظل سمی بہ لانہ یتبع الشمس حیثما زالت و من المجاز التبع ضرب من الیعاسیب اعظمھا واحسنھا (تاج العروس فصل التاء من باب العین)

ترجمہ۔ التبع اور التبع (جن کا مادہ اشتقاق تبع ہے) کا معنی سایہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سورج کے پیچھے پیچھے رہتا ہے اور التبع مجاز شہد کی مکھیوں کے سب سے اعلیٰ اور بہتر کو بھی کہتے ہیں (کیونکہ سب شہد کی مکھیاں اس کے پیچھے پیچھے رہتی ہیں)

اور اس کا اصطلاحی معنی امام ابوالحسن الامدی نے یوں بیان کیا ہے:

واما المتابعۃ فقد تکون فی القول و قد تکون فی الفعل والترک فاتباع القول ھو امتثالہ علی اوجہ الذی اقتضاہ القول والاتباع فی الفعل ھوالتاء سی بعینہ۔ والتاسی ان تفعل مثل فعلہ علی وجھہ من اجلہ (الاحکام فی اصول الاحکام ص۸۸ ص ۸۹)

ترجمہ۔ متابعت کبھی کسی کے قول کی ہوتی ہے اور کبھی کسی کے فعل و ترک کی۔ کسی کے قول کے اتباع کا معنی تو یہ ہے کہ اپنے متبوع کی اس طرح فرمانبرداری کی جائے جس طرح اس کے قول کا تقاضا ہو اور کسی کے فعل کے اتباع کا معنی یہ ہے کہ اس کے اس فعل کو اس طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لئے کیا جائے کیونکہ وہ کرتا ہے۔

اتباع' کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے متعلق جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کی تعمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر اس طرح عمل کریں جیسا ان اقوال کا تقاضا اور منشاء ہے' اور حضورؐ کے افعال کو اس طرح ادا کریں جس طرح حضورؐ نے ادا فرمائے اور اس لئے ادا کریں کیونکہ حضورؐ پر نور نے ان افعال کو ادا فرمایا۔ اگر ہم حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر اس طرح عمل نہ کریں جیسے ان کا تقاضا ہے یا افعال رسالتؐ کو اس طرح ادا نہ کریں جیسے حضورؐ نے ادا کئے یا اس لئے ادا نہ کریں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ادا کیا تو پھر اتباع نبویؐ سے جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے بارہا حکم فرمایا ہے' ہم محروم رہیں گے۔

اتباع کا معنی سمجھ لینے کے بعد اب ذرا لفظ اطاعت پر غور فرمائیے:

عربی زبان میں اطاعت کسی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کو کہتے ہیں چنانچہ لسان العرب میں ہے:

وفی التهذیب وقد طاع له یطوع انا القائله بغیر الف فاذا مضی الامره فقد اطاع (لسان العرب فصل الطاء من باب العین)

تہذیب (لغت کی ایک مستند کتاب) میں ہے کہ قد طاع لہ یطوع (جبکہ ثلاثی مجرد ہو) کا معنی ہے کسی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اور جب کوئی کسی کے حکم کی تعمیل کرے تو کہتے ہیں (قد اطاعہ) یعنی اس نے اس کی اطاعت کی۔

اور اطاعت کا اصطلاحی معنی امام ابوالحسن الآدمی نے یہ لکھا ہے:

ومن اتی بمثل فعل الغیر علی قصد اعظامہ فھو مطیع له (الاحکام فی اصول الاحکام ج۱ ص۹۱ طبع صبیحی)

یعنی جب کوئی شخص کسی دوسرے کی عزت و احترام کے باعث بعینہ اس کے فعل کی طرح کوئی فعل کرے تو کہتے ہیں کہ یہ شخص فلاں شخص کا مطیع ہے۔

تو گویا اہل عرب جن کی زبان میں قرآن کریم نازل ہوا اطاعت کا لفظ اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کہ کسی کے حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کی عزت و احترام کی وجہ سے بعینہ ایسا کام کیا جائے جیسا اس کام کو وہ معزز و محترام شخص کرتا ہے۔

اطاعت رسولؐ کے حکم الٰہی کی تعمیل کی واحد صورت

اب جن آیات قرآنی میں اطاعت و اتباع رسولؐ کی بار بار تاکید کی گئی ہے ان پر عمل تو فقط اسی صورت میں ہو گا کہ آپ ایسا کریں جیسے وہ رسولؐ کرتا ہے یعنی جیسے وہ نماز پڑھتا ہے اسی طرح انہیں اوقات پر اتنی ہی رکعتیں ادا کریں، حج کی جو عملی تصویر وہ پیش کرتا ہے بعینہ اس کا چربہ اتاریں۔ زکوۃ کے نصاب اس کی شرح وغیرہ کے جو اصول اس نے سکھائے ہیں بلاچون و چرا ان پر عمل پیرا رہیں۔ لین دین، نکاح و طلاق، اخلاق و معاشرت کے جو ضوابط اس نے مقرر فرمائے ہیں ان پر بطیب خاطر کاربند رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو واقعی آپ نے اس کی متابعت کی اور اپنے رب کا حکم مانا۔ لیکن اگر آپ ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنی فہم و دانست کے مطابق تعلیمات اسلامی کو نت نئی شکلوں میں پیش کر کے اپنے شوق تجدید پسندی کی تسکین کا سامان فراہم کرتے ہیں تو یہ بلاشبہ اتباع ہوس و اطاعت نفس تو ہو گی لیکن آپ اسے کسی تاویل کی قوت سے بھی اطاعت رسولؐ اور اتباع سنت نہیں کہہ سکتے۔

اب ان حضرات کی خدمت میں مودبانہ التماس ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے منکر ہیں کہ اللہ تعالی تو اپنی کلام پاک میں جسے وہ بھی قیامت تک کے لئے غیر تغیر پذیر مانتے ہیں اور اس کی مقرر کردہ جزئیات کو بھی غیر متبدل تسلیم کرتے ہیں' یہ فرماتا ہے:

گناہوں کی آمرزش چاہتے ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

میری محبت کے دعویدار ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

جنت کے طلب گار ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

میرے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

میرے دامن رحمت میں پناہ چاہتے ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

اور جس وقت تمہیں کسی خطہ زمین میں غلبہ و تمکین عطا فرماؤں اور تم مجالس دستور ساز میں وضع آئین و قوانین کے لئے اکٹھے ہو تو میرے رسولؐ کی اطاعت کرو۔۔۔

ورنہ

قیامت کے دن ہونٹ کاٹو گے

اپنے تمرد و سرکشی پر پچھتاؤ گے

اپنے وجود تک سے بیزاری کا اظہار کرو گے۔۔۔۔ لیکن کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔ اور یہ حضرات کہتے ہیں کہ نہیں اب ہمیں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ اطاعت رسولؐ کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب ہمارا حکم واجب التعمیل ہے اور ہماری سنت قابل تقلید۔

قرآن کے اصولوں اور اس کی تفصیلات کو اٹل اور دائمی کہنے والے اب ان آیات کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ کیا یہ آئتیں ان کے نزدیک قرآن پاک کی نہیں؟ کیا یہ اللہ تعالی کا نازل فرمایا ہوا کلام نہیں؟ ان کو وہ کیوں غیر متبدل نہیں سمجھتے؟ کیا یہ آیات محکمات منسوخ ہو چکی ہیں؟ یا ان کے معانی بدل چکے ہیں؟ ایک مفتری نے حرمت جہاد کا فتویٰ جاری کر کے امت مصطفویؐ کے قوائے عمل و نشاط کو مفلوج کرنا چاہا تھا تاکہ اپنے محسن آقا کے سامنے اپنی نیاز مندی اور وفاداری کا ثبوت پیش کر سکے' جس کے فکر فتنہ ساز نے اس کے لئے نبوت تخلیق کی۔ جس کے دجل و فریب سے اس کے باطل کو تقویت ملی۔ جس کے مکرو خداع نے اسے دام ہمرنگ زمین بخشا۔ اور جس کی بخشش ہائے بے اندازہ نے اسے مال و جاہ کے پجاریوں کا قاضی الحاجات بنا دیا۔

لیکن زمین و آسمان کا خدا شاہد ہے کہ وہ اپنی دسیسہ کاریوں میں ناکام رہا، امت محمدیہ کے دلوں سے جہاد کا جذبہ مٹ نہ سکا، راہ حق میں مرنے کی تڑپ کم نہ ہوئی۔ اسلام کا پرچم بلند دیکھنے کے عزم میں ضعف نہ آیا۔ میدان سرفروشی میں نعرہ توحید بلند ہوتا رہا اور شہادت گاہ عشق میں آقا بدروحنین کے غلام اپنا دل و جان نثار ابروئے جاناں کرتے ہی رہے اور جب تک چشم آفتاب روشن ہے وہ یہ نظارہ دیکھتی رہے گی۔

اب یہ ملت کے نئے دردمند اور خواہ صرف ایک چیز سے نہیں بلکہ اسلام کے ان تمام اصولوں کو ناقابل عمل ثابت کرنے کے لئے کوشاں ہیں جن کا سرچشمہ ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے احکام میں ردوبدل ناممکن ہے لیکن اگر وہی قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور صرف ایک بار نہیں بلکہ سینکڑوں بار کہتا ہے تو پروا نہیں کرتے اور یہی کہتے ہیں کہ نہیں اطاعت رسولؐ کا زمانہ ختم ہو گیا اب ہم پر بلکہ ساری امت پر رسولؐ کی اطاعت فرض نہیں رہی۔

سچ تو یہ ہے کہ دامن مصطفویؐ ہاتھ سے چھوٹنے کے بعد کوئی کتنا ہی چابک دست ہو حبل اللہ (قرآن) کو نہیں تھام سکتا۔ جن کے لئے نقش پا مصطفیؐ دلیل راہ نہیں ان کے لئے سروش غیب بھی بے معنی ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تشریعی (سنت طبعی نہیں) میں جو اصول اور جو احکام مذکور ہیں زمانے کے بدلتے ہوئے احوال اس کے دامن ابدیت کو نہیں چھو سکتے۔

شب و روز کا غیر منقطع تسلسل ان کی زندگی بخش اور شباب آفریں قوتوں کو مضمحل نہیں کر سکتا۔ گردش لیل و نہار ان کی افادیت اور صلاحیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتی ہے۔ ہمارا یقین محکم ہے کہ قرآن کریم کے دوسرے اصول اور تفصیلات جس طرح ابدی اور دائمی ہیں اسی طرح اطاعت رسالت کے متعلق جو حکم ہے، وہ بھی قیامت تک کے لئے واجب العمل ہے:

(ماخوذ: سنت خیرالانامؐ)

فضائلِ قرآن

حافظ محمد یونس

قرآن مجید شفا اور رحمت ہے

قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت سمجھنے کے لئے یہ ایک آیت مبارکہ ہی بہت کافی ہے۔

یاایھاالناس قد جاء تکم موعظتہ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمتہ للمومنین۔ا

(اے لوگو۔ یقیناً" تمہارے پاس رب کی طرف سے ایک خاص پیغام نصیحت آگیا ہے۔ اس میں ان تمام بیماریوں کے لئے شفا اور عافیت کا سامان موجود ہے جو سینوں میں ہوں۔ اور اس میں ہدایت اور رحمت ہے۔)

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

و تنزل من القرانٌ ماھو شفاء ورحمتہ للمومنین۔ ۲

(اور ہم قرآن مجید سے ایسی چیز نازل کرتے ہیں۔ جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کلام الٰہی اللہ تعالی کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ اس میں پیغام نصیحت ہے۔ ظاہری اور باطنی امراض اور عیوب کے لئے شفاء اور عافیت کا سامان ہے اور ہدایت و رحمت کا خزانہ ہے۔

قرآن کریم میں تہذیب و اخلاق، تمدن و معاشرت، حکومت و سیاست، معرفت و روحانیت، تزکیہ نفوس، تنویر قلب، غرضیکہ معرفت الٰہی، مخلوق کی تنظیم اور فلاح و بہبود کے وہ تمام قوانین اور طریقے موجود ہیں جن سے کائنات کی پیدائش کا اصل مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ قرآن کی غلغلہ انداز فصاحت و بلاغت جامع و موثر اور دل ربا طرز بیان، دریا کا سا تموج۔ سلاست و روانی، اسالیب کلام کا تفنن اور اس کی لذت و حلاوت اور شاہنشاہانہ شان و شکوہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے بڑے زور و شور اور بلند آہنگی سے سارے جہان کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کتاب میں عاقل کے لئے شک و شبہ کی قطعاً" گنجائش نہیں۔ ایسا جامع، بلیغ پر حکمت اور نور صداقت سے بھرا ہوا کلام رب العالمین ہی کا ہو سکتا ہے۔

قرآن اول سے آخر تک نصیحت ہے جو لوگوں کو مہلک اور مضر باتوں سے روکتا ہے، دلوں کی بیماریوں کے لئے نسخہ شفا ہے، معرفت الٰہی اور رضائے خداوندی کا راستہ بتاتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا و آخرت میں رحمت الٰہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

قرآن کریم رفعت کا سبب ہے

حضرت فاروق اعظمؓ نے قرآنی عظمت سے لوگوں کو آگاہ کرانے کے لئے منبر پر کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کیا کہ

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ اخرین۔ ۱

(بلاشبہ پروردگار عالم اس کتاب الٰہی کے ذریعے بہت سی قوموں کو عزت و سربلندی عطا کرتا ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو (جو اس پر عمل نہیں کرتے) ذلیل و خوار کرتا ہے)

قرآن کریم باعث برکت ہے

مسند داری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۲

ان اللہ قراطہ ویسن قبل ان یخلق السموات والارض بالف علم۔ فلما سمعت الملائکتہ القران قالت طوبی لامۃ ینزل ھذا علیھا وطوبی لاجواف تحمل ھذا وطوبی لالسنتہ تتکلم

بھنا۔ ا

(اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل سورۃ طٰہٰ اور سورہ یٰسین تلاوت فرمائی۔ جب فرشتوں نے اس کلام الٰہی کو سنا تو کہنے لگے مبارک ہے وہ امت جس پر یہ قرآن نازل کیا جائے گا۔ اور مبارک ہیں وہ سینے جو اس کو محفوظ کریں گے اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو اس کو پڑھیں گی۔)

قرآن کریم باعث سکینت ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ یتدارسون بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ و غشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملائکۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ۔ ۲

(اللہ کے گھروں میں جس گھر میں بھی لوگ اکٹھے ہو کر قرآن مجید تلاوت کریں گے اور درس و تدریس میں مصروف ہوں گے۔ تو وہاں ان پر ایک خاص سکینت نازل ہو گی اور ان کو اللہ کی رحمت ڈھانپ لے گی۔ اور فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس والوں کے سامنے ان کا تذکرہ کرے گا۔)

ایک اور روایت میں یہ ہے۔

تلک السکینۃ تنزلت بالقرآن۔ ۳

(یہ سکینت قرآن کی وجہ سے نازل ہوتی ہے۔)

قرآن کریم سے گھر معمور ہوتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکان کو جس میں قرآن کریم کی تلاوت نہ کی جائے قبر کے درجہ میں شمار فرمایا ہے اور جس میں قرآن کی تلاوت کی جائے وہ آباد ہے۔ ۱

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ شخص جس کے سینہ میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں وہ اجڑے گھر کی طرح ہے۔ ۲

قرآن کریم دلوں کے زنگ اتارنے کا ذریعہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "بے شک لوگوں کے دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ جبکہ اس پر پانی پڑ جائے۔" صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ یارسول اللہ دلوں کو زنگ سے صاف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا "موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ ۳

قرآن کریم باعث رشک ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو چیزوں میں رشک جائز ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالی نے قرآنی علوم سے نوازا ہو اور وہ رات دن اس میں مشغول رہے۔"

تلاوت قرآن سے اپنے گھروں کو روشن رکھو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نوروا منازلکم بالصلوۃ و تلاوۃ القران۔ ۶

(اپنے گھروں کو نماز اور تلاوت قرآن سے روشن رکھو)

ماہر قرآن مقرب فرشتوں کے ساتھ ہو گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الماھر باالقران مع السفرۃ الکرام البررۃ۔ ا

(قرآن کے حروف یا معانی میں، کمال حاصل کرنے والا مقرب فرشتوں کی مجالس اور جماعت میں داخل کیا جائے گا۔)

تعلیم قرآن کی فضیلت

نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔

افلا یغدو احدکم الی المسجد فیعلم او یقرا اٰیتین من کتاب اللہ خیر لہ من ناقتین۔ ۲

(جو مسلمان مسجدوں میں بوقت صبح دو آیتوں کی تعلیم دیتے ہیں یا دو آیتوں کی خود تلاوت کرتے ہیں ان کا ثواب بارگاہ الٰہی میں دو اونٹنیوں کے صدقہ سے زیادہ ہے۔)

تلاوت قرآن کریم کا اجر و ثواب

قرآن پاک کی یہ خوبی ہے کہ اس پر جتنا غور کیا جائے اتنی ہی آنکھیں کھلتی چلی جاتی ہیں' اور اس کے مطالب خود بخود واضح ہوتے چلے جاتے ہیں۔ قرآن مجید روزانہ پڑھا جائے۔ خواہ تھوڑا پڑھا جائے مگر ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے ارور اس کے معانی و مطالب کو ذہن نشین کر لیا جائے اس طرح اگر تلاوت کا اہتمام کر دیا جائے تو روز بروز چشم بصیرت واہوتی چلی جائے گی۔ اور دل میں عجیب سرور اور اطمینان کی روشنی پیدا ہو گی۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من قرا حرفا من کتاب اللہ فیہ حسنہ بعشر امثالھا لا اقول الم حرف' الف حرف لام حرف و میم حرف۔ ۱

(جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف تلاوت کرے گا اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ میں یہ نہیں کہتا۔ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے۔ لام ایک حرف ہے اور م ایک حرف ہے۔)

تلاوت سب سے افضل عبادت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

افضل عبادة امتی تلاوة القران۔ ۲

(میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوت قرآن کریم ہے)

قرآن کریم سفارش کرے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اقرو القران فانہ یاتی یوم القیامتہ شفیعا لاصحابہ۔" ۳

(قرآن مجید پڑھا کرو۔ اس لئے کہ یہ قیامت کے دن اپنے تلاوت کرنے والے کی سفارش کرے گا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قرآن کریم اور اس کی سورتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے تلاوت کرنے والے کے واسطے سفارش کریں گی۔ ۴

قرآن کریم بادل کی طرح سایہ کرے گا

قرآن کریم کی بعض سورتیں اپنے تلاوت کرنے والے پر عذاب سے بچانے کی خاطر قیامت کے دن اس طرح جھک جائیں گی، جیسے بادل یا پرندوں کے جھنڈ۔ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔

سورۃ البقرۃ وال عمران فانھما الزھروان یظلان صاحبھما یوم القیامتہ کانھما غما متان او فرقان من طیر صوات۔ ۱

(سورۃ بقرۃ اور آل عمران دونوں ایسی چمکدار ہیں جو کہ اپنے تلاوت کرنے والے پر قیامت کے دن اس طرح سایہ فگن ہو جائیں گی جیسے کہ دو بادل یا تنظیم کے ساتھ اڑنے والے پرندوں کی دو ٹولیاں)

عبداللہ بن حمید اور طبرانی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے فرمایا کہ "تبارک الذی بیدہ الملک" پڑھو۔ کیونکہ یہ سورت قبر کے عذاب سے نجات دینے والی ہے اور اس کو کثرت سے پڑھنے والے کی اپنے رب کے پاس بحث کرنے والی ہے۔ یہ چاہے گی کہ اس کے پڑھنے والے کو عذاب نہ ہو، اور اس کا پڑھنے والا اس کے باعث عذاب قبر سے چھوٹ جائے۔ ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت میری امت کے ہر شخص کے دل میں ہو۔" ۳

ایک روایت میں ہے کہ "جب عذاب کے فرشتے قبر میں آئیں گے تو سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ان کو سر اور پاؤں اور ہر طرف سے روکے گی۔" ۴

طبرانی نے حضرت انسؓ سے مرفاعا" روایت کیا ہے "کہ ایک سورت نے اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کیا۔ یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کرایا۔ وہ سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔" ۵

سعید بن منصورؒ نے عمرو بن مرہ سے نقل کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ یہ کہا جاتا تھا کہ قرآن مجید میں ایک سورت ہے جو شخص اس کو کثرت سے پڑھتا ہو گا اس کے بارے میں یہ سورت قبر میں نکیرین کے ساتھ جھگڑا کرے گی۔ وہ تیس آیات ہیں' لوگوں نے جب غور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سورت "تبارک الذی" ہے۔ ٦

علامہ سیوطیؒ نے اپنے مجموعے میں نقل کیا ہے کہ "یہ سورت اپنے پڑھنے والے کے بارے میں قبر میں تکرار کرے گی۔ اور قیامت میں اس سے عذاب کو دور کرے گی۔ اور اس کو جنت میں داخل کرائے گی۔" ۷

تلاوت کرنے والا گمراہ نہیں ہو گا

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ **فمن تبع هدای** میں ھدای کتاب الٰہی ہے جو اس کی تلاوت کرے گا وہ اس پر عمل کرے گا تو وہ نہ دنیا میں گمراہ ہو گا اور نہ آخرت میں محروم ہو گا۔ ا

قرآن کے حامل سے دوستی کا فائدہ

نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔

"حملۃ القرآن ھم المقلبسون کلام اللہ والمتبسون بنور اللہ من والا ھم فقد والی اللہ ومن عاداھم فقد عادی اللہ۔" ۲

(قرآن مجید کے حامل وہ ہیں جو اللہ کے کلام کی تعلیم دیتے ہیں' اور اللہ کے نور سے وابستگی رکھتے ہیں۔ جو ان سے دوستی رکھے گا تو بے شک وہ اللہ سے دوستی رکھتا ہے' اور جس نے ان سے عداوت رکھی تو گویا وہ اللہ سے عداوت رکھتا ہے۔)

حافظ قرآن کا مقام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"اکرمو حملتہ القران فمن اکرمھم فقد اکرم اللہ۔" ۳

(قرآن کے حافظوں کی عزت کرو۔ جو ان کی عزت کرتا ہے وہ اللہ کی عزت کرتا ہے)

حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ "حافظ قرآن کو کہا جائے گا' تو قران کی تلاوت کرتا جا اور جنت کے درجات اور منازل پر چڑھتا جا۔ تیری آخری منزل وہی ہو گی جہاں تو تلاوت ختم کرے گا۔"

نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ "حافظ قرآن کی شفاعت سے اس کے اقربا میں سے ایسے دس آدمیوں کی مغفرت کر دی جائے گی جن پر جہنم واجب ہو گئی ہو۔" ۲

سب سے بہترین بند ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

خیار کم وابرار کم وافا ضلکم من تعلم القرن و علمہ۔ ۳

(تم میں بہتر' نیک اور فضیلت والے وہ لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔)

قاری قرآن کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا

حضرت معاذؓ جہنی کی روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا۔ تو اس کے والدین کو قیامت کے روز ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی بہتر ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ بھلا بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے متعلق جو خود قرآن پڑھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ہو۔" ۴

اٹک اٹک کر پڑھنے والے کے لئے دوہرا ثواب ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' "جسے قرآن پر پورا عبور حاصل ہو گا وہ ملائکہ کے ساتھ ہو گا۔ جو شخص اٹک اٹک کر پڑھتا ہے۔

عظمتِ کلامِ الٰہی اور اسکی تلاوت کے آداب



تحریر: پروفیسر محمد مسعود

قرآن حکیم علم و دانش کا خزانہ ہے اور ہدایت و نصیحت کا پروانہ .... اپنی خصوصیات میں دو عالم میں یکتا و یگانہ........... اس کا نازل ہونا' اس کا لکھا جانا' اس کا پڑھا جانا' اس کا جمع کیا جانا' اس کا محفوظ کیا جانا' اس کا دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جانا اس کا دل میں گھر کر جانا' اس کا انسانی علم و دانش پر چھا جانا' دنیا کی بے شمار زبانوں میں اس کی تفسیریں لکھے جانا' اس کے ترجمے کئے جانا' اس کا ادب و احترام' اس کا فضل و کمال سب عجیب سے عجیب تر ہے .... دنیا کی کوئی کتاب قرآن حکیم کی کسی بھی خصوصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی .... اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا جب قرآن پڑھتا ہے تو اس کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہو جاتا ہے وہ زمین سے اٹھتا ہے آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے' زبان غلام کی کلام آقا و مولیٰ کا .... اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا خدا سے باتیں کرنے کو جی چاہے تو قرآن پڑھا کرو .... سنیے سنے وہ کیا فرما رہے ....

اذا احب احدکم ان ایحدث ربہ فلیقرا القرآن

ترجمہ۔ جب تم میں کوئی اپنے رب سے کلام کرنا چاہے تو اسے قرآن پڑھنا چاہیے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

ماتقرب العباد الی اللہ عزو جل بمثل ماخرج منہ یعنی القران

ترجمہ: اللہ عزوجل سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح، کسی اور عبادت کے ذریعے بندے اللہ کا ایسا تقریب حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن حکیم تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے اس کے محبوب بندوں کے دل کی بہار ہے .... اٹھتے بیٹھتے، کروٹیں لیتے ہی ان کی زبان پر رواں ہے۔

قرآن کہتا ہے:

الذین یذکرون اللہ قیما و قعودا و علی جنوبھم۔ ۳

ترجمہ۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

قرآن پڑھنے کی جب بات کی گئی تو قرآن پڑنے کے آداب بھی بتا دیئے گئے .... کسی مصنف نے اپنی کتاب پڑھنے کے آداب نہیں بتائے یہ قرآن کا امتیاز ہے کہ اس نے پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے کہ جب تک کتاب کو ڈھنگ سے نہ پڑھا جائے وہ اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھاتی اور نہ اس کا حسن و جمال نکھر کر سامنے آتا ہے .... لکھنے کا ایک سلیقہ ہے تو پڑھنے کا بھی ایک سلیقہ ہے اور سننے کا بھی ایک سلیقہ ہے .... قرآن حکیم نے سب ہی کچھ بتا دیا ہے .... ارشاد ہوتا ہے: ....

فاذا قرات القران فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ ۱

ترجمہ۔ تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

پھر بسم اللہ پڑھو کہ ہمارے محبوب جب کلام کرتے تھے تو ہمارا ہی نام لیتے تھے .... سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو خط لکھا وہ خط ملکہ نے اپنے دربار خاص میں پڑھ کر سنایا اور کہا ....

انہ من سلیمن و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ۲

ترجمہ: بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے جو اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔

اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اب پڑھو مگر جلدی جلدی نہ پڑھنا آہستہ آہستہ پڑھنا، جلدی پڑھنے میں کلام دل پر اثر نہیں کرتا اور توجہ معانی کی طرف نہیں رہتی

اور انسان تدبر و فکر سے محروم رہ کر کلام کے باطنی فیض سے محروم رہتا ہے اس لئے جب پڑھو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو سمجھ سمجھ کر پڑھو:..........

ورتل القران ترتیلا۔ ۱

ترجمہ: اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

بن دیکھے بھی قرآن پڑھا جا سکتا ہے مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بن دیکھے نہ پڑھو، دیکھ کر پڑھو.......... کہ بن دیکھے پڑھنے سے ہزار درجہ اجرو ثواب ہے، تو دیکھ کر پڑھنے سے دو ہزار درجہ اجرو ثواب ہے.......... پڑھنے کا ثواب بھی ہے اور دیکھنے کا ثواب بھی ہے..........

ارشاد ہوتا ہے:..........

قراۃ الرجل القران فی غیر المصحف الف درجہ وقراتہ فی المصحف تضعف علی ذالک الی الفی درجتہ۔ ۲

ترجمہ: آدمی کا قرآن دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجے رکھتا ہے اور اس کا قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار درجے تک پہنچ جاتا ہے..........

پھر پڑھنے پڑھنے میں بھی فرق ہے.......... ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز بے سوز دل بے کیف.......... اور ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز پر سوز اور دل پر کیف و سرور.......... اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:..........

زینوا اصوتکم۔ بالقران۔ ۱

ترجمہ: ۱ پنی آوازوں کو قرآن سے مزین کرو۔

ایک اور جگہ فرمایا:..........

زینوا القران باصوتکم ۲

ترجمہ: قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

پھر فرمایا معلوم ہے کس کی آواز سب سے اچھی ہے؟.......... اس کی آواز جو قرآن پڑھے تو یوں معلوم ہو کہ خشیت الٰہی سے اس کا دل کانپ رہا ہے.......... ارشاد ہوتا ہے

....

من احسن للناس صوتا القران الذی اذا استمعوہ یقرا حسبتموہ یخشی اللہ۔ ۱

ترجمہ: بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا وہ شخص ہے جب اس کو قرآن پڑھتے سنو تو تم یہ سوچنے لگو کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے ....

راقم نے اپنی ۵۴ سالہ زندگی میں ایک مرد مومن دیکھا جس کی تلاوت میں بلا کا سوز تھا .... تلاوت کے وقت خشیت الہی کا ایسا سماں میں نے نہیں دیکھا .... سننے والوں کے دل کانپتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن اتر رہا ہے .... وہ مرد مومن کون تھا جس کے دل میں یہ سوز تھا؟ .... ہندوستان کا مفتی اعظم مسجد جامع فتح پوری دہلی کا خطیب و امام اور سلسلہ عالیہ نقشبند مجددیہ کا مرشد کامل یعنی حضرت العلامہ الحاج شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز .... جن سے راقم کو نسبت فرزندی بھی ہے اور شرف بیعت بھی .... حضرت مفتی اعظم جب نماز فجر میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے تو کچھ اور ہی سماں بندھ جاتا معلوم ہوتا کہ فرشتے اتر رہے ہیں .... وقت وقت کی بات ہوتی ہے .... وقت وقت کا اثر ہوتا ہے' دوپہر کی کچھ اور بات ہے سہ پہر کی کچھ اور' شام کی کچھ اور' رات کی کچھ اور اور صبح کی بات ہی کچھ اور ہے اس لئے ارشاد ہو رہا ہے: ....

وقران الفجر۔ ان قران الفجر۔ کان مشھود۔ ۱

ترجمہ: اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کی نماز فجر کی تلاوت میں نور کی بارشوں کا حال اس حدیث مبارکہ سے کھلا کہ فرشتے آتے ہیں اور خالی ہاتھ نہیں آتے سکینت لاتے ہیں اور تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے۔ ۲

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ....

علیک تلاوۃ القران فانہ نور لک فی الارض و ذکر لک فی السماء۔ ۲

ترجمہ: تلاوت کا التزام کرو یقیناً" یہ زمین میں تمہارے لئے نور ہے اور آسمان میں تمہارے لئے ذخیرہ و سرمایہ ہے ....

پڑھنے والوں سے فرمایا گیا کہ تم قرآن پڑھو' اچھی آواز سے پڑھو' دل لگا کر پڑھو ....

اور سننے والوں سے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو تم کو خبر نہیں کس کی بات سنائی جا رہی ہے .... ؟ .... آسمان، زمین پر آ رہا ہے اور تم اپنی باتوں میں لگے ہو .... خبردار خاموش رہو، دل لگا کر سنو .... ارشاد ہوتا ہے: ....

واذا اقری القران فلستمعوا الخو انصتوا لعلکم ترحمون۔ ۱

ترجمہ:۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو............

کان لگا کر سنو............ خاموش رہو............ یہ کوئی معمولی کلام نہیں .... یہ کلاموں کا آقا ہے .... خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ....

و فضل کلام اللہ عنی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ۔ ۲

ترجمہ: اللہ کے کلام کی فضیلت وہی ہے جو اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے ....

اس فضیلت و بزرگی کی وجہ سے قرآن پڑھانے والوں کو سارے پڑھانے والوں پر فضیلت حاصل ہے ....

خود سرکار دو عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں :............

خیر کم من تعلم القران و علمہ۔ ۱

ترجمہ:۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی ....

قرآن ایک عظیم کتاب ہے .... سب کو اعتراف ہے .... سب مانتے ہیں تو پھر قرآن کا قاری، قرآن کا عالم، قرآن کا مفسر بڑا ہونا چاہئے .... معاشرے میں سب سے بڑا............ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا .... قوم کی امامت وہی کرے جو کتاب اللہ کا ان سب میں زیادہ قاری ہو۔ ۲

ہاں نگاہ مصطفیٰ میں وہی بڑا تھا جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا .... اسی پر قسمتوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا .... اسی پر عہدوں کی تقسیم ہوتی تھی .... انہیں کے ہاتھ میں اقتدار و حکومت کی زمام تھی .... انہیں سے مشورے لئے جاتے تھے .... انہیں کو

وظیفے دیئے جاتے تھے .... حضرت عمر فاروق ؓ کے مشیر قرآن کے قاری ہوا کرتے تھے۔۳ آپ نے گورنروں کو حکم دیا کہ قرآن پڑھنے والوں کو وظیفے دیئے جائیں۔۴ بلکہ آپ نے خود بھی صحابہ کرام ؓ میں ان کے مراتب ، قرات قرآن ، جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر وظیفے مقرر کئے۔۱ الغرض قرآن ، کا قاری ، سفید و سیاہ کا مالک ہوتا تھا وہی جہاں بان و جہان آرا ہوتا تھا .... وہی مرکز نگاہ تھا .... وہی مرجع آرزو تھا.......... مگر اب ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے .... وہ پڑھانے والا سب سے زیادہ معزز و محترم ہے جو نہ قرآن پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے ، باقی سب کچھ پڑھتا اور پڑھاتا ہے.......... ساری دولت اس کے لئے ہے ، ساری عزت اس کے لئے ہے ، اقتدار و حکومت کے سارے وسائل اس کے لئے ہیں.......... جو قرآن پڑھتا یا پڑھاتا ہے اس کے لئے خزانوں کے دروازے تنگ ہیں..........

اللہ اللہ ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے ، عالم میں ہماری ذلت و رسوائی اسی وجہ سے ہے ہم قرآن کا نام لے لے کر جیتے ہیں مگر جب قرآن پڑھانے والے کی بات آتی ہے تو صدقہ و خیرات اور زکوۃ کی راہ دکھا دی جاتی ہے.......... کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے جو کتاب کبھی مسلمانوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اب سب سے زیادہ مظلوم ہو گئی .... بات کہاں سے کہاں نکل گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم میں قرآن پڑھانے والا سب پڑھانے والوں سے افضل ہے .... اس کے درجے بہت بلند ہیں۔ .... اس کا ثواب سب ثوابوں سے زیادہ.......... اسی لئے فرمایا: ....

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کا جو ثواب ملا ہے اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً" اس کو معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالی نے عظیم کیا ہے.......... ۔۲

بے شک قرآن عظیم ہے اتنا عظیم کہ قاری قرآن و عامل قرآن کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا جس کی چمک کے آگے آفتاب بھی ماند پڑ جائے گا۔ ۱.......... اور تو اور ارشاد ہو رہا ہے: ....

القرآن شافع مشفع۔۱

ترجمہ:۔ قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہو گی۔

قرآن تو شفاعت کرے گا ہی............ حافظ قرآن کی یہ شان ہو گی کہ اپنے خاندان کے ان دس افراد کی شفاعت کر سکے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔ ۳............

اللہ اللہ نوع انسانی پر اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا، اوج ثریا تک پہنچایا............ تاریکیوں میں اجالا کیا .... آفتاب دکھایا............ اس احسان عظیم کے بعد بھی اگر قرآن سے کوئی پیٹھ پھیرتا ہے تو وہ بھرے گھر کو ویران کرتا ہے ....

کیا خوب فرمایا: ....

ان الذی لیس فی جوفہ شئی من القران کالبیت الخرب۔ ۴

ترجمہ۔ جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

سارے عالم پر نظر ڈالیں .... ویرانی ہی ویرانی ہے .... ویران دلوں نے آبادی کی ٹھانی ہے ....

آباد دل ہی عالم کو آباد کر سکتے ہیں .... جس کا دل برباد وہ نہ جہاں گیر ہو سکتا ہے، نہ جہان بان و جہاں آراء .... اسی لئے فرمایا گیا کہ قرآن پڑھو اور دل کو بیدار کرو جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ....

اقروا القران و حرکو بہ القلوب

ترجمہ: قرآن پڑھو اور اس سے دل کو حرکت دو۔

انسان کا دل ایک پیالہ ہے چاہے اس میں زہر بھر دیا جائے چاہے اس میں آب حیات بھر دیا جائے .... بعض کتابیں زہر ہیں، بعض تریاق .... خادم مصطفیٰ، نباض قرآن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ....

انما ھذہ القلوب اوعیہ فاشغلو ھا بالقران ولا شغلوھا بغیرہ۔ ۲

ترجمہ:۔ انسانی قلوب، ظروف ہیں ان کو قرآن سے بھر دو اور قرآن کے علاوہ کسی چیز سے نہ بھرو ....

قرآن کیا ہے ایک خوان نعمت ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے نوع انسان کے لئے بچھایا گیا

ہے اب جس کا جی چاہے اس سے فائدہ اٹھائے .... میزبان بے نیاز ہے جو کچھ ہے مہمان ہی کے لئے .... اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: ....

ان ھذا القران ماتدہ اللہ فمن استطاع ان یتعلم منہ شیا فلیفعل فان اصفر البیوت من الخیر الذی لیس فیہ من کتاب منہ شی کخراب البیت لاعامر لہ۔ ا

ترجمہ: بے شک یہ قرآن اللہ کا دستر خوان ہے جو اس سے کچھ سیکھنا چاہے تو ضرور سیکھے بلا شبہ وہ گھر خیر سے بالکل خالی ہے جس میں اللہ کی کتاب کا کوئی حصہ نہ ہو اس کی مثال ایسے ویرانے کی سی ہے جس کا کوئی آباد کرنے والا نہ ہو ....

اور ایک بات بڑی دل لگتی فرمادی اور اس میں شک نہیں کہ اس میں نوع انسانی کا مجموعی فائدہ ہے .... آپ فرماتے ہیں: ....

وزل مع القران حیث زال۔ ۲

ترجمہ:۔ ادھر ڈھل جاؤ جدھر قرآن ڈھال دے۔

قرآن اصول دائمی اور ابدی اصول ہیں اور ان اصولوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زمانے کی وسعتیں اس میں سمائی ہوئی ہیں جو باتیں صدیوں میں انسانی مشاہدات و تجربات سے معلوم ہوتی ہیں وہ باتیں قرآن نے تجربوں کی تاریکیوں سے نکال کر ہمارے سامنے لا کر رکھ دی ہیں یہ قرآن حکیم کا اتنا بڑا احسان ہے نوع انسانی جس کا شکریہ ادا نہیں کر سکی ....

یہ عظیم دستور حیات' یہ عظیم کتاب جزیرہ عرب سے نکل کر دنیا میں پھیلتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ....



علمِ تجوید و قرأت کی ضرورت اور اہمیت

محمد رمضان ضیاء البارو ی مدرس جامعہ خیر المعاد ملتان

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله محمد و اله و اصحابه اجمعین قرآن مجید کا پڑھنا اور پڑھانا بہت بڑی عبادت ہے جیسا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔ تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے ایک اور موقع پر قاری قرآن کی حوصلہ افزائی یوں فرمائی ارشاد فرمایا من قرامن القرآن حرفا فلہ عشر حسنات۔ جس شخص نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کو ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملیں گی۔ اس فضیلت کے اجروثواب کے وہی لوگ مستحق ہیں جو قرآن مجید کو قرءۃ و تجوید کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ان اللہ یحب ان یقرء القرآن کما انزل بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ قرآن مجید اسی طرح پڑھا جائے گا جس طرح وہ نازل کیا گیا یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو قرآن مجید اس طرز پر یاد کراتے تھے جو آپ کی اپنی زبان تھی اور صحابہ کرام میں بڑے معتبر حافظ قاری جو عام اختلاف کو دور فرماتے اور لوگ فن تجوید و قرءۃ میں ہر مشکل کے حل کے لئے ان کی طرف رجوع فرماتے وہ قراء ثمانیہ تھے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ حضرت عثمان ۲۔ حضرت علی ۳۔ حضرت ابی ۴۔ حضرت زید ۵۔ حضرت ثابت ۶۔ حضرت ابن مسعود ۷۔ حضرت ابودرداء ۸۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم (کذا قال الذہبی فی طبقات القراء) پھر ان کے تلامذہ قرۃ و تجوید کی

ترویج و اشاعت کے لئے مکہ مدینہ منورہ بصرہ' شام میں پھیل گئے چنانچہ مدینہ میں حضرت ابن مسیب حضرت عروہ حضرت عمر بن عبدالعزیز معاذ بن ثابت وغیرہ۔ مکہ مکرمہ میں عبید اللہ' حضرت عطاء بن ابی ریاح' حضرت طاؤس' حضرت مجاہد و عکرمہ تھے۔ کوفہ میں حضرت علقمہ' حضرت عبیدہ' حضرت مسروق' حارث بن قیس وغیرہ۔ بصرہ میں حضرت ابوعالیہ حضرت حسن بصری حضرت ابن سیرین حضرت قتادہ وغیرہ شام میں مغیرہ بن ابی شہاب مخزومی رضلی اللہ تعالیٰ عنھم ان کے علاوہ بہت سے حافظ' قاری صحابہ کرام تابعین میں اس فن کے ماہر تھے بلکہ بعض تو اس فن (تجوید و قرءۃ) کے امام مشہور ہوئے۔ پھر ان میں سات شخص ایسے ہوئے کہ دور دراز سے لوگ ان کے پاس آ کر قرآن کی حرکات و سکنات۔ مدوشد' لب و لہجہ بھی سیکھتے تھے وہ اس فن کے مقتدا مانے گئے ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ حضرت امام نافع آپ نے ستر تابعین سے شاگردی کر کے یہ علم حاصل کیا آپ مدینہ منورہ میں رہتی تھی۔ ۲۔ حضرت امام ابن کثیر یہ عبداللہ بن سائب صحابی کے شاگرد تھے ۳۔ ابو عمر بصرہ میں رہتے تھے ۴۔ عبداللہ بن عامر شامی یہ حضرت ابودرداء اور حضرت عثمان کے شاگرد تھے۔ ۵۔ حضرت عاصم کوفی ۶۔ حضرت حمزہ ۷۔ حضرت امام کسائی۔ یہ وہ سات قاری ہیں جن کی سات قرئتیں مشہور ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی قرءۃ کے دو دو راوی ہیں پھر ان قاریوں اور ان کے راویوں کی قرئت ہیں قدرے اختلاف ہے وہ محض اخفاء اظہار مدوقصر' تضخیم' امالہ' اشمام' رفع' خفض وغیرہ امور میں ہے جو کہ لب و لہجہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے اپنے اساتذہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کی ادائیگی اور تلفظ کو محفوظ کیا۔ اور یہ فن تجوید و قرءۃ علم موسیقی کی طرح سماعت استاد سے تعلق رکھتا ہے ایجاد و قیاس کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ پھر علماء نے طرز تلفظ وغیرہ امور بالخصوص مفردات' مرکبات الفاظ کے مخارج و صفات کو کتابوں میں بیان کیا۔ اس فن (تجوید و قرءۃ) میں سب سے پہلے ابوعبیدہ قاسم بن سلام نے تالیف تصنیف کا کام شروع کیا ان کے بعد ابو جعفر بن جریر عبری ابوبکر بن مجاہد وغیرہ پھر علماء قراء نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ جزری اور مشاطبی اس فن کی عمدہ کتابیں ہیں۔ آج کل اکثر مدارس میں علم التجوید' فوائد مکیہ کسیہ مقدمہ جزریہ وغیرہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

تجوید و قرۃ و حدیث، اجماع امت کے حوالہ سے

قرآن مجید میں تجوید و قرۃ کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے **ورتلناہ ترتیلا** قرآن کو ہم نے ترتیل کے ساتھ اتارا۔ دوسرے مقام میں یوں فرمایا **ورتل القران ترتیلا** قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔ ترتیل کی تفسیر میں خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علیؓ فرماتے ہیں الترتیل ھو تجوید الحروف و معرفۃ الوقوف یعنی ترتیل جودت الفاظ اور معرفت وقوف کا نام ہے۔ امام بیضاویؒ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی جودالقرآن تجوید یعنی قرآن پاک کی تلاوت کی جائے تو تجوید کے ساتھ کی جائے۔

حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقروالقرآن **بلحون العرب** واصواتھا۔ یعنی قرآن مجید کو اہل عرب کے لب و لہجہ اور ان کی آوازوں کے مطابق پڑھو۔ کیونکہ نزاکت الفاظ کو جانتے ہیں تم ان کا اتباع کرو اس کے ساتھ تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کو خوشخبری بھی سنا دی۔ فرمایا الماہر بالقرآن مع السفو الکرام البررۃ یعنی ماہر قرآن (قیامت میں) فرشتوں مقربین کے ساتھ ہوگا۔ علامہ علی قاری فرماتے ہیں مہارت سے مراد **جودۃ اللفظ** یعنی تجوید کے ساتھ تلاوت کرنا ہے۔

فن قراۃ و تجوید کے سیکھنے پر اجماع امت ہے کیونکہ عربی زبان سے عدم واقفیت کی بنا پر حروف میں فرق و تمیز نہیں ہو سکتی پھر عربی زبان ایسی ہے جس میں صوت حرف بدلنے سے معنی بھی بدل جاتا ہے۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں ۱۔ ضلال بالضاد اس کے معنی گمراہی و ہلاکت کے ہیں اگر یہی ضلال ظ کے ساتھ ظلال پڑھا جائے تو سایہ دار چیز کے ہیں۔ ۲ ضرب اگر ضاد کے ساتھ پڑھیں تو چلنا، مارنا، بیان کرنا اگر زا کے ساتھ ہو تو زرب تیزی اور مویشی کو باڑے میں بند کرنے کے ہیں۔ ۳ وثق اگر ثا کے ساتھ ہو تو بھروسہ کے معنی میں ہے اگر وسق سین کے ساتھ ہو تو مشور پیمانہ کے معنی میں ہے۔ ان کے علاوہ بے شمار الفاظ ہیں جن کی صرف آواز بدلنے سے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس بنا پر سلف صالحین نے اس فن کے سیکھنے پر زور دیا ہے۔ علامہ علی قاری فرماتے ہیں **ھذا العلم** لاخلاف فی انہ فرض کفایہ والعمل بہ فرض عین۔ یعنی اس پر اتفاق ہے کہ فن قرۃ و تجوید کا حصول فرض کفایہ اور اس کے مطابق تلاوت قرآن فرض

عین ہے۔ امام محمد بن الجزری فرماتے ہیں۔

علم تجوید کو حاصل کرنا اور سیکھنا ضروری ہے جو شخص قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے گنہگار ہو گا کیونکہ کلام' کلام خدا ہے۔

فقہا کرام نے بھی قرآن و سنت پڑھنے کی تاکید فرمائی فرماتے ہیں قرآن غلط پڑھنے والا گناہگار ہے۔ اگر حروف کو غلط پڑھے گا تو معنی بدل جائیں گے جس سے نماز نہیں ہو گی لہٰذا ایسے شخص کو امام مقرر نہیں کرنا چاہیے۔ امام احمد رضا بریلوی" نے فتاویٰ رضویہ میں وضاحت فرمائی کہ اتنی تجوید جس سے تصحیح حروف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض عین ہے۔ غلط پڑھنا بلا خلاف حرام ہے۔ جو اسے بدعت کہتا ہے اگر جاہل ہے تو سمجھا دیا جائے اور دانستہ کہتا ہے تو کفر ہے کہ فرض کو بدعت کہتا ہے۔ دوسرے مقام میں یوں تحریر فرماتے ہیں تجوید بنص قطعی قرآن و اخبار متواترہ سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصوۃ والسلام و اجماع تمام صحابہ و تابعین و سائر آئمہ کرام علیہم الرضوان ا حق و واجب و علم دین شرعی الٰہی ہے قال اللہ تعالی و رتل القرآن ترتیلا ایسے ہی امام ابن خلدون اس کے تواتر کے قائل ہیں اپنے مقدمہ کی فصل سادس فی علوم میں ایک مستقل باپ قرت کے متعلق باندھا ہے اس میں فرماتے ہیں جو لوگ توارث قراۃ کو نہیں مانتے وہ غلطی پر ہیں کیونکہ جیسے قرآن متواتر ہے ایسے ہی قراۃ بھی متواتر ہے وہ اسی طرح ہم تک پہنچی۔

اس کے علاوہ ہم آپس میں مشاہدہ کرتے ہیں اگر کوئی شخص علامہ اقبال" یا کسی بڑے شاعر یا مصنف کا شعر یا انشاء پرداز کی نثر کو بگاڑ کر پڑھے تو تیوریوں پر بل اور پیشانیوں پر شکنیں پڑ جاتی ہیں اگر منصف سامنے ہو تو اور صورت ہو گی۔

جب ہمارا یہ حال ہے خالق لم یزل اللہ تعالی اس آدی پر کس قدر غیظ و غضب فرماتے ہوں گے جو اس کا کلام غلط پڑھتا ہو۔ اس مقالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو چاہیئے قرآن مجید کو حتی الوسع صحیح پڑھنے کی کوشش کرے اب الحمداللہ اہل سنت و جماعت کے مدارس میں تجوید و قراۃ کے لئے اچھے ماہر مقرر ہیں ان کی شاگردی اختیار کر کے قرآن مجید کی تصحیح کی جائے اللہ تعالی ہم سب کو قرآن مجید صحیح پڑھنے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فضیلت قرآن

محمد خالد جلالی

قرآن حکیم کلام خدا ہے اور خدا سب سے اعلیٰ و رافع ہے جب خدا سب سے اعلیٰ و افضل و برتر ہے اور لاشریک ہے تو کلام خدا بھی سب سے بلند وبالا و لاشریک ہے۔ کیونکہ جتنی عظمت و شان و شوکت متکلم کی ہوتی ہے اتنی ہی عظمت و رفعت و شان و شوکت اس کے کلام کی ہوتی ہے۔

کلام خدا ہر لحاظ سے مکمل کتاب علم و عرفان ہے انسانیت کی راہنمائی کا مسلسل خطاب قرآن ہے قدرت کا حسین انتخاب قرآن ہے گو ہر نادر و نایاب قرآن ہے۔ جس کی کوئی مثال نہیں وہ سمندر قرآن ہے۔ مومن و زاہد مخلص و عابد کا دلبر قرآن ہے۔ جس کے آگے پوری کائنات کے خزانے ہیچ ہیں۔ وہ خزینہ قرآن ہے علم و حکمت امانت و دیانت، طہارت و قرب الٰہی کا قرینہ قرآن ہے جس سے کروڑوں خلق کی ندیاں بہہ نکلیں وہ سرچشمہ اخلاص قرآن ہے جس کے قرب سے دکھوں سے نجات حاصل ہوتی ہے وہ رد بلاو افلاس قرآن ہے جو جہالت کی تاریکیوں کو روشنی میں تبدیل کر دیتا ہے وہ نور قرآن ہے جس سے کرڑوں شمعیں روشن ہوتی ہیں وہ نور علیٰ نور قرآن ہے جو راہ بھٹکنے والوں کو راہ راست پر لے آئے وہ ہدائیت قرآن ہے روز قیامت مومنین کی شفاعت قرآن ہے۔ جس نے گورے و کالے عربی و عجمی، آقا و غلام، بادشاہ و رعیت میں فرق ختم کر دیا وہ کتاب عظیم قرآن ہے جو بھولے بھٹکوں کا راہنما ہے وہ صراط مستقیم قرآن ہے۔ صرف لامکان و نطق مرسلاں قرآن ہے۔ روح جہاں اور شمع ترجمان قرآن ہے شاہ شاہان اور لذت جہاں قرآن ہے۔ شعور آدمیت اور عظمت بشریت قرآن ہے۔ علم حقیقت اور راہبر شریعت قرآن ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں حضرت شعیب علیہ السلام کی شعبانی کا تذکرہ ہے حضرت سلیمان

علیہ السلام کی حکمرانی کا تذکرہ ہے۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی قربانی کا تذکرہ ہے حضرت آدم صفی اللہ کے علم کا تذکرہ ہے۔ حضرت نوح نجی اللہ کے حلم کا تذکرہ ہے حضرت یونس کے ورع کا تذکرہ ہے۔ حضرت ایوب کے صبر کا تذکرہ ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کے خلافت کا تذکرہ ہے۔ حضرت یحییٰ کے زہد کا تذکرہ ہے۔ حضرت لوط و ہود کا تذکرہ ہے حضرت ابراہیم کے امتحان کا تذکرہ ہے۔ حضرت صالح کے ایمان کا تذکرہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لہجہ کا تذکرہ ہے حضرت اسحاق کا تذکرہ ہے حضرت ذکریا کی گفتار کا تذکرہ ہے۔ حضرت عزیز کے افکار کا تذکرہ ہے۔ حضرت یوسف کے جمال کا تذکرہ ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کا تذکرہ ہے اور رب کائنات کے جلال کا تذکرہ ہے۔

قرآن خدا کی مضبوط و سیدھی رسی ہے قرآن باحکمت ذکر و بیان ہے قرآن ایسا سیدھا راستہ ہے جس میں کجی نہیں اور اس کے اتباع سے خواہشات میں کجی واقع نہیں ہوتی قرآن کی زبان میں کسی اور زبان کا اقتباس نہیں اس کی فصاحت کو کوئی کلام نہیں پہنچتا۔ اور علماء کی طبیعت اس کے پڑھنے سے سیر نہیں ہوتی اور قرآن مرور وقت سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ اور قرآن مجید ایک ایسا کلام ہے کہ جب جنوں نے سنا تو ایک لمحے توقف کئے بغیر کہا کہ ہم نے عجیب و غریب قرآن سنا ہے جو راہ ہدایت دکھاتا ہے۔ اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے جس شخص نے قرآن کے موافق فیصلہ کیا انصاف کیا۔ اور جس نے قرآن کی طرف لوگوں کو بلایا اسے سیدھی راہ دکھائی گئی۔ قرآن حکیم ایک بے مثل بے مثال، باکمال لاجواب اور بے نظیر کتاب رب قدیر ہے اس کتاب نے فصیح اللسان اور جادو بیان خطیبوں کی گردنیں خم کر دیں۔ فصحائے عرب اور بلغائے عرب اپنے سے زیادہ کسی کو مضاحت و بلاغت کے مقابلے میں بلند و برتر و بالا نہیں سمجھتے تھے۔ عرب کے لوگ شعرائے عرب کے مشہور قصائد (سبعہ معلقہ) کو خانہ کعبہ میں اویزاں کر کے اس کی پرستش کیا کرتے تھے، جب ان کے مقابلے میں خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کی سب سے چھوٹی سورہ "انا اعطینک الکوثر" نازل کی تو فصحائے عرب اور بلغائے عرب کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا اور یہ کہتے ہوئے چلتے بنے یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔

اس کتاب لاجواب کا مصنف خدا ہے اس کتاب کے ناشر مفسر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لوح محفوظ اس کا مطبع ہے اس کتاب کا حامل جبریل امین ہے یہ کتاب خالق کی حبل

متین اور نور مبین ہے یہ کتاب وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں! یہ پرہیز گاروں کے راہ ہدایت کے تعین کے لئے راہنمائی و رحمت بنے ارشاد رب العزت ہے' ترجمہ= کہ ہم نے اس قرآن کو ایک مبارک رات میں نازل فرمایا اور قرآن سے پوچھیں کہ وہ مبارک رات کونسی ہے تو پتہ چلے گا انا انزلناہ فی لیلہ القدر' ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا اور تو کیا سمجھا شب قدر کیا ہے شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے وہ سلامتی' صبح کے طلوع ہونے تک۔

قرآن حکیم وہ کتاب عظیم ہے جس میں ہر خشک و تر کا ذکر ہے۔ بحروبر کا ذکر ہے شجرو حجر کا ذکر ہے خدا کی ذات و صفات کا ذکر ہے انبیا علیہم السلام کے معجزات کا ذکر ہے عبادت و ریاضت کا ذکر ہے دنیا و آخرت کا ذکر ہے شرعی احکامات کا ذکر ہے اخلاقی ہدایات کا ذکر ہے جمادات نباتات و حیوانات کا ذکر ہے۔ ارض و سماوات کا ذکر ہے' انبیاء و صادقین کا ذکر ہے' شہداء اور صالحین کا ذکر ہے۔ منافقین و شیاطین کا ذکر ہے' آقا و غلام' بادشاہ و گدا و سلاطین کا ذکر ہے۔ باطن و ظاہرین کا ذکر ہے' اولین و آخرین کا ذکر ہے۔ طیبین و طاہرین کا ذکر ہے' زاہد و معصومین کا ذکر ہیں' مزمل' مدثر طٰہٰ و یٰسین کا ذکر ہے۔ یہ وہ عظیم و برتر کتاب لاجواب ہے جس میں خدا کی ساری خدائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مصطفائی کا ذکر ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت میں عنقریب فتنہ پیدا ہوگا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل اس فتنہ سے نکلنے کا ذریعہ کیا ہے' جبریل نے جواب دیا کہ اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید جس میں گزشتہ و آئندہ کا تذکرہ ہے سارے حالات کی خبریں ہیں۔ تمام امور کا حکم ہے اس کا کلام ٹھوس ہے' فضول نہیں اور بے اصل نہیں' جو ظالم و جابر اس کا ولی بنا اور اسے اس کے خلاف عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اسے تباہ برباد کر دے گا' اور جو کوئی اس کے غیر سے ہدایت طلب کرے' اللہ اسے گمراہ کر دے گا' یہ اللہ کی حبل متین ہے۔ ذکر محکم ہے اور صراط مستقیم سے اسے لوگوں کی خواہشات ٹیڑھا نہیں کر سکیں اور لوگوں کی زبانیں اس میں شبہ نہیں ڈال سکتی' یہ کتاب بار بار پڑھنے سے پرانی نہیں ہوگی' اس کے عجائبات اختتام پذیر نہیں ہوں گے اور علماء اس سے سیر نہیں

ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدرئی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسید بن حضیر نے بیان کیا کہ میں ایک رات قرآن حکیم کی سورہ بقر کی تلاوت کر رہا تھا اور میرا گھوڑا پاس بندھا تھا یکایک میں نے دیکھا کہ گھوڑا اچھلنے کودنے اور شوخیاں کرنے لگا میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہوگیا، گھوڑا بھی ٹھہر گیا میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑ پھر شوخیاں کرے لگا، میں خاموش ہوگیا گھوڑا بھی ٹھہر گیا میں نے پھر پڑھنا شروع کیا، گھوڑا پھر اسی طرح اچھلنے لگا، آخر میں نے پڑھنا بند کر دیا اور میرا بیٹا یحیٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ گھوڑا کہیں اسے کوئی اذیت نہ پہنچا دے۔ چنانچہ میں اپنے بیٹے کو اٹھانے کیلئے آگے بڑھا کہ میری نظر آسمان پر پڑی میں نے دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہے جس کے اندر چراغ جل رہے ہیں، جب صبح ہوئی تو میں نے یہ واقعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن حضیر پڑھے گئے ہوتے، یعنی آپ خاموش کیوں ہوگئے برابر پڑھتے رہتے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا یحیٰ قریب تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے کچل نہ دے، اس لئے میں نے پڑھنا بند کر دیا۔ اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر یکھا تو ایک ابر سا نظر آیا جس میں چراغ جل رہے تھے پھر میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو وہ کیا تھا کہ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیری قرات سننے آئے تھے اگر تو برابر پڑھتا رہتا تو صبح کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور فرشتے ان کی نگاہوں سے نہ چھپتے۔

قرآن حکیم ایک معجزہ ہے جس کیلئے کہیں ارشاد رب العزت ہے اگر تمہیں اس میں شک ہے جو اللہ نے اتارا ہے اسی جیسی دس سورتیں بنا لو، پھر دوسرے مقام پر اس سے کم کا کہ ایک سورہ بنا لاؤ۔ پھر اس سے کم کر کے فرمایا کہ ایک آیت بنا لاؤ، اور جب دیکھا کہ فصاحت و بلاغت نے سر جھکا دیا قرآن نے اپنی فتح مندی کا اعلان کیا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہہ دیجئے کہ (ہمارا دعویٰ ہے) اگر تمام جن وانس بھی جمع ہو جائیں اور اس قرآن کا جواب لے آئیں تو سب مل کر بھی اس کا جواب نہیں لا سکتے۔

اور قیامت تک یہ چیلنج قائم ہے آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ اللہ کریم اس قرآن مجید کو نور مصطفےٰ کی روشنی میں پڑھنے سمجھنے کی اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

سرورِ کائنات کی سیرت قرآن کی تفسیر ہے

حافظ محمد امین اعوان

قرآن کی تاریخ نزول اور اس کی اثر انگیزی میں تاجدار عرب و عجم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے آپ نے اس کتاب حکیم کے ایک ایک حکم کی حکمت بیان فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے عمل سے اس کی ایک ٹھوس شکل میں متعین فرما دی۔ پھر تعلیمات اسلامیہ سے مزین ہو کر اور حضورؐ کی تربیت سے فیض یاب ہو کر جو جماعت سامنے آئی وہ صبغۃ اللہ کے حقیقی رنگ میں رنگی ہوئی تھی اور اس کی عملی تصویر بھی تھی۔ اسی جماعت کے لئے سورہ الفتح میں خدائے بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا کہ:

وہ کفار اور طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں سخت ترین اور مضبوط ترین قوت بن کر حق کا پرچم بلند رکھتے ہیں اور ان کے سامنے کسی شکل میں جھکنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، لیکن ان کی دوسری شان یہ ہے کہ جب معاملہ آپس کا ہوتا ہے تو یہ ایک دوسرے کے لئے مجسم رحمت بن جاتے ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کا انجام اور انعام یہ بتایا گیا کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ، یعنی ان پر اللہ راضی ہوگیا اور یہ اللہ کی رضا پر راضی ہو گئے، یہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا

فیض تھا یہ حضور کے اسوہ حسنہ کا کرشمہ تھا کہ جس نے آپ کی طرف رجوع کیا وہ کامیاب ہوگیا فلاح و نجات سے ہمکنار ہوگیا اور دینی طریقہ زیست اپنانے کی بدولت وہ دنیوی اور اخروی ہر دو زندگیوں میں سرخرو ہو کر سامنے آیا' انسان کی نجات اور اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا ذریعہ صرف وہی ہے جو اس کے خالق و مالک نے اپنے مقرب بندوں کے ذریعے اس کو دیا ہے۔ یہ ہے "قرآن کریم" کتاب ہدایت کی شکل میں اور اس کی عملی تفسیر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے۔

صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سے حضورؐ کے اخلاق و اعمال کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' "اولا تقروالقرآن" یعنی کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ صحابہ نے اثبات میں جواب دیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہ نے اب انتہائی مختصر مگر جامع' الفاظ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپؐ کے اخلاق حسنہ کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچا "کان خلقہ القرآن" یعنی آپؐ کے اخلاق و اعمال تو قرآن کریم کی عملی تفسیر تھے۔

حضورؐ کے اخلاق عالیہ کو مختلف اندار میں بیان کیا جا رہا ہے مگر ان سب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ سیرت سب سے جامع اور مکمل ہے۔ ام المومنین نے حضورؐ کی سیرت اور آپؐ کے اخلاق حسنہ کو سراپا قرآن کی عملی تفسیر قرار دیا اور مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ قرآن کریم سے احکام اور سیرت طیبہ سے ان کی عملی شکل حاصل کریں!

قرآن کریم کی سورہ الانشراح کی آیت **ورفعنا لک ذکرک** با آواز بلند حضورؐ کے ذکر رفیع کا اعلان کر رہی ہے سورہ الضحیٰ میں جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو صبح نورانی سے تشبیہ دے کر قسم کھائی گئی اور آپؐ کی زلف عنبرین کو سیاہ رات کہہ کر آپ کے حسن صورت کو بے مثل قرار دیا گیا ہے وہاں یہ بھی اعلان موجود ہے کہ آپؐ کی شان رفیع کا ہمیشہ چرچا قائم رہے گا اور اس میں مسلسل ترقی ہوتی رہے گی۔

قرآن حکیم نے جس انداز پر حضورؐ کی سیرت کو منضبط کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کی سیرت یعنی آپؐ کے کلام اور آپؐ کے نام کو' آپؐ کے اقوال و اعمال کو اور آپؐ کے شمائل و خصائل کو جس طرح ہمیشہ کے لئے قرآن کریم میں محفوظ کر دیا گیا وہ آپؐ کے عظیم پیغمبر اور

محسن انسانیت ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام حیثیتوں میں لاثانی ہے میدان کارزار ہو یا دعوت تبلیغ کا کام، گھریلو زندگی ہو یا اجتماعی فلاح و بہبود کا کام، حضورؐ کی شان ہر جگہ نمایاں نظر آئے گی میدان کارزار میں جو کارنامہ اور جس حوصلہ مندی سے آپؐ نے اپنی مختصر مگر تربیت یافتہ جمعیت کو دشمن کے خلاف لڑایا کیا وہ آپؐ کے بہترین جرنیل اور بے مثال سپہ سالار ہونے کا ثبوت نہیں اور پھر آپؐ نے انتہائی نامساعد حالات اور گوناگوں مصائب میں رشد و ہدایت کا کام جاری رکھا، کسی وقت بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا اور آپؐ کے پائے اثبات میں ذرہ بھر بھی لغزش پیدا نہ ہوئی یہ آپؐ کے مصلح اعظم ہونے کا بین ثبوت ہے۔

تاریخ عالم میں کوئی ایسی شخصیت آپ کو نظر نہیں آئے گی جس کی سیرت اور جس کی تعلیمات کو اس اہتمام سے قلم بند کیا گیا ہو جس نہج پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ لکھی گئی ہے۔ پیغمبر آخر الزماںؐ کے پرستاروں نے جتنا کچھ حضورؐ کی سیرت پر لکھا ہے اگر اس کو جمع کیا جائے تو یقیناً" ایک ایسا انبار لگ جائے گا جو تمام ذخیرہ ہائے کتب سے بڑھ جائے گا جس عقیدت مندی سے حضورؐ کے اخلاق عالیہ اور آپؐ کے اسوہ حسنہ پر تقاریر کی گئی ہیں اگر آج کے اس سائنسی دور میں فضا میں بکھری ہوئی تمام آوازوں کو جمع کیا جاسکے تو ان میں سب سے زیادہ ایسی آوازیں ہوں گی جو حضورؐ کی سیرت طیبہ کے سلسلہ میں بلند کی گئیں۔

مقدس اور اولوالعزم صحابہ سے لے کر آج تک اس چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں لاتعداد مفکرین، بے حساب علماء و فقہا اور بیشمار صاحبان نظر نے اپنے اپنے انداز پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات، واقعات و حالات، اقوال و احکام، احادیث اور آپؐ کی آراء کو قلم بند کیا۔ آپؐ کے خطبات کو مستند طریقہ سے ہم تک پہنچایا وہ قابل صد تحسین ہے۔

آج دنیا میں اسلام کی ضیا پاشیاں ہمارے اس ظلمت کدہ خاکی کو روشن کرنے کا ذریعہ ہیں یہ ان لوگوں کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے جنہوں نے حضورؐ کے اسوہ حسنہ کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھا اور اس کی اشاعت کو اپنا فریضہ گردانا۔

اگرچہ ہر لکھنے والے نے اپنی پوری قوت فکر، نہایت ایمانداری اور عقیدت کے ساتھ حضورؐ کی سیرت طیبہ لکھنے پر صرف کر دی، شعرائے کرام اپنی بہترین صلاحیتوں کو حضورؐ کے

اوصاف بیان کرنے میں بروے کار لائے' ادیب حضرات بھی اپنا حق ادا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے لیکن اس کے باوجود ہر ایک نے اپنے عجز کا اظہار کیا کوتاہی قلم کا شکوہ کیا اور اس بیان کی تشنگی کا ضرور اعتراف کیا۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں آپ کا لایا ہوا دستور حیات انسانی زندگی کے جملہ مسائل کا حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور انسانی فلاح اب قیامت تک اسی پر موقوف کر دی گئی ہے۔

حضورؐ کی حیات طیبہ کو قرآن جیسی محفوظ و مامون کتاب میں جس کی حفاظت خود اللہ پاک نے اپنے ذمے لے رکھی ہے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔ بنا بریں یہ منشائے ایزدی قرار پایا کہ حضورؐ کی سیرت قطعی محفوظ رہے اور نوع انسان اس سے استفادہ کرتی رہے۔

آپؐ قرآن جیسی عظیم الشان کتاب عالم انسانیت کی فلاح و نجات اور کامیابی و کامرانی کے لئے دربار ایزدی سے لائے۔ آپؐ اسلام جیسے زندہ جاوید مذہب کے داعی بن کر آئے جس کی تکمیل کا اعلان اس فرمان خداوندی میں کیا گیا حجتہ الوداع کے موقع پر حضورؐ کے بے مثال خطبہ کے بعد ان الفاظ میں نازل ہوا:

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا"

یعنی آج تمہارے دین کی تکمیل اور نعمت ربانی کا اتمام کر دیا گیا اور تمہارے لئے دین حق کو پسندیدہ دین قرار دیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فاران کی بے آب و گیاہ وادی میں اپنے لخت جگر حضرت اسمٰعیل اور اپنی رفیقہ حیات کو آباد کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا تھا' اے میرے مولیٰ میں جانتا ہوں کہ یہ وادی زراعت کے قابل نہیں اور کھیتی باڑی جس پر بظاہر انسان کی اپنی خوراک کا دارومدار ہوتا ہے وہ بھی یہاں مفقود ہے لیکن یہ الٰہی میں نے اپنی اولاد اس پاکیزہ گھر کی وجہ سے یہاں بسائی ہے کہ تاکہ یہ جسمانی غذا سے پہلے روحانی فیض سے مالا مال ہو' مگر اڑھائی ہزار برس کے بعد حالت یہ ہے کہ یہ مقدس سرزمین جس پر خدا کے حکم سے پاکیزہ گھر بنایا گیا تھا اب اس خاص گھر کا یہ عالم ہے کہ اس میں سینکڑوں بت رکھے ہوئے ہیں۔ انسان کی سرکشی عروج کو پہنچ چکی ہے دین حنیف کا دائرہ صرف خدا کے خاص بندوں تک محدود ہے۔

خدا کی نافرمانی اور اس کے خاص بندوں پر ظلم ان کا نصب العین بن چکا ہے خدائے ذوالجلال کی وحدانیت کا ذکر کیا جاتا ہے تو سرکش انسان بگڑ جاتا ہے اور اس بندہ خدا کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے چڑھ دوڑتا ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے نسل انسانی کی سرکشی بڑھتی جاتی ہے۔

انسان اب احسن تقویم کے نام سے محروم ہوچکا تھا اور اس کا شمار اسفل سافلین میں ہو رہا تھا انسانیت سسکتی ہوئی کیفیت میں اپنے خالق سے زبان حال سے التجا کر رہی تھی کہ میرے مولی یہ تاریک دن کب ختم ہوں گے کیا انسان پھر اپنے مقام کو پاسکے گا؟

رحمت حق نے دستگیری کی اور ام القری یعنی مکہ مکرمہ کو مرکز ہدایت بنانے کیلئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہدایت ربانی کے مطابق کوہ صفا پر چڑھ کر اہل مکہ کو بلایا پتھروں کے بت منہ کے بل گر گئے' لوٹ مار کرنے والوں اور مذہبی اجارہ داری کی آڑ میں انسانوں کی تجارت کرنے والوں کا طلسم پاش پاش ہوگیا انسانی شعور اور اس کے ضمیر کو جھنجوڑا گیا۔ اب واقعۃً" محسوس کیا گیا کہ عبادت کے لائق تو صرف اللہ کی ذات ہے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہونا قرین قیاس ہے ظلم و ستم کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے انسانی ضمیر بیدار ہوگیا' مظلوم کی دادرسی کی سبیل پیدا کر دی گئی' انسان کو کھویا ہوا مقام مل گیا معاشرے سے خرابیوں کا قلع قمع کر دیا گیا۔ زندگی کا نقشہ بدل گیا۔

شریعت اسلامیہ کے تحت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائی قانون کی بالادستی قائم کی اور زندگی کا ہر شعبہ میں خدائے ذوالجلال کے عطا کردہ اصولوں کی روشنی میں استوار کیا' سیاسی' اقتصادی اور معاشرتی زندگی کو ایک جدید شکل دی گئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے دنیا کی پہلی جمہوریت وجود میں آئی۔ یہ ایسی حکومت تھی جس کا دستور اساسی قانون الہی قرار دیا گیا۔ اس بے مثل اسلامی مملکت کا دستور اساسی بھی کسی قدر نرالا تھا کہ زمین اللہ کی ملکیت قرار دی گئی' انسان کو خلیفہ اللہ ہونے کا شعور بخشا گیا اس زمین خداوندی پر احکام الہی کے مطابق کام چلانے کی تاکید کی گئی عوام کو سرچشمہ قوت قرار دے کر ایک پابندی لگائی گئی کہ قانون بہرصورت حکم الحاکمین کا چلے گا۔

خداوند عالم نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور آپؐ کے اخلاق حسنہ کو بڑی جامعیت کے ساتھ کلام پاک میں بیان کر دیا ہے نیز ایک مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح اطاعت و فرمانبرداری کرنی چاہئے بالتفصیل بیان فرما دیا۔ ذیل میں کلام سرمدی سے چند جواہر ریزے پیش کئے جاتے ہیں جن سے حضورؐ کی سیرت کا ایک جامع نقشہ سامنے آ جائے گا ایک بات اس ضمن میں ہمیں جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے ذہن میں محفوظ کر لینی چاہئے کہ رسولؐ خدا کا صرف پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا بلکہ اس کی حکمت واضح کرنا بھی اس کے فرائض میں سے ہوتا ہے خدائی حکم کا عملی شکل متعین کرنا بھی نبی کا کام ہوتا ہے اس طرح نبی اور رسول کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے اور اس کے فرائض کے تعین بھی نظر آتی ہے۔

قرآن کریم میں متعدد احکام آپ کو ایسے ملیں گے جن کی شکل کا تعین حضورؐ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مثلاً" نماز دین کا وہ اہم ستون ہے جس پر عمارت اسلام قائم ہے اس کے متعلق متعدد بار ذکر آیا ہے۔ نماز کی شکل اس کی رکعت رکوع وسجود اور رقعدہ وغیرہ مقرر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

میثاق انبیاء کے نام سے ایک خالص اسلامی اصطلاح ہمارے گوش گزار ہوتی رہتی ہے یہ ہمارے سامنے ایک انتہائی پاکیزہ اجتماع کا خاکہ پیش کرتی ہے جو اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا کہ باعث تکوین عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے انبیاء سے عہد لیا جائے چنانچہ سورہ آل عمران میں اس میثاق کا ذکر کیا گیا ہے یہ وہ اعزاز ہے جو کسی نبی کو نہ مل سکا سورہ الصف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس خطبہ کا ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے بنی اسرائیل کے سامنے دیا۔ اس خطبہ میں حضورؐ کی بشارت کا ذکر کیا گیا ہے سورہ البقر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا بیان کی گئی ہے جو انہوں نے کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت مانگی تھی اس دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جن اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے وہ حضورؐ کی جامع سیرت ہے سورہ الجمعہ میں انہی اوصاف حمیدہ اور فرائض نبویؐ کو دہرایا گیا ہے۔ یہ فرائض تلاوت آیات ربانی تعلیم کتاب یزدانی، تعلیم حکمت فرامین ربانی اور تزکیہ نفس انسانی پر مشتمل ہیں۔

کلام الٰہی میں آپؐ کے ہر دو ذاتی نام اور متعدد صفاتی نام بیان کئے گئے ہیں آپؐ کے نام

اور آپؐ کے کام میں مطابقت تھی .آپؐ کے ذاتی نام بھی آپؐ کے اوصاف کی نشاندہی کرتے ہیں۔ حضورؐ کے بارے میں پانچ مرتبہ آپؐ کے ذاتی اسماء سے ذکر کیا گیا ہے لیکن خطاب کرتے وقت آپ کو **یاایھا النبی' یاایھا الرسول' یاایھاالمزمل' یا ایھا المدثر** کے نام سے پکارا گیا ہے جب کہ دوسرے انبیاء کو ان کے نام کے ساتھ ندادی گئی ہے۔ سورہ المائدہ میں حضورؐ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے اور یہ فریضہ آپؐ نے اس خوبی سے ادا کیا کہ جب حجتہ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام کے عظیم اجتماع سے دریافت فرمایا کہ میرے تبلیغی فریضہ کے بارے میں خدا کے حضور تم کیا کہو گے؟ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا ہمارا جواب ہو گا کہ آپؐ نے تبلیغی فریضہ کما حقہ' ادا کر دیا ہے۔

حضورؐ کو رحمت عالم بنا کر بھیج گیا اس کا ذکر سورہ انبیاء میں کیا گیا حضورؐ کے شفیق و رحم' روف و کریم' سراج منیر' بشیر و نذیر' اور داعی الی اللہ ہونے کا ذکر بھی کلام پاک میں کیا گیا۔ سورہ النجم میں آپؐ کی شان یہ بتائی گئی کہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے بلکہ وحی کی روشنی میں ان کی گفتگو ہوتی ہے۔

مسلمانوں کو حضورؐ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ کے فیصلہ پر راضی ہونے کا پابند کیا گیا ہے بصورت دیگر دائرہ اسلام میں رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا حضورؐ تمام انسانوں کے لئے نبی ہیں۔ آپؐ خاتم النبین ہیں جس کا ذکر سورہ الاحزاب میں کیا گیا ہے حضورؐ معلم کتاب اور معلم حکمت ہیں۔ آپؐ مزکی نفوس ہیں اور آپؐ کا اسوہ حسنہ مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ مسلمانوں کی کامیابی حضورؐ کے اتباع میں ہے۔ خداوند کریم ہمیں اتباع رسولؐ کی توفیق عطا فرمائے' آمین

قرآن کی معجزاتی تاثیر اور انقلابی قوّتِ تسخیر

صاحبزادہ حکیم حافظ غلام رسول سلیمی ایم۔ اے

چنانچہ ارشاد باری ہے۔

جمہ۔ تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے یں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ (کنز الایمان امام احمد رضا خا بریلوی ؒ)

اب یہ بات قابل غور ہے کہ قرآن کس حیثیت سے معجزہ ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک آن حکیم کا اعجاز یہ ہے کہ وہ دلوں کے چھپے ہوئے اسرار کو فاش کرتا ہے جو انسانی دسترس سے ہر ہیں۔ بعض کے نزدیک وجہ اعجاز یہ ہے کہ انسانوں کے کلام بلند و پست، کامل و ناقص غرضیکہ لف المراتب ہوتے ہیں لیکن یہ کلام شروع سے آخر تک بلندی و کمال اور صحت کے لحاظ سے یک ہی نوعیت کا ہے، اہل علم کی اکثریت قرآن حکیم کو فصاحت و بلاغت کی حیثیت سے معجزہ رار دیتی ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم یعنی اسٹائل کے اعتبار سے معجزہ

ہے۔ اسی طرح ایک خیال یہ ہے کہ قرآن مجید کا اصلی اعجاز اس کی معجزاتی تاثیر اور قلوب ا
کی تسخیر ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی" اپنی کتاب فوزالکبیر میں فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم اپنے احکام ا
تعلیمات و ارشادات کے لحاظ سے معجزہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کے اپنے ذوق کی بات ہے۔ جس نے جس لحاظ سے اسے د
معجزہ پایا۔ اس کے وجوہ اعجاز اس قدر زیادہ ہیں۔ کہ ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال
ہے کہ کوئی حسین اور خوبصورت چیز جب ناقدین فن کے سامنے آتی ہے تو کوئی اس کے اعتد
قامت کی تعریف کرتا ہے، کوئی اس کی وضع قطع کو پسند کرتا ہے، تو کوئی اس کی زیبائش
آرائش کی مدح کرتا ہے۔ تو درحقیقت اس کی ذات ان تمام اوصاف کا مجموعہ ہوتی ہے۔ یہ
ہم اختصار کے ساتھ قرآن حکیم کی معجزاتی تاثیر اور قلوب انسانی کی حیرت انگیز انقلابی تسخیر کا
کریں گے۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے۔ **وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القران والغوا فیہ لعلک
تغلبون (حم السجدہ : ۲۶)**

آیت مذکورہ کی تشریح میں حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی رحمتہ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں۔
"سرداران کفر نے اپنے ماتحت کفار کو حکم یا مشورہ دیا کہ قرآن نہ خود سنو نہ دوسرو
سننے دو کہ مسلمانوں یا نبیؐ کی تلاوت قرآن کے وقت گالیاں بکو، شور کرو، باجے بجاؤ جس طر
سکے ان کی آواز دباؤ تاکہ قرآن تمہارے دلوں میں نہ اتر جائے اور تم اپنے دین سے نہ پھر جا
معلوم ہوا کہ تاثیر قرآن کے کفار بھی قائل تھے۔ (حاشیہ کنز الایمان تفسیر نورالفرحان۔ ۷۶۴)

قرآن حکیم کا انداز بیان بے حد پیارا اور دلکش ہے جو بھی اسے پڑھتا ہے یا سنتا ہے۔
کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس کلام میں بلا کی تاثیر اور حیرت انگیز قوت تسخیر رکھ دی گئی
یہ کلام دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں معا
مطالب کے سمندر بہا دیئے گئے ہیں۔ اس کا انداز بیان دیگر کتب سے بالکل جدا ہے۔ یہ
راست انسان کو خطاب کرتا ہے اور اسے صراط مستقیم کی طرف بلاتا ہے۔

قرآن حکیم کی تاثیر کا اندازہ اس آیت سے بھی ہوتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔
لو انزلنا ھذا القرن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ اللہ (سورۃ الحشر :۲۱)

ترجمہ۔ اگر ہم قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے (کنزالایمان)

یہ اسی تاثیر کا سبب ہے کہ ایک مومن اس کی تلاوت کے دوران اپنے دل میں ایک عجیب کیفیت محسوس کرتا ہے۔ یہی دراصل ایمانی کیفیت ہے جو بندے کا اللہ سے تعلق مضبوط کرتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضورؐ سے جب صحابہ کرامؓ قرآن مجید سنتے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ بعض مواقع پر حضورؐ نے صحابہ سے سنا تو آپؐ پر رقت کی ایک پر کیف حالت طاری ہو گئی۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا مجھے قرآن سناؤ انہوں نے عرض کیا آپ کو سناؤں حالانکہ آپؐ پر قرآن نال ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سورہ نساء پڑھنے لگے جب اس آیت پر پہنچے۔
ترجمہ۔ تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔ کنزالایمان ۱۳۳

تو آپؐ نے فرمایا اب بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو آنکھیں مبارک اشکبار تھیں۔

ایک مرتبہ صحن حرم میں سرداران قریش بیٹھے ہیں۔ حضور اکرمؐ اور آپ کی اسلامی تحریک ان کی گفتگو کا موضوع ہے۔ وہ کہنے لگے ہم نے ہر حربہ آزما کے دیکھ لیا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دن بدن پھیلتی جا رہی ہے۔ ان کی آواز کو دبانے کے لئے دھونس اور دھاندلی کا کون سا حربہ ہے۔ جو ہم آزما نہیں چکے ظلم و زیادتی کی ہر تدبیر کر دیکھی۔ لیکن ان کا پیغام ہے کہ پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ ان کے پیروکار بڑھتے ہی جا رہے ہیں-- دولت شہرت اور عزت کون نہیں چاہتا-- عتبہ کو بھیجا جائے اور آپؐ کو ان چیزوں کا لالچ دیا جائے۔ اس رائے سے سب اتفاق کرتے ہیں۔ عتبہ چرب زبان۔ فصیح اللسان اور ذہین آدمی ہے-- عتبہ حضور سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپؐ خاموش رہتے ہیں۔ عتبہ کہتا ہے کہ اگر آپ مکہ کی ریاست چاہتے ہیں--- اگر آپ کسی بڑے گھرانے میں شادی کے خواہش مند ہیں--- اگر آپ بہت ساری دولت چاہتے ہیں۔

تو ہم ان چیزوں کا بندوبست کئے دیتے ہیں۔ آپؐ اس کے جواب میں سورۃ حم سجدہ کی تلاوت شروع کر دیتے ہیں --- صاحب قرآن قرآن کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ عتبہ دونوں ہاتھ زمین پر لگائے سن رہا ہے اتنے میں آیت سجدہ آئی اور آپؐ سجدے میں پڑ گئے۔ سجدے سے سر مبارک اٹھایا اور جواب دیا -- عتبہ تم نے میرا جواب سن لیا؟--- عتبہ جو بزعم خود آپؐ کو فتح کرنے آیا تھا۔ خود مفتوح ہو گیا۔ عتبہ منہ لٹکائے ہوئے سردارن قریش کے پاس جاتا ہے' قرآن کی تاثیر اپنا کام کر چکی ہے' عتبہ کو دیکھتے ہی سرداران قریش بیک زبان بول اٹھے -- خدا کی قسم عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے -- یہ وہ صورت نہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گیا تھا۔ عتبہ بولا خدا کی قسم میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام سنا ہے۔ جو نہ شعر ہے۔ نہ جادو اور نہ کہانت۔ اے سرداران قریش۔ میرا خیال ہے۔ اسے اسی کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ کلام رنگ لا کر رہے گا۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ پر جو قرآن نے اثر کیا اس سے کون واقف نہیں۔ کفار کی ایک میٹنگ کے دوران قریش کا یہ جو شیلہ نوجوان اپنا فیصلہ سناتا ہے کہ میں محمدؐ کا سر کاٹ کر لاؤں گا۔ گھر سے نکلا تو راستہ میں خبر ملی کہ تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام کے نور سے منور ہو چکے ہیں۔ غصہ میں بہن کے گھر پہنچتے ہیں دونوں کو اس قدر مارا کہ لہولہان کر دیا۔ جب مارتے مارتے تھک گئے۔ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دلوں سے نہ نکال سکے۔ تو حیران ہو کر کہنے لگے وہ کلام سناؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ حضرت سعیدؓ نے سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کی تلاوت شروع فرمائی۔

ترجمہ۔ اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔ ہاں اس کو نصیحت جو ڈر رکھتا ہو۔ اس کا اتارا ہوا جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے۔ (کنزالایمان) عمر فاروقؓ پر قرآن کی تاثیر اپنا کام کر گئی تھی۔ سنتے ہی دل موم ہو گیا۔ سارا غصہ دور ہو گیا اور بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے۔ قلب نور ایمان سے منور ہو جاتا ہے۔ بارگاہ رسالت میں حاضری کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور -- پھر وہیں کے ہو کے رہ جاتے ہیں۔

اسی طرح حضرت عثمان ابن مظعون جب قرآن کی یہ آیت سنتے ہیں تو گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ آیت یہ ہے۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے، بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔ (کنزالایمان) (النحل: ۸۹)

حسان بن ثابتؓ، عمار بن عامر بن اکوع طفیل بن عمرؓ زبرقان، شماس، اسود بن سریع، عبداللہؓ وغیرہ عرب کے مشہور زبان آور شاعر تھے مگر قرآن مجید کے سامنے سب نے سرنیاز خم کیا۔

لبید عرب کے مشہور شاعر اور سبعہ معلقہ کی بزم مشاعرہ کے رکن تھے۔ اسلام کے بعد جب حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے چند اشعار کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا۔ "جب خدا نے مجھ کو سورہ بقرہ اور ال عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں۔ (استیصاب ابن عبداللہ ترجمہ بسید ضماد ازدی ایک صاحب تھے جو جھاڑ پھونک کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے جب یہ سن کر (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیوانے ہو گئے ہیں۔ تو علاج کے لئے حاضر ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد کی اور کلمہ شہادت پڑھا وہ سن کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم میں نے کاہنوں کی بولی اور جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سنے ہیں۔ لیکن تمہارا کلام کچھ اور ہی ہے۔ یہ تو سمندر تک میں اتر کر جائے گا۔ (مسلم شریف)

حضرت جعفر طیارؓ نے جب نجاشی کے دربار میں سورہ مریم کی تلاوت کی تو نجاشی سمیت بہت سے اہل دربار پر رقت طاری ہو گئی نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں (مستدرک حاکم جلد دوم)

حضرت جبیر بن مطعمؓ بدر کے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے گئے تھے۔ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سورہ طور کی دو آیات سن لیں تو ان کا دل دھڑکنے لگا۔ آئتیں یہ ہیں۔ ترجمہ۔ طور کی قسم اور نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے۔ اور بیت معمور اور بلند چھت (کنز الایمان)

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کے کانوں میں اتفاقیہ قرآن مجید کی چند آئتیں پہنچ گئیں تو وہ مسلمان ہو گئے۔ (استیصاب)

یہ چند واقعات بطور نمونہ پیش کئے گئے ورنہ تاریخ اسلامی اور کتب حدیث اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ کلام کی یہ شیرینی، یہ نمکینی، یہ حسن، یہ تسخیر جو دوست، و دشمن،

موافق و مخالف سب کو یکساں فریفتہ کرتی ہے۔ یقیناً" ایک اعجاز ہے' البتہ اس کا اثر وہی لوگ قبول کرتے ہیں۔ جو دل بنیا رکھتے ہیں جن کے پاس سوچنے سمجھنے والا دماغ ہوتا ہے۔ اگر آنکھ ہی بنیا نہ ہو تو آفتاب کی روشنی بھی چراغ راہ نہیں بن سکتی--- آج پھر ضرورت ہے کہ ہم قرآن پڑھیں۔ عمل کریں۔ اور قرآنی معاشرہ قائم کریں۔ جس کو ہم نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جانتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جو شخص قرآن سے جس قدر قریب ہو گا۔ اسی قدر اسے شرف و امتیاز حاصل ہو گا۔ اور جو شخص جس قدر اس کی تعلیمات سے روگردانی کرے گا۔ اسی قدر ذلت و خواری کا شکار ہو گا۔ علامہ اقبالؒ نے اپنی مشہور نظم "شکوہ" میں مسلمانوں کی موجودہ پستی کا رونا اس طرح رویا ہے۔

کیوں مسلمانوں میں ہے دولت دنیا نایاب
تیری قدرت تو ہے وہ جس کی نہ حد ہے نہ حساب
تو جو چاہے تو اٹھے سینہ صحرا سے حباب
رہبر و دشت ہو سیل زدہ موج سراب
طعن اغیار ہے رسوائی ہے ناداری ہے
کیا تیرے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے

"جواب شکوہ" میں علامہ اقبالؒ اس کا جواب یوں دیتے ہیں۔

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو یہ انداز مسلمانی ہے
حیدری فقر ہے نے دولت عثمانیؓ ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

قرآن اور حرمتِ سود

مفتی محمد گل احمد عتیقی

جب تک مسلمان حلت و حرمت کے اسلامی ضوابط' احکام خداوندی اور ارشادات نبوی کے پابند رہے اس وقت تک وہ سودی کاروبار سے بچتے رہے۔ لیکن جب مسلمان مادہ پرستوں اور غیر مسلموں کی طرح ہوس زر کا شکار ہو گئے تو ہر جائز و ناجائز طریقے سے' ناجائز مال جمع کرنے میں مصروف ہو گئے تو انہوں نے بھی سودی کاروبار کو مقصد و مدار زندگی بنا لیا۔

حالانکہ ارشادات نبوی اور فرامین نبوی سے سودی کاروبار حرام قطعی ہے اسے حلال و جائز سمجھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے قرآن پاک و احادیث نبویہ میں بیان کردہ حرمت کو بیان کرنے سے پہلے سود کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

در حقیقت یہاں دو چیزیں ہیں ایک ربوا اور دوسرا سود۔ ربوا کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے اسی لئے ربوا کی اولا دو قسمیں کی جاتی ہیں' ایک ربوا الفضل اور دوسری ربوا النسیہ اور

ربوالنسیہ کو رباء الجاہلیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ربوا النسیہ ادھار کی بیع ہے اور اسی کو سود کہا جاتا ہے قرآن پاک اور احادیث نے جس ربوا سود کو حرام قرار دیا اور جس کی واضح اور دو ٹوک الفاظ میں ممانعت و مذمت فرمائی وہ یہی سود ہے اور عرب میں یہی مروج و معروف تھا یہی وجہ ہے کہ جب تک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوسعید خدریؓ کے حوالہ سے حرمت سود کے دیگر اقسام معلوم نہیں ہوئے تھے تو اس وقت تک وہ سودی صرف ایک قسم کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ سونے کی سونے کے بدلے میں اور چاندی کی چاندی کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیع جائز ہے مگر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی سننے کے بعد وہ سود کی دیگر اقسام کی حرمت کے بھی معترف ہو گئے چونکہ عرب میں سود کی بیع والی صورت میں مروج و متعارف تھی اس لئے علامہ ابوبکر حصاص حنفی نے سود کی تعریف اس طرح کی ہے۔

ربوا الجاهلية وهو القرض المشروط فيه الاجل وزيادة مال على المستقرض

کہ ربوا جاہلیت اس قرض کو کہتے ہیں جس میں مقروض کے لئے مدت کی وجہ سے اصل مال پر زیادتی شرط قرار دی گئی ہو۔

فتاوی رضویہ میں درج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی یہ تعریف واضح ہے ارشاد نبوی ہے "کل قرض جر منفعة فهو ربوا" کہ جو قرض نفع کمائے وہ حرام ہے چونکہ ربوا کی حلت و حرمت کی متعدد صورتیں ہیں اس لئے امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمتہ اللہ تعالی نے ان کی حلت و حرمت کا ایک قاعدہ کلیہ چار صورتوں پر مشتمل ہے جس کا ما حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ ربوا کے بارے جو شرعی اندازہ معتبر ہے اسکی دو قسمیں ناپ اور تول لہٰذا پہلی صورت اس طرح ہو گئی کہ جو دو چیزیں اندازے میں مشترک ہیں اور ایک ہی قسم کے اندازے سے ان کی تقدیر کی جاتی ہے۔ **مثلاً** " دونوں وزنی ہیں یا دونوں کیلی اور دونوں ہوں بھی ایک جنس کی **مثلاً**" گندم کے بدلے گندم یا لوہے کے بدلے لوہا تو ایسی دو چیزیں کی بیع آپس میں تب درست ہو گی جب وہ دونوں اس اندازے میں بالکل برابر ہوں جو شرعاً" یا عرفاً" ان کے لئے مقرر ہے اور ان میں سے کوئی ادھار بھی نہ ہو اور اگر ایسی دو چیزیں یا ان میں سے ایک ادھار ہو یا اپنے مقرر کردہ اندازے میں برابر نہ ہوں تو وہاں خواہ اندازہ ہی نہ کیا گیا ہو یا ندازہ تو کیا لیکن

کمی و بیشی رہی یا برابری کی مگر دوسرے قسم کے اندازے سی کی مثلاً" جو تولنے کی چیز تھی اسے ناپ کے برابر اور جو ناپ کی چیز تھی اسے تول کر برابر کیا تو ایسی بیع قطعاً" ناجائز اور ربوا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جو دو چیزیں ہم جنس تو ہیں مگر اندازے میں مشترک نہیں خواہ دونوں طرف اس اندازہ شرعی سے خارج ہوں جو ربوا میں معتبر ہے جیسے لٹھا لٹھے کے بدلہ میں جاپانی کیٹی جاپانی کیٹی کے بدلے میں اور گھوڑا گھوڑے کے بدلے میں کیونکہ ناپ تول سے ان کی تقدیر نہیں ہوتی کیونکہ کپڑے گزوں سے بکتے ہیں اور گھوڑے شمار سے یا صرف ایک طرف اندازہ ہو اور دوسری طرف اندازے سے خارج ہو جیسے تلوار لوہے کے ساتھ اور بکری کا گوشت زندہ بکری کے ساتھ اگرچہ یہ ہم جنس ہیں مگر لوہے اور گوشت کی طرف اندازہ ہے کیونکہ یہ تل کر بکتے ہیں اور تلوار و بکری کی طرف اندازہ نہیں کیونکہ یہ شمار کی چیزیں ہیں انہیں گن کر بیچتے ہیں تو ان صورتوں میں کمی و بیشی کے ساتھ بیع جائز ہے لیکن ان میں سے ایک یا دونوں کا ادھار اور قرض سے بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں چیزیں ایک قسم کے اندازے میں تو شریک ہوں مثلاً" دونوں کیلی ہوں یا دونوں وزنی ہوں مگر ہم جنس نہ ہو مثلاً" گندم کی خرید و فروخت جو کے ساتھ یا لوہے کی خرید و فروخت تانبے کے ساتھ' تو یہاں بھی یہی حکم ہے کہ کمی مستشنی کے ساتھ بیع جائز ہے اور ادھار کی بیع حرام مگر سونا چاندی اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ اگرچہ سونا چاندی وزن کی چیزیں ہیں مگر بیع کی ایک خاص قسم بیع مسلم کے طور پر انہیں نقد دیکر وہ چیزیں جنہیں وزن کر کے خریدا بیچا جاتا ہے۔ مثلاً" لوہا' تانبا' زعفران وغیرہ انہیں ضرورت کے پیش نظر ادھار خریدنا بالاجماع جائز ہے اگرچہ یہ ایک ہی قسم کے اندازے یعنی تول میں شریک ہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ جو دو چیزیں نہ تو ہم جنس ہوں اور نہ ہی ایک اندازے میں شریک ہوں اب چاہے وہ دونوں بالکل ہی کیلی اور وزن کے اندازے میں داخل ہی نہ ہوں جیسے کہ گھوڑا اور کپڑا یا ایک داخل ہو اور دوسری خارج جیسے گھوڑا اور گندم کہ گھوڑا تو اندازے میں داخل نہیں اور گندم کیل کے اندازے میں داخل ہے یا دونوں اندازے میں داخل ہوں لیکن ایک قسم کے اندازے سے ان کی تقدیر نہ ہوتی ہو ایک کیلی ہو اور دوسری وزنی جیسے چاول اور کھجوریں تو ان صورتوں میں کمی بیشی کے ساتھ بھی خرید و فروخت جائز اور ادھار بھی خرید و

فروخت جائز اور درست ہے۔

امام اہل سنت کی مذکور تحقیق اور قاعدہ کلیہ سے عرب میں مروج ادھا کی بیع کے سود کے علاوہ سود کی دیگر اقسام بھی معلوم ہوئیں جو عرب میں رواج پذیر نہ تھیں عرب میں چونکہ ادھار کی بیع میں سود کا رواج تھا اور ہم جنس چیز کی بیشی کے ساتھ بیع کا رواج نہ تھا۔ اس لئے محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نشاندہی کرتے ہوئے اس سے بھی منع فرمایا۔۔ ارشاد نبوی ہے۔

الذہب بالذہب والفضتہ بالفضتہ والبر بالبر والشیعر باشیعر والتم بالتمر والملح بالملح مثلاً" بمثل بد ابید فمن زاد وافذاد فقد اربی الاخذ والمعطی فیہ سواء

کہ سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے لین دین برابر برابر ہے تو جس نے کمی بیشی کی وہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں برابر کا شریک ہے لیکن کمی بیشی اور ادھار بیچنے کا حصر ان چھ چیزوں میں ہی نہیں بلکہ ہر کیلی اور موزونی چیز میں ادھار اور کمی بیشی سے فروخت کرنا سود ہے۔

بہرحال قرآن پاک میں جس سود کو حرام قطعی قرار دیا یہ وہی ہے جو آج کل بنکوں میں مروجہ ہے اور اس کی حرمت کے بارے میں متعدد قرآنی آیات ہیں۔

الذین یاکلو الربوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الرابوا واحل اللہ البیع وحرم الرابوا فمن جاء موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ماسلف وامرہ الی اللہ ومن عاد فاولئک اصحب النار ہم فیھا خللون۔ (البقرہ آیت ۲۷۵)

ترجمہ۔ وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو کیونکہ انہوں نے یہ کہا کہ بیع بھی سود ہی جیسی ہے اور اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا تو جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی تو وہ رک گیا تو وہ جو پہلے لے چکا وہ اس کے لئے حلال ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے تو (حرمت سود کے بعد) جو اب پھر سودی کاروبار کرے گا تو اسے لوگ دوزخی ہیں جو مدتوں اس میں رہیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد بالا سے چند چیزیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ سود لین دین کرنے والے کو عذاب دیا جائے گا اس میں ایک یہ بھی ہے کہ اسے ذلیل و رسوا کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے اس طرح کھڑا کیا جائے گا۔ جیسے کوئی دیوانہ' پاگل اور مخبوط الحواس کھڑا ہوتا ہے کیونکہ جیسے مخبوط الحواس ناشائستہ حرکات کرتا ہے اور اسے ماں' بہن اور بیٹی حرام و حلال' جائز و ناجائز کی کوئی تمیز نہیں ہوتی اسی طرح سودی لین دین کرنے والے بھی کو حرام و حلال میں کوئی تمیز نہیں ہوتی اور وہ صرف ذاتی مفاد اور ہوس زر وحصول' مال و دولت کی فکر میں مگن رہتا ہے۔

اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ مشرکوں اور سودی لین دین کرنے والوں کا یہ نظریہ غلط ہے کہ سود اور بیع میں فرق نہیں اور یہ دونوں ایک چیز کے دو نام ہیں کیونکہ سود اور بیع کو برابر اور مساوی قرار دینا اس لئے غلط ہے کہ بیع تو مال کے بدلے میں کی خریدوفروخت رضامندی سے ہوتی ہے اور سودی کاروبار میں صرف ایک طرف مال ہوتا ہے اور سود پر رقم دینے والا بلامعاوضہ مال حاصل کر رہا ہے کیونکہ عرب میں مروج سود یہ تھا کہ کسی کو کچھ رقم دیکر کچھ مدت کے بعد مقروض سے مقررہ کردہ زیادہ رقم وصول کرتا اور تیسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ حرمت سود کے بعد سودی کاروبار کرنے والا عرصہ دراز تک جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا اور اگر مسلمان سے سودی لین دین جائز سمجھا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر ہمیشہ کا ایندھن بنا رہے گا۔

۲- **تمحق اللہ الربوا ویربی الصدقت واللہ لا یحب کل کفار اثیم۔ (البقرہ پ۳)**

ترجمہ۔ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا گنہگار۔

ارشاد ربانی سے بھی چند چیزیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ سود کو تباہ و برباد کرتا ہے کیونکہ سودی کاروبار میں نہ ثواب ہے نہ برکت' نہ انسانی ہمدردی کا جذبہ اور نہ ہی جذبہ خدمت خلق۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو سودی کا صدقہ قبول کرتا ہے نہ حج نہ جہاد نہ ہی صلہ رحمی اور کوئی نیکی سودی لین دین کرنے والے کی جب کوئی نیکی قابل قبول نہیں تو یہی سود اور سودی لین دین کرنے والے کی تباہی و بربادی ہے اور دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اللہ رب العزت صدقات کو بڑھاتا ہے کیونکہ صدقات دینے سے برکت بھی حاصل ہوتی اور ثواب بھی اور صدقہ دینے والے سے رب بھی راضی ہوتا ہے اور لوگ بھی اور

خیرات و صدقات سے مصیبتیں بھی ٹل جاتی ہیں۔ گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بڑھتے
اور یہی خیرات و صدقات کا بڑھنا ہے اور تیری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ سودی لین دین کر
والا بہت ناشکرا اور بہت گنہگار ہے اور جو بدکار وسیاہ کار ہوتا ہے وہ اللہ تعالی کا پسندیدہ نہیں
سکتا اسی لئے سودی لین دین کرنے والا بھی اللہ تعالی کو ناپسند اور برا لگتا ہے تو اس سے معلو
ہوا کہ سود خور کی ظاہری راحت و آرام سازوسامان، مال و دولت کارخانے فیکٹریاں زمین جائی
کی اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خس و خاشاک اور غلاظت
ڈھیر ہیں اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہو سلم کے نزدیک ان کی ذرا بھر کوئی حیثی
نہیں۔

۴۳۔ یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مومنین۔ فان لم تفعلو
فاذنوا بحرب من اللہ ورسول۔ البقرہ بت ۲۷۸۔ ۲۷۹

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بقیہ سود چھوڑ دو اگر تم مسلمان ہو تو اگر ایسا نہ کرو
اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی کا یقین کرلو۔

ان دونوں آیات کا شان نزول یہ ہے کہ عرب کے دو قبیلوں بنو ثقیف اور بنو مغیرہ کا آ
میں سودی لین دین تھا بنو ثقیف تو سودی کاروبار میں بڑی مہارت رکھتے تھے انہوں نے ہی تو
تھا کہ بیع اور سود ایک چیز ہیں ان میں کوئی فرق نہیں جب یہ دونوں قبیلے مسلمان ہو گئے تو ان
نے سودی لین دین بھی چھوڑ دیا۔ لیکن ثقیف کے کفر کے زمانے کی سود کی بہت بڑی رقم بنو
کے ذمہ واجب الادا تھی تو انہوں نے بنو مغیرہ سے کفر کے زمانے کے سودی رقم کا مطالبہ ک
اللہ تعالی نے ان آیات کو اتار دیا اور یہ بتایا کہ کفر کے زمانے کے بقیہ سود کو بھی چھوڑ د
ایسے ہی دیگر صحابہ کرام ؓ کی ایک دوسرے کے ذمہ کفر کے زمانے کی جو سودی بھاری رقوم
انہیں بھی چھوڑنے کا حکم دے دیا گیا تو ان نفوس قدسیہ نے اپنے ماضی کی سود کی رقوم وصو
کیں۔

تو ان ارشادات ربانیہ سے یہ معلوم ہوا کہ مومن تو درحقیقت وہ ہیں کہ جنہوں
تعالی سے ڈر کر ماضی اور کفر کا سود بھی چھوڑ دیا لہذا اس کے بعد تو کسی صورت میں بھی
کاروبار نہیں کریں گے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سودی کاروبار کرنے والے جہنمی او

ہیں نیز ان ارشادات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حرمت سود کا حکم نازل ہونے کے بعد اور بقیہ سود وصول کرنے سے ممانعت کے بعد جو لوگ سودی لین دین کریں تو درحقیقت وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہی نہیں بلکہ وہ ان کے باغی اور دشمن ہیں۔ یاد رہے کہ اسلام میں کافروں، باغیوں اور سودخوروں سے لڑنے کا حکم ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کفرو بغاوت کے علاوہ سود خوری اور سودی لین دین بہت بڑا اور ناقابل معافی جرم ہے۔

۵- **یاایھاالذین امنوا لاتاکلوا الربوا اضعافا مضعفتہ واتقو اللہ لعلکم تفلحون۔** (العمران آیت ۱۳۰)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! دوگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں مکمل کامیابی حاصل ہو۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عرب میں دور جاہلیت میں سود خوری کا عام طور پر یہ طریقہ مروج تھا کہ ایک معین مدت تک ادھار سود پر دیا جاتا اور جب وہ مدت پوری ہو جاتی اور قرض دار وقت معین پر رقم ادا نہ کر سکتا تو اسے سود میں مزید اضافہ کر کے مزید مہلت دی جاتی اور اگر پھر بھی دوسری مقرر کردہ مدت میں قرضدار ادائیگی نہ کر سکتا تو پھر سودی رقم میں مزید اضافہ کر کے مزید مہلت دی جاتی تو اللہ تعالی نے سود کی اس بد سے بدترین قسم کی مذمت کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس سے روک دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ سود تو ویسے بھی حرام و ناجائز ہے اور دوگنا چوگنا سود حرام درحرام ہے۔ نیز اس ارشاد باری تعالی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو خدا خوفی کرتے ہوئے اور اللہ تعالی سے ڈرتے ہوئے سودی لین دین چھوڑ دیگا تو اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اسے مکمل طور پر فلاح و کامیابی سے بھی ہمکنار کر دے گا۔

۷- **فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبت احلت لھم وبصدھم عن سبیل اللہ کثیرا ہ واخذ ھم الربوا وقد نھوا عنہ واکلھم اموال الناس بالباطل واعتدنا للکفرین عذابا الیما۔** (سورہ النساء آیت ۱۶۰-۱۶۱)

ترجمہ۔ تو یہودیوں کے بڑے ظلم کی وجہ سے ہم نے بعض وہ پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور اس لئے کہ انہوں نے بہت لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لئے

دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے ان میں سے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور ان آیات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہود کے جرائم گناہوں اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے بہت سی حلال اور پاکیزہ چیزیں بطور سزا حرام قرار دے کر انہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے محروم کیا گیا۔ پہلا جرم یہ بتایا گیا ہے کہ وہ خود گمراہ اور اللہ تعالیٰ کے باغی و نافرمان ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اور دوسرا جرم یہ بتایا کہ یہ لوگ سودی لین دین کرتے تھے حالانکہ سود خوری اور سودی لین دین ان کے لئے حرام قرار دیا گیا تھا۔

اس ارشاد ربانی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سودی لین دین بنی اسرائیل کے لئے بھی ناجائز ممنوع اور حرام تھا اور یہود کو عذاب میں مبتلا کرنے اور دیگر سزائیں دینے کا ایک سبب سودی لین دین بھی تھا اسی لئے ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قہروغضب میں ہونے والی قوم کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ان میں سودی کاروبار کا رواج ہوتا ہے تو موجودہ دور میں امت مسلمہ پر کئے جانے والے ظلم اور آئے دن مصائب و آلام اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کی وجوہات میں سے ایک وجہ مسلمانوں میں سودی کاروبار کا رواج بھی ہے اگر امت مسلمہ آج بھی احکام خداوندی پر عمل پیرا ہو کر سودی کاروبار کی لعنت کو ختم کر دیں تو پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ انشاء اللہ ان کے ظلم و ستم اور مصائب و آلام میں کافی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔

۸۔ **وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عنداللہ وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون۔** (سورۃ الروم پ ۲۱: آیت ۳۹)

ترجمہ۔ اور تم جو چیز زیادہ (مال) لینے کے لئے دھوکہ دینے والے لوگوں کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھے گا اور اللہ کی رضا جوئی کے لئے جو تم خیرات دو تو وہی لوگ اللہ کے نزدیک (اپنے مال) بڑھانے والے ہیں --- بعض مفسرین نے آیتہ مذکورہ کو سود پر محمول کیا ہے اور بعض نے ایسے تحائف پر محمول کیا ہے کہ دینے والے کو اس سے زائد ملیں۔

بہرحال اگر آیتہ مذکورہ کو سود پر معمول نہ بھی کیا جائے تب بھی سات آیات مبارکہ سود کی حرمت و ممانعت اور مذمت پر صراحتاً دال ہیں مگر افسوس صد افسوس کہ یہ آیات موجودہ حکمرانوں، ان کے ووٹروں سپورٹروں اور ان کے ہمنوا علماء سود کی نظر سے نہیں گزرتیں اور پارٹی

بازی اور پارٹی نوازی کی وجہ سے ان کی عقلیں زائل اور آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔

ان آیات کے بعد اب حرمت سود کے بارے میں چند احادیث مشت از خروارے ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ حضرت سمرہ بن جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

رایت اللیلتہ رجلین ایتانی فاخرجانی الی ارض مقلستہ فانطلقنا حتی اتینا علی فهرمن دم فیہ رجل قائم وعلی وسط النهر رجل بین یدیہ حجارۃ فاقبل ارجل الذی فی النهر فاذا ارادالرجل ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فردہ حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیہ بحجر فیرجع کماکان فقلت من هذا فقال الذی رایتہ فی النهر اکل الربوا۔ (بخاری ۲۰/۱، ۲۸۰)

ترجمہ۔ میں نے آج رات خواب میں دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس کی طرف لے گئے ہم چلتے رہے حتی کہ خون کی نہر پر پہنچ گئے جس میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے درمیان ایک اور آدمی تھا جس کے پاس پتھر رکھے ہوئے تھے تو جو آدمی نہر میں کھڑا تھا جب وہ نہر سے نکلنے کے ارادہ سے آگے بڑھتا تو دوسرا اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس اسی جگہ لوٹا دیتا۔ تو جب کبھی وہ نہر سے نکلنے کے لئے آتا تو دوسرا اس کے منہ پر مارتا تو وہ اسی جگہ واپس لوٹ جاتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے تو مجھے کہا کہ جس کو آپ نہر میں پتھر کھاتے دیکھ رہے ہیں یہ سود خور ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب بھی چونکہ وحی ہوتا ہے لہٰذا مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ سود خور سخت ترین سزا کا مستحق ہے اور سخت ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

نیز بیہقی شریف کے حوالے سے متعدد کتب میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی منقول ہے کہ سود کے ستر درجے اور جز ہیں سب سے کم درجہ اور جز زنا اور بدکاری کے برابر ہے اور قرآن پاک اور احادیث نبویہ میں زنا کی بڑی مذمت ہے اور زانی کے لئے رجم اور کوڑوں کی سزا مقرر ہے جسے شرعاً" حد کہا جاتا ہے اور قرآن پاک و احادیث نبویہ میں فواحش فحش کا زیادہ تر استعمال زنا میں ہوتا ہے نیز ایک اور ارشاد نبوی میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو سود سے حاصل کردہ ایک درھم کا گناہ باوجود اس کے مسلمان ہونے کے تیتیس (۳۳) مرتبہ زنا کرنے

سے بڑا اور بد تر ہے۔

نیز آپ ہی سے موقوفا" مروی ہے کہ (سودی لین کے) بہتر (۷۲) گناہ ہوتے اور ان کا سب سے چھوٹا گناہ کسی مسلمان کا اپنی والدہ کے ساتھ زنا کرنے کے گناہ کے برابر ہے اور سود سے حاصل کردہ ایک درہم کا گناہ تینتیس (۳۳) مرتبہ زنا کرنے سے بد تر ہے اور قیامت کے دن ہر نیک و بد کو سیدھا کھڑا ہونے کی اجازت ہو گی مگر سود خور کو سیدھا کھڑا ہونے کی اجازت نہیں ہو گی بلکہ (قیامت کے دن) اس طرح کھڑا ہو گا جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر خبطی اور مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔

مذکورہ بالا ارشادات نبویہ اور روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ سود خور سخت ترین سزا کا مستحق ہے اور سودی لین دین کے بہتر (۷۲) گناہ ہیں اور سب سے کم درجہ کا گناہ اپنی والدہ سے زنا کرنے کے برابر ہے اور سود سے حاصل کردہ ایک درھم ۳۳ مرتبہ زنا کرنے سے بھی بد تر اور برا ہے لہٰذا ان واضح ارشادات اور ہدایات کے باوجود سودی کاروبار جاری رکھنا یا باقی رکھنے پر اصرار کرنا یا اس کی حمایت کرنا یا سودی کاروبار کرنے والے کی ہاں میں ہاں ملانا یا خاموش تماشائی بنے رہنا تحریرا" تقریرا" قولا" فعلا" یا کسی اور طریقے سے سود خوروں کی مخالفت نہ کرنا بہت بڑا گناہ، قومی المیہ اور اسلام کی اعلانیہ تضحیک و توہین ہے اور ملت اسلامیہ کی ذلت و رسوائی کے اسباب میں سے ایک سودی لین دین بھی ہے اور آخرت میں تو سودی لین دین کرنے والوں کی توہین و تذلیل کرتے ہوئے انہیں ایسی عبرت ناک سزا دی جائے گی کہ انہیں لوگوں کے سامنے جنوبی اور پاگل بنا کر پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بوسیلہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ التحیتہ والتسلیم اس حرام کاروبار سے بچاتے ہوئے اسلام کے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق و عنایت فرمائے، اسی میں ہماری دنیوی و اخروی کامیابی ہے۔

قرآن کو دلچسپی کیساتھ پڑھو اور اسمیں تدبر کرو فلاح پاؤگے (الحدیث)

قرآن ناطق کی عظمت و حقانیت

پر ایک مختصر انٹرویو

محمد اقبال طاہری

قرآن حکیم جو حکمت و دانائی اور لازوال سچائیوں سے بھرپور دنیا کا عظیم ترین صحیفہ ہے۔ یہ ایک زندہ جاوید بولنے والی کتاب ہے اس کے عجائبات نہ کبھی ختم ہوئے اور کبھی ہو سکیں گے خواہ دنیا کتنی ہی ترقی کرے۔ یہ واحد کتاب ہے جو ہر دور کے ہر قسم کے ذہن کو مطمئن کرنے اور ان کے تمام سوالات کے جوابات اور شک و شبہات کو دور کرنے کے لئے معارف و دلائل پوری طرح بیان کرتی ہے۔ جس کی بنا پر کسی کو یہ مجال نہیں رہتی کہ اس کے کتاب الٰہی ہونے کا انکار کرے۔ سوائے کسی مقلد جامد کے۔ اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ اس میں تمام گزشتہ اور آنے والے زمانوں کی رعایت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یعنی جس دور میں فصاحت و بلاغت و فسلفہ و عقلیات منطق کا زور رہا ان سب کو اسی انداز سے قرآن مجید نے جوابات عنایت کئے۔ اور موجودہ دور میں سائنسی ترقی نے لوگوں کو متحیر کر دیا ہے۔ اور ہر بات سائنس کی عینک سے دیکھنے کا رجحان ہے۔ تو قرآن عظیم ان جدید ذہن رکھنے والوں کو بھی مطمئن کرنے کے لئے اپنے علم کے سمندر میں ہر قسم کا تریاق رکھتا ہے۔ یعنی یہ ایک ایسا علم کا بے کنار سمندر ہے جس میں جتنا زیادہ غور کیا جائے اتنی ہی شدت کے ساتھ انسانی اذہان کے تمام شک و شبہات و سوالات کے جوابات ملتے ہیں اور کائنات کی تمام مخلوقات کے عجیب و غریب اسرار و معارف و حقائق ملتے ہیں

جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ قیامت تک آنے والی نوع انسانی کے لئے ہدایت و رہنمائی ہے اور زندگی کے تمام شعبوں اور ہر دور کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ اس قرآن ناطق کا اعجاز و کمال ہے کہ ہر سوال اور سوال کے ہر پہلو کے متعلق صرف آیتوں سے ایسے برجستہ و برمحل، مناسب، معقول و مدلل، مسکت جوابات عنایت کرتا ہے کہ انسانی علم و قیاس عقل و تجربہ دنگ رہ جاتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا کہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آج ہی ہر سوال کے جواب میں یکے بعد دیگرے آیتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ جس سے نہ صرف قرآن حکیم کے کتاب ناطق (بولنے والی کتاب) اور کلام برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے بلکہ قرآنی تعلیمات و نظریات کی معجزانہ ہمہ گیری اور اس کے مکمل و دائمی حیات انسانی کے لئے ہدایت نامہ ہونے کا اقرار ہونے پر دنیا کے ہر حق پرست و انصاف پسند انسان کو مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اس طرح حق و باطل، کھرے و کھوٹے کی تمیز و اندازہ اور دین اسلام کے بارے میں اپنوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ اور غیروں کے اعتراضات کا دفعیہ ہو جاتا ہے۔

روزمرہ زندگی میں ہم جس وقت یعنی تلاوت قرآن پاک کرتے ہیں۔ اس کا مقصود محض ثواب کا حصول ہوتا ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ ہمارا اس معاملہ میں ورتل القرآن ترتیلا۔ کے خلاف معمول ہے۔ اگر قرآن حکیم کی ان آیات کو ٹھہر ٹھہر کر رک رک کر خالی الذہن اور یکسو خیال ہو کر آہستہ آہستہ بہ اطمینان قلب غور و فکر کر کے ترجمہ و مفہوم کے ساتھ پڑھیں تو ہم پر ایسے ایسے حقائق و معارف اور عجائبات قرآن کا انکشاف ہو گا کہ ہماری عقلیں متعجب و حیران رہ جائیں گیں اور ہم وہ قرآنی فیوض و برکات حاصل کر سکیں گے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور اس قرآنی آئینے میں ہم اپنی نیتوں کے اخلاص کو اور اپنی دینداری کی حقیقی تصویر کو دیکھ کر اس میزان حق میں اپنے عقائد و دینی و دنیوی اعمال و افعال کو اور اپنے ایمان کی صداقت کو اس سچائی کی کسوٹی پر تول اور پرکھ کر اپنے لوگوں کی اصلاح کی فکر کریں گے۔ اور قرآنی احکامات و تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے۔

قرآن حکیم اتنی عظیم ترین کتاب ہونے کے باوجود اس وقت دنیا کی مظلوم ترین کتاب ہے۔ کیونکہ اپنوں کی ناقدری کے باعث اس کے لعل و جواہر کو مٹی و پتھر کے کنکر سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ وہ کتاب کہ ہر دور میں اہل اسلام کو زندگی کے حقائق سمجھانے کے لئے نازل کی گئی

تھی اس کو ریشمی غلافوں میں لپیٹ کر طاقوں کی زینت بنا کر غیروں سے نظریات کی بھیک مانگی جا رہی ہے۔ اس کو انسانی زندگی کا سب سے بڑا المیہ اور مسلمانوں کی حرمان نصیبی نہ کہا جائے تو پھر کیا کہا جائے۔

قیامت کا ہولناک منظر ہو گا اور نفسی نفسی کا بازار گرم ہو گا اور نام و نسب و حسب و دنیا کے مال و دولت کے گھمنڈ و زعم سے بے باک نافرمان وبدعمل قوم کے خلاف بارگاہ رب العزت میں محبوب رب العالمین رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فریادی ہوں گے۔ **وقال الرسول یرب ان قومی اتخذوا ھذاالقرن مھجورا** (۲۵/۳۰) اور (قیامت کے دن) رسولؐ عرض کریں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا اور اس پر عمل نہ کیا۔ یعنی جنہوں نے قرآن کو پڑھنے سمجھنے غورو فکر و عمل کرنے کے لحاظ سے چھوڑ رکھا تھا۔ آہ افسوس وہ کس قدر مایوسی و حرمان نصیبی کا سماں ہو گا۔ قرآن اور اس کی تعلیمات کو چھوڑنے کی وجہ سے آج مسلم قوم ترقی و عروج کی جگہ پستی و زوال کی طرف بڑھ گئی ہے۔ وحدت و اخوت کی جگہ منافرت و مخالفت، اتحادو اتفاق کی جگہ افتراق و انتشار نے لے لی ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں جس طرح دنیا ترقی کر رہی ہے۔ مسلمان اس کے برعکس تاریکی و جہالت کی طرف رواں دواں ہیں۔ یہود و نصاریٰ و ہنود کی تقلید میں بے حیائی و فحاشی کو اپنا رہے ہیں۔ جھوٹ، دھوکہ دہی، منافقت، حرام کاری اور بے شما ناجائز دھندوں کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے بغض و حسد، غرور و تکبر و ریاکاری میں مبتلا ہیں۔ رسم و رواج اکثر جاہلانہ ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر کسی اہل درد نے کہا۔ چھوڑ کر قرآن کو مسلم حق سے بیگانہ ہوا۔ آپ بھی رسوا ہوا دین کو بھی رسوا کیا۔

آیئے ہم عہد کریں اور اپنی اس حالت کو بدلیں اور قرآن میں غور و فکر کر کے اس کے احکامات و تعلیمات پر عمل کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل دوبارہ ویسے ہی ہو جائے جیسے ہمارے اسلاف پر تھی۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اب ہم آپ کے سامنے قرآن کی عظمت و حقانیت پر قرآن ناطق سے سوالاً" جواباً" ایک مختصر انٹرویو پیش کرتے ہیں سوالات کے جوابات صرف قرآنی آیات سے دیئے جائیں گے۔ اگر اللہ

تبارک و تعالی نے توفیق دی تو آئندہ بھی مختلف موضوعات پر زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق قران سے انٹرویو کی صورت میں سوالات و جوابات پیش کرتے رہیں گے۔ نوٹ! سورتوں کے نمبر اوپر دیئے گئے ہیں اور آیات کے نیچے۔

سوال: آپ کا اسم گرامی

جواب: قرآن مجید ۸۵/۲۱ قرآن مجید کلم اللہ (۴۸/۱۵)۔ اللہ کا کلام

سوال: کیسی کتاب ہے۔

جواب: لاریب فیہ (۲/۱) جو شبہ سے بالا تر ہے۔ صرف یہی ایک آسمانی کتاب ایسی ہے جو اپنے نازل ہونے سے لے کر آج تک ہر طرح کی کمی و بیشی، ردو بدل اور تحریف و تنسیخ سے محفوظ ہے اور قیامت تک رہے گی۔ یہ دعویٰ آج تک کوئی ارضی و سماوی کتاب یا اس کا مصنف نہیں کر سکتا جو قرآن عظیم نے کیا۔

سوال: آپ بذات خود تشریف لائے ہیں یا کسی نے آپ کو بھیجا ہے۔

جواب: تنزیل من رب العلمین (۸۰ تا ۵۶) اس نے اتارا جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ تنزیل من حکیم حمید۔ (۴۱/۴۲) یہ اس حکمت والے کی طرف سے اتارا ہوا ہے جو سب خوبیوں کا مالک ہے۔ ٠ تنزیل من الرحمٰن الرحیم۔ (۴۱/۲) یہ اترا ہے بڑے رحم والے مہربان کی طرف سے تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم۔ (۴۰/۲) یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتری ہے جو نہایت عزت والا اور علم والا ہے۔ وانک لتلقی القرن من الدن حکیم علیم (۲۷/۶) اور بے شک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے۔

سوال: آپ دنیا مین تشریف لانے سے پہلے کہاں تھے۔

جواب: فی لوح محفوظ (۸۵/۲۲) لوح محفوظ میں۔

سوال: آپکب تشریف لائے ہیں۔

جواب: شھو رمضان الذی انزل فیہ القرآن -۲/۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

سوال: رمضان کے مہینے میں کس وقت تشریف لائے۔

جواب: اناانزلناہ فی لیلہ مبرکہ (۴۴/۳) بے شک ہم نے اس قرآن کو برکت والی رات

اتارا۔

سوال: وہ برکت والی رات کون سی ہے۔ **انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ (۹۷/۱) بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں نازل فرمایا۔**

سوال: کیا آپ ایک ہی وقت میں تشریف لائے تھے یا موقع بموقعہ بستہ بستہ نازل کیا گیا۔

جواب: انانحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا (۷۶/۲۳) بے شک (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم پر قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا۔

سوال: کیا آپ اب تک چودہ سو سال سے زیادہ ہو گئے اور بعد میں قیامت تک ہر قسم کے تغیر و تبدل اور حذف و ترمیم سے بالکل محفوظ رہے اور رہو گے۔

جواب: **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون (۱۵/۹)** بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور وہی اس کا محافظ ہے۔ تو کون ہے جو اس کو ختم کر سکے یا نقصان یا اس میں نقص پیدا کر سکے۔

سوال: آپ کا دعویٰ ہے کہ اپنے نازل ہونے سے اب تک محفوظ ہوں اور قیامت تک رہوں گا۔ تو آپ بتایئے کہ کس کس طریقے سے آپ کی حفاظت کی گئی ہے کہ اب تک بالکل محفوظ ہو۔

جواب: **سنقرئک فلاتنسیٰ۔ (۸۷/۵۶)** ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہیں بھولو گے۔ **لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ و قرانہ ثم ان علینا بیانہ۔ (۱۶-۱۷-۱۸/۷۵)** تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر اس کی باریکیوں کا ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ **بل ھو ایت بینت فی صدور الذین اوتوالعلم۔ (۲۹/۴۹)** بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا (یعنی حافظ قرآن)۔ قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے اور دنیا کی تمام کتابوں میں اس کی وہ عظمت ہے جس کے حافظ اور پڑھنے والے دنیا میں سب سے زیادہ ہیں۔ سب سے پہلے حافظ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر صحابہ کرامؓ تھے ان کے بعد سے اب تک بے شمار حافظ قرآن ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ یہ ایسی آسان کتاب ہے کہ دنیا کے کوئی بھی زبان بولنے والا اسے آسانی سے یاد کر سکتا ہے یہ ایک ایسا اعجاز ہے جو دنیا کی کسی بھی کتاب کو حاصل نہیں

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وہ انتظام کر دیا کہ لکھے ہوئے اگر ختم بھی کر دیئے جائیں تو سینوں میں محفوظ ہے۔ قیامت تک سینہ بہ سینہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔ **ولقد یسرنا القرن للذکر فهل من مد کر۔** (۲۲-۱۷/۵۴) اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

سوال: کیا آپ کی حفاظت کتابی صورت میں بھی آج تک موجود ہے یا نہیں۔ کیا نازل ہونے ہی سے لکھے ہوئے ہو یا بعد میں مرتب ہوئے۔

جواب: **رسول من اللہ یتلوا صحفا مطهرة فیها کتب قیمه** (۲-۳ ۹۸) اللہ کا رسول ان پر پاک صحیفے پڑھتا ہے اس میں صحیح باتیں لکھی ہیں۔ **کلا انها تذکره فمن شاء ذکره۔ فی صحف مکرمه۔ مرفوعه مطهره۔ بایدی سفرة۔ کرام بررة** (۱۱-۱۶/۸۰) یہ سمجھنا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں بلندی والے پاکی والے۔ ایسوں کے ہاتھوں لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے۔ **والطور۔ وکتب مسطور۔ فی رق منشو۔** (۱-۲-۳/۵۲) شہادت ہے طور کی اور سطروار لکھی ہوئی کتاب کی پھیلی ہوئی باریک جھلی پر۔ **انه لقرن کریم فی کتاب مکنون۔ لایمسه الا المطهرون۔** (۷۷-۸۹/۵۶) یہ بڑے رتبہ کا قرآن ہے جو کتاب محفوظ میں لکھا ہے اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اپنے نازل ہونے پر کتابی صورت میں لکھا جاتا تھا۔ اور آج تک لکھا ہوا ہے اور احادیث مبارکہ سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ جب بھی وحی آتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاتبان وحی کو وہ لکھوا دیتے تھے۔ اس طرح آپ نے اپنی زندگی ہی میں تمام قرآن کی کتابت اور تمام آیات، و سورتوں کی جمع و ترتیب فرمائی اور اسی ترتیب کے تحت آج بھی بغیر فرق کے پوری دنیا میں قرآن مجید کتابی صورت میں موجود ہے۔ یہ صرف قرآن کا مرتبہ و اعجاز ہے کہ وہی صرف اپنی اصلی زبان میں کتابی صورت میں محفوظ و موجود ہے۔ جبکہ باقی تمام سابقہ الہامی کتابیں جو بعد کی غیر نبی کی تصنیف شدہ ہیں۔ بے شمار تحریفات و اختلافات سے بھری ہوئی ہیں اور ایک بھی نسخہ اپنی اپنی اصلی زبان و حالت میں دنیا میں موجود نہیں جبکہ قرآن کی تعداد بے شمار ہے۔

سوال: آپ پر اعتراض ہے کہ آپ کو کسی انسان و جن یا فرشتہ نے بنایا ہے اور اس میں بہت اختلافات ہیں مہربانی فرما کر اپنے کو اختلافات سے پاک ہونے اور اللہ کی طرف سے ہی نازل

ہونے کے ثبوت بیان فرمائیں۔

جواب: **وما کان ھذا القرن ان یفتری من دون اللہ (۱۰/۳۷)** اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے۔ **لاریب فیہ من رب العلمین (۱۰/۳۷)** اس میں شک نہیں یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ **افلا یتدبرون القرن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا" کثیرا (۴/۸۲)**۔ یا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ دیگر الہامی کتابیں جو موجود ہیں ان میں اسی وجہ سے اختلاف ہیں کہ وہ غیر کی تصنیف ہیں۔ اور قرآن مجید اپنے اندر اختلافات کا قطعی انکار کر رہا ہے اور موجودہ باہمی اختلافات کا قرآن جواب دہ نہیں ہے کیونکہ یہ سارے اختلافات اہل اختلاف کے خیال و قیاس' دل و دماغ کا فتور' علم و فہم کا نقص' عقل و بصیرت کا قصور' ضد و نفسانیت کا نتیجہ ہیں۔ قرآن اس بات کو اپنے کلام خدا ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے کہ اور کتابوں کی طرح اس میں اختلاف نہیں ہے۔ جیسے خدا خود ہر نقص سے پاک ہے اور جیسے اس کارخانہ جہان کی کسی چیز میں بے اصولی بے قائدگی یا بد نظمی نہیں ہے اسی طرح اس کا کلام بھی ہر نقص کمی بیشی۔ اختلاف و تحریف سے پاک و منزہ ہے۔ اور قرآن اپنی حقانیت کے بارے میں دنیا کے تمام اور قیامت تک آنے والو منکروں سے یوں رطب اللسان ہے۔

قل فاتوا بکتب من عنداللہ ھو اھد منھما۔ (۲۸/۴۹)۔ آپؐ فرما دیں (اگر منکر و سچے ہو تو) خدا کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو اس قرآن سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو۔ **قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یا توا بمثل ھذا القرن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (۱۷/۸۸)** آپ فرما دیں کہ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل ہرگز نہ لا سکیں گے۔ چاہے ان میں ایک دوسرے کا مددگار بن جائے۔ **ام یقولون افترىہ۔ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریت وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صدقین۔ (۱۱/۱۳)**۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل سے گھڑ لیا ہے آپؐ فرما دیں کہ تم بھی ایسی ہی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بھی تم بلا سکتے ہو سب کو بلالو اگر تم سچے ہو۔ **وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدائکم من دون اللہ ان کنتم صدقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی**

وقودھا الناس والحجارۃ۔ اعدت للکفرین۔ (۲۳-۲۴/۲) اور اگر تمہیں کوئی شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اتارا یعنی (قرآن مجید) تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔ پس تم نہیں لا سکو گے اور ہرگز نہیں لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو انکار کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ ام یقولون تقولہ بل لا یومنون۔ فلیا توا بحدیث مثلہ ان کانوا صدقین۔ (۳۴/۵۲) یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات (یعنی بت) تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایتہ۔ انہ لایفلح المجرمون۔ (۱۰/۱۷) تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ بولے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے یقیناً" وہ مجرموں کو کامیاب نہیں کرتا۔ ولقد انزلنا الیک ایت بینت وما یکفر بھا الا الفسقون۔(۲/۹۹) اور ہم نے آپ کی طرف روشن آیتیں اتاریں (یعنی معجزات) ان کے منکر نہ ہوں گے سوائے فاسق لوگوں کے۔

سبحان اللہ قرآن مجید اپنی حقانیت کے ثبوت میں اپنے نزول کے زمانے ہی سے منکرین کو چیلنج کرتا ہے اور تمام عرب کے تمام فصحا و بلغا تمام اہل زبان شاعروں، ادیبوں، یہودیوں، نصرانیوں اور خصوصاً" ساری دنیا کے قیامت تک آنے والے مخالفین اسلام کو ہمیشہ کے لئے چیلنج کیا ہے کہ اس جیسی کوئی کتاب لے آؤ اگر کتاب نہیں تو ایک سورت اگر ایک سورت بھی لانے سے عاجز ہو تو ایک آیت ہی لے آؤ اس چیلنج کو چودہ سو سال سے زیادہ گزر گئے مگر آج تک کسی مخالف کو اس کی ایک بھی آیت کی مثل لانے کی ہمت و جرات نہ ہو سکی۔ اس سے بڑا اور کون سا قرآن کے من جانب اللہ ہونے اور اسکی حقانیت پر ثبوت ہو سکتا ہے۔ قرآن اس اعتراض کا بھی واضح جواب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نشانی یعنی معجزہ نہیں دیا۔ وقالوا لولا انزل علیہ ایت من ربہ قل انما الایت عنداللہ وانما انا نذیر مبین۔ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم۔ (۱۹/۵۱)۔ او ربولے (کفار) کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے۔ آپ فرما دیں نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ اور کیا یہ ان کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار نشانیوں یعنی معجزوں مین ایک ایسا

زندہ جاوید معجزہ یعنی قرآن مجید عطا فرمایا ہے جس کی مثل نہیں ہے۔

سوال: آپ تیئیس سال میں مختلف جگہوں پر کبھی سورتوں اور کبھی آیات کی صورت میں نازل ہوئے اس کی وجہ کیا ہے ایک ہی بار کتابی صورت میں نازل ہو جاتے تو کیا تھا۔

جواب: **ولقد وصلنا لھم القول لعلھم یتذکرون۔** (۲۸/۵۱) اور ہم نے اس کلام (یعنی قرآن) کو ان لوگوں کے لئے وقتاً" فوقتاً" یکے بعد دیگرے بھیجا تاکہ یہ لوگ (بار بار تازہ بتازہ سننے سے) نصیحت مانیں۔ **وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القرن جملۃ واحدۃ۔ کذالک لنثبت بہ فوادک ورتلنہ ترتیلا۔** (۲۵/۳۲) اور کافر کہتے ہیں کہ اس ہی پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اتارا گیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ اس لئے اتارا گیا ہے کہ اس سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھیں اور اسی غرض سے ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔ **وقرنا فرقنہ لتقراہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا۔** (۱۷/۱۰۶) اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا کہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا ہے۔ یعنی آہستہ آسہتہ نازل کرنے کا مقصد تاکہ لوگ آسانی سے نصیحت حاصل کریں اور آسانی سے پڑھ اور یاد کر سکیں اسی لئے موقع بہ محل نازل ہوتا رہا۔ جس سے آہستہ آہستہ احکام الٰہی نافذ ہوتے گئے اور لوگوں کو علم و عمل کے حصول میں کسی بھی قسم کی دشواری نہ ہوئی۔

سوال: آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کی سورتیں اور آیات کیا ہیں۔

جواب: **وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورائی حجاب او یرسل رسول فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم۔** (۴۲/۵۱) اور کسی بشر کے لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے' سوائے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے اور وہ بہت بلند اور حکمت والا ہے۔

سوال: آپ کا نزول تین طریقوں سے ہوا یعنی الہام' پردے کے پیچھے سے یا فرشتہ لے کر آئے اب آپ بتائیے کہ انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لانے والا کون سا عظیم مرتبہ فرشتہ ہے۔

جواب: **فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ۔** (۲۶/۱۹۴) اسے روح الامین (جبریلؑ) لے کر اترا آپ کے دل پر۔ (یعنی جبریلؑ فرشتوں کا سردار)

سوال: الحمدللہ آپ نے نازل ہونے کے بارے میں بہت اعلیٰ جوابات دیئے اب بتائیے کہ آپ

پہلے نازل کس پر کیئے گیئے۔

جواب: الحمدللہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا۔ (۱۸/۱) تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے (خاص) بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی۔

سوال: اگر آپ خاص بندے کے علاوہ کسی بلندو مضبوط پہاڑ پر نازل ہو جاتے تو کیا ہوتا۔

جواب: لوانزلنا ھذا القرن علی جبل لرایتہ خاشعا" متصدعا من خشیہ اللہ۔ (۵۹/۲۱) اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

سوال: جن پر آپ نازل ہوئے ان کے بارے میں آپ کچھ بتائیں گے۔

جواب: ھذا کتبنا ینطق علیکم بالحق۔ (۴۵ / ۲۹) یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بتا دے گی۔

سوال: جس پر آپ نازل ہوئے وہ خاص و عظیم بندہ کون ہے اس کا نام مبارک کیا ہے۔

جواب: محمد (۳۶ / ۴۸) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ احمد (۶۱/۶) احمد صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: کیا آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات کے بارے میں چند اہم خصوصیات بیان کر سکتے ہیں۔

جواب: قد جاءکم من اللہ نور۔ (۱۵ / ۵) بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور۔ قل انما انا بشر مثلکم (۴۱/۶) آپ فرما دیں کہ نوع بشری میں میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی و ذاتی طور پر نور ہیں اور نور ہدایت لے کر ظاہری طور پر بشری صورت میں لوگوں کی رہبری کے لئے بھیجے گئے۔ اسی لئے آپ کی زندگی کو لوگوں کے لئے ایک عملی نمونہ بنا دیا کہ وہ دیکھ کر عمل کریں اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں۔ اسی لئے اللہ تعالی نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۔ (۲۱/ ۳۳) بے شک تمہارے لئے رسول اللہ میں (زندگی گزرانے کا) بہترین نمونہ ہے۔ رسول اللہ وخاتم النبین ۔ (۴۰/ ۳۳) اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں۔ وما ارسلنک الا کافہ للناس۔ (۲۸/ ۳۴) اور اے حبیب! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت کے ساتھ کہ تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمتہ للعلمین۔ (۲۱/۱۰۷) اور

نے آپؐ کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ **وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی۔** (۳۵/۳) اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر وہ وحی جو کی جاتی ہے۔ **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔** جس نے رسول کی فرمانبرداری کی بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔ **ورفعنا لک ذکرک۔** (۹۴/۴) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ **وانک لعلی خلق عظیم۔** (۶۸/۴) اور یقیناً" آپؐ کا اخلاق بہت بلند ہے۔ **ولسوف یعطیک ربک فترضی۔** (۹۳/۵) اور یقیناً" آپؐ کا رب وہ کچھ دے گا کہ آپ راضی ہو جاؤ گے۔ **انا اعطینا ک الکوثر۔** (۱۰۸/۱) ایسے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ **عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔** (۱۷/۷۹) قریب ہے تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔** (۵/۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی روحانی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

سوال: الحمد اللہ آپ نے اپنا مکمل تعارف اور جن پر نازل ہوئے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات و خصوصیات کو بھی اجمالا" بیان کر دیا۔ اب آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کیا کیا لے کر آئے یعنی آپ میں کیا کیا ہے تاکہ ہم آئندہ اللہ تعالیٰ حضور کی سیرت و کمالات، معجزات، انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کے مقاصد، آخرت و قیامت، جنت و دوزخ، ایمان و عقائد، علوم و عمل، عبادات و معاملات، اخلاق و آداب، ذکر و فکر، شرک و کفر، نفاق، حکومت و سیاسیات، معاشیات، قوانین، علوم و فنون، خزائن و معدنیات، سائنس، زمین و آسمان، تاریخ، قوموں کے عروج و زوال کی وجوہات، ماضی حال مستقبل، اور زندگی کے تمام شعبوں کائنات کے بارے میں اور دیگر مختلف قسم کے سوالات کریں گے کیا ہمیں ہر سوال کا جواب مل سکے گا۔

جواب: **ونزلنا علیک الکتب تبیانالکل شئی۔**

(۱۶/ ۸۹) اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ **وھو الذی انزل الیکم الکتب مفصلا"** ۔ (۶/۱۱۵) اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔ **مافرطنا فی الکتب من شئی۔** (۶/۳۸) ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں رکھی۔ **وتفصیل**

الکتاب لاریب فیہ من رب العلمین۔ ((۳۲/۱۰) اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل
ہے اس میں کچھ شک نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔ وکل شئی احصینہ فی امام مبین۔
(۳۶/۱۲) اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔ وکل صغیرہ وکبیر
مستطر۔ (۵۳/۵۴) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ ولا حبہ فی ظلمت الارض ولا رطب
ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ (۶/۵۹) اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھریوں میں اور نہ کوئی تر
اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔ وما من غائبہ فی السماء والارض الا فی کتاب
مبین۔ (۲۷/۲ ۷۵) اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں
ہیں۔ ولقد جئنھم بکتب فصلنہ علی علم۔ (۷/۵۲) اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب
لائے جسے ہم نے علم کی بنا پر کھول کھول کر بیان کر دیا۔

سوال: الحمدللہ اب ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ میں ہمارے یعنی انسانی اذہان کے تمام سوالات کے جوابات ہیں کیونکہ اللہ رب العزت نے آپ میں سب کچھ رکھ دیا۔ کیا جو کچھ آپ میں ہے اس کا علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہے یا نہیں۔

جواب: وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمتہ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ (۴/۱۱۳) اور اللہ نے تم پر کتاب و حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ الرحمان۔ علم القرن۔ خلق الانسان۔ علمہ البیان۔ (۱-۴/۵۵) رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا اور ان کو قرآن کا بیان سکھایا۔ ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید کو اللہ رب العزت نے خود اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھایا اور جو کچھ معلوم نہ تھا سب کچھ سکھا دیا۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالی نے اس کتاب مبین میں لکھا ہے ان سب کے اسرار و رموز اولین و آخرین کے علوم کے حقائق و معارف جو کچھ اس قرآن میں واضح مفصل بیان ہے ان سب کا آپ کو عالم اور مفسر بنا دیا۔

سوال: ہم آپ کی تلاوت کریں تو کس طرح شروع کریں۔

جواب: فاذا قرات القرن فاستعذ باللہ من الشین الرجیم۔ (۱۶/۹۸) تو جب تم قرن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

سوال: اللہ سے پناہ مانگنے کے بعد بھی کچھ پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

جواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (۲۷/۳۰) اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔

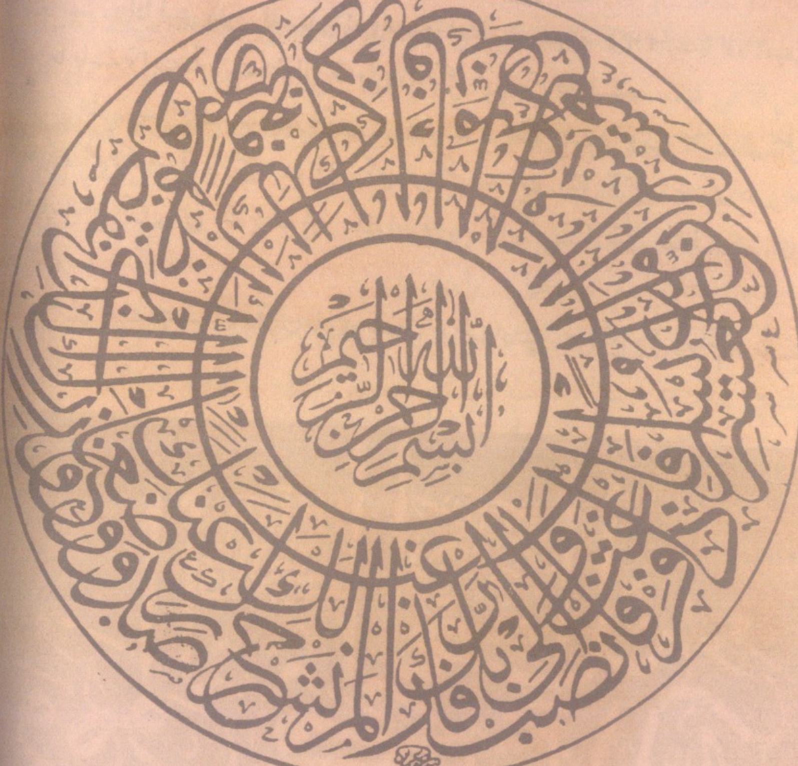
سوال: جب آپ کی تلاوت ہو رہی ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

جواب: واذا قری القرن فلستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ (۷/۲۰۴) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ رب العزت کے دربار اقدس میں دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و وسیلے سے ہمیں بھی اس علم کے سمندر یعنی قرآن سے کچھ حصہ عنایت فرمائے اور ہمیں اس کے پڑھنے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

یہی آرزو ہے کہ تعلیم قرآن عام ہو جائے۔ ہر اک اونچے سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے۔





لوحة رقم (٧٧) بقلم الثلث للشيخ عبد العزيز الرفاعي تحوي سورة (الانشراح) بشكل دائري. ويلاحظ في هذه اللوحة جمال الخط مع حسن التوزيع. وقد جاء حرف الباء من كلمة (فارغب) على هيئة دائرة، فكان منسجماً مع الشكل العام للوحة

۷۸۶
۹۲

حق و صداقت کی نشانی

وطنِ عزیز کے تحفظ اور بقا کا راز

انقلابِ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

میں ہے لہذا پوری قوم متحد ہو کر مقامِ مصطفےٰ کے تحفظ اور نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ کیلئے جدوجہد کرے۔

ندائے اہلسنّت کا

قرآن نمبر

شائع کرنے پر

قاری محمد زوّار بہادر کی

خدمت میں سپاسِ تہنیت پیش ہے

محمد خالد سندھو زرگر

خادم جمعیت علمائے پاکستان کاہنہ نو، لاہور

قرآن اور حدیثِ مصطفیٰ

فضل الرحمٰن مصطفیٰ شعبہ نفسیات گورنمنٹ کالج جھنگ

قرآن مجید اور حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی لاریب تحریر اور رہبر ہے جو پوری دنیا کے ہر ادوار کے لئے باعث رحمت اور ہدایت ہے۔ جو دنیا کے معاشی، ثقافتی، مذہبی اور نفسیاتی مسائل کا ٹھوس بنیادوں پر حل بیان کرتی ہے۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اس کے احاطے سے باہر ہو لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ماضی حال اور مستقبل جتنے بھی فلاسفر سائنسدان پیدا ہوئے یا ہوں گے تمام نے اپنے نظریات قرآن حکیم کی روشنی میں پیش کئے اور آج اہل یورپ کے جو بھی نظریات ہماری درس و تدریس میں شامل ہیں تمام آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن حکیم کے ذریعہ ہم تک پہنچ چکے تھے۔ جو کہ کائنات کے سب سے اعلیٰ انسانؐ نے ہم تک پہنچائے۔ پر افسوس ہم نے اس سے رہنمائی حاصل نہ کی بلکہ غیروں نے ہماری تعلیمات کو اپنا کر ہم پر غلبہ پا لیا اور آج مسلمان دنیا میں ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں جس کا واحد سبب تعلیمات اسلامیہ سے روگردانی ہے۔

ایک مغربی ماہر نفسیات "فرائیڈ" نے اڈ۔ ایگو اور سپر ایگو کو انسانی شخصیت کی بنیاد قرار دیا جبکہ یہی نظریہ جو آج مغربیوں کے نام سے منسوب ہے دراصل قرآن کے نفس کی تین حالتوں سے لیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

وما البری ان النفس لامارۃ باالسوہ

"اور میں نفس کو ذریعہ نہیں کہتا۔ نفس امارہ تو برائی کی طرف لے جاتا ہے"

اور یہی بات فائیڈ نے اڈ کے حوالے سے بیان کی ہے جس میں کہا کہ اڈ کے لئے کوئی قانون نہیں، کوئی ضمیر نہیں اور کوئی اخلاق نہیں۔ اڈ تو صرف اپنی خواہشوں کی تکمیل چاہتی ہے اور اصول فطرت کے تحت عمل کرتی ہے۔ اور جس کو فرائیڈ نے ایگو کا نام دیا ہے قرآن مجید یہی بات یوں واضح کرتا ہے۔

فلا اقسم باالنفس الوامر

قسم ہے نفس لوامہ کی یعنی اللہ تعالیٰ نے اس نفس کو حقیقت کے قریب بتایا ہے اور فرائیڈ نے بھی "ایگو" کو چلانے کے لئے اصول حقیقت پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ ایگو وہ انسانی شخصیت کا بہت ہی اہم حصہ ہے اور یہ حقیقت کے ساتھ ایڈ سے بھی تلعق رکھتا ہے۔ تیسری صورت جسے فرائیڈ سپر ایگو (Super Ego) کہتا ہے یہی بات قرآن مجید یوں فرماتا ہے۔

یاایھاالنفس المطنتہ ارجعی الی ربک راضیتہ مرضیہ فادخلی فی عبدی۔ وادخلی جنتی۔

"اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آوہ تجھ سے راضی ہے توں اس سے راضی ہو جا اور اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ یہی بات فرائیڈ نے سپر ایگو کے حوالے سے بتائی۔ یہ انسان کا ضمیر ہے۔ جو اچھائی اور برائی کے حوالے سے شخصیت کو چلانے کے کام آتا ہے اور فرائیڈ نے یہ بتایا ہے کہ یہ دراصل انسان کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے سماج جو تجربات پیش کرتا ہے۔ انسانی شخصیت ویسی ہی بن جاتی ہے۔ مثلاً اسے بہت سی حرکات پر انعام دیئے جاتے ہیں تو وہ انہیں بار بار دہراتا ہے اور یہ دہرانا اس کی عادت بن جاتی ہے اور عادت فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ یہی بات حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔

"کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کا ماحول اسے یہودی عیسائی بندوں یا نصرانی بنا دیتا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر انسان اچھائی اور برائی کا مالک ہے۔ اور یہ دونوں صلاحیتیں اس کی فطرت میں ڈال دی گئی ہیں اور قرآن مجید میں حکم ہے۔

فالھما فجورھا وتقوھا۔ قل افلح من تز کھا

"ہم نے انسان کو اچھائی اور برائی دونوں قوتیں دی ہیں۔ جس نفس تزکیہ کیا ہے وہ فلاح پا گیا اور جس نے اس کو برباد کیا وہ ہلاک ہو گیا۔"

یہی بات فرائیڈ نے سپر ایگو کے حوالے سے بتائی ہے کہ وہ اچھائی اور برائی کے جانچنے والا ہے اور بعد کے تجربات والدین کی تربیت اور ماحول کی خرابیاں اس کو ابنارمل بنا دیتی ہیں۔

ایک اور ماہر نفسیات ابراہم میسولو نے بھی انسانی شخصیت کا نظریہ پیش کیا۔ جس کو انسانی نفسیات کے عنوان کے تحت زیر بحث لایا جاتا ہے۔ میسولو نے ایک نظریہ شخصیت میں محبت کو تعلقات کی ضرورت بنایا۔ میسولو کہتا ہے کہ "ہر فرد معاشرے میں ایک معزز رکن بن کر رہنے کی خواہش کرتا ہے اور یہی بات ہمیں قرآن مجید کی آیت سے ملتی ہے۔

ولقد کرمنا بنی دا ادم جو آدم ہے اس کی عزت لازم ہے۔

یعنی خدا تعالی نے ہمیں ہر انسان کی عزت نفس کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے ہر بندے کے اندر اپنائیت اور تحفظ جنم لے گا اور یہی میسولو نے بھی بیان کیا ہے۔ اگر ہم جدید دنیا میں اس چیز کی حقیقت تلاش کریں تو ہمیں واضح طور پر نظر آتا ہے کہ جس معاشرے میں صنعتی انقلاب آ چکا ہے۔ وہاں ہر انسانی تعلقات پر خلوص نہیں رہے۔ جیسے یورپ میں نظر آتا ہے۔ اور صرف امریکہ میں ۸۵ فی صد افراد ایسے ہیں جو کہ نشہ آور ادویات استعمال کر کے اپنے لئے سکون حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس اسلامی ممالک میں خصوصا" تیسری دنیا اور دیہات میں ابھی تک محبت اور اپنائیت وافر مقدار میں محسوس کی جا سکتی ہے اور اسی وجہ سے دیہاتوں میں "ایب نارمل" لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ "اس کا عملی مظاہرہ" جھنگ کے کسی دیہات میں خلوص وافر مقدار میں محسوس ہو گا جبکہ فیصل آباد میں اسی خلوص میں کمی لاہور میں اسی طرح خلوص میں مزید کمی اور کراچی میں تو معاشرتی تعلقات کاروباری بن چکے ہیں۔ تو یہ بات روزمرہ زندگی سے بالکل واضح ہو گی کہ اسلام کی تعلیمات انسان کو نارمل رکھنے کے لئے بہت ضروری ہے اور اسی بات پر آج کل ماہر نفسیات زور دے رہے ہیں۔

ایک اور بات پر بھی آج کل ماہر نفسیات زور دے رہے ہیں کہ باہمی عزت' باہمی تعریف اور باہمی اعتماد کو فروغ دیا جائے۔

اور یہی بات اللہ تعالی روز محشر فرمائے گا کہ اے شخص میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرستی

نہیں کی۔ میں بھوکا تھا مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ تو انسان عرض کرے گا اے باری تعالی تو تو بیمار، بھوکا اور پیاسا ہونے سے بے نیاز ہے۔

اللہ باری تعالی فرمائے گا جب تیرا ہمسایہ بیمار تھا تو اگر اس کی بیمار پرستی کرتا تو گویا میری کرتا۔ تو اگر بھوکے کو کھانا کھلاتا۔ پیاسے کو پانی پلاتا تو کوئی ایسا میرے ساتھ کرتا۔ اللہ تعالی انسان میں اخوت اور دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اخوت پیدا کرنے پر زور دیتا ہے اس کی بڑی مثال عہد صحابہؓ کی ہے جو ایک جنگ میں زخمی تھے۔ ہر صحابیؓ نے اپنی پیاس کو دوسرے پر قربان کر دیا یہاں تک کہ چاروں صحابہؓ شہید ہو گئے۔ ایک اور مثال ہجرت مدینہ میں انصار اور مہاجرین کی ہے۔ جنہوں نے اپنی جائیدادیں تک اپنے مہاجر بھائیوں کو دے دیں اپنا مال، اپنی بیویاں تک تقسیم کر دیں۔

آج جدید دنیا کے سائنسدان یہی درس دے رہے ہیں جو آج سے پندرہ سو سال پہلے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا۔ کہ اپنی جان سے زیادہ اہمیت اپنے بھائیوں کو دو۔ اور اپنے سے زیادہ ترجیح یہی اسلام کا سنہرا اصول ہے جو ہمیں اخوت، محبت اور اخلاق کے بندھن سے باندھ دیتا ہے۔



قرآنِ کریم کی بعض آیات پر وارد ہونے والے شبہات کے جوابات

تحریر: مولانا علی احمد سندھیلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ا۔ "ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔"

نماز درست کیجئے بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

ان الصلوۃ تنھی پر مشہور اشکال ہے کہ بہت سے پابند نماز بھی برے کاموں میں مبتلا رہے ہیں۔ اس کے مختلف جوابات ہیں۔

ا۔ پہلا جواب یہ ہے کہ مطلق اور دواما" فواحش سے بچنا مراد نہیں بلکہ نماز میں مشغول ہونے تک برائیوں سے بچنا مراد ہے۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز کے بچانے سے مراد حسی بچانا نہیں ہے کہ نماز ڈنڈے کے زور سے بچاتی ہو۔ بلکہ معنوی بچانا مراد ہے۔ یعنی نماز کی ہیئت اس کی متقاضی ہے کہ نمازی برائیوں سے بچے جیسے کہ قانون کی تعریف کی جائے کہ وہ برائیوں سے بچانے والا ہے یعنی اس کی رعایت برائیوں سے محفوظ رکھے گی۔ لیکن کوئی اس کی پرواہ نہ کرے تو اس سے نماز یا اس قانون پر شبہ

نہیں ہو گا۔
۳۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ لفظ "الصلوۃ" میں الف لام عہد کا ہے حقیقی نماز مراد جسے نماز حضوری یا نماز دائمی کہنا چاہئے۔ وہ انسان کو برائیوں سے محفوظ رکھتی ہے لیکن نماز غائب۔ جو خشوع و خضوع سے خالی ہو یا پابندی سے نہ ہو اس پر ان ثمرات کے مرتب ہونے کا وعدہ نہیں ہے۔
۴۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ قضیہ مہملہ ہے قضیہ کلیہ نہیں ہے اور مہملہ حکم میں جزیہ کے ہوا کرتا ہے۔ پس بعض صورتوں میں بھی اگر نماز برائیوں سے حفاظت کا ذریعہ بن گئی تو ارشاد ربانی صحیح رہے گا۔ اس کی صداقت کے لئے سو فی صد پایا جانا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ یہ بتلانا ہے کہ نماز برائیوں سے بچانے کا بہت ہی بڑا ذریعہ ہے۔
۵۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ نماز کا یہ روکنا زبان حال سے ہے کہ اے غازی جس خدا کی تو اتنی تعظیم بجا لاتا ہے۔ پس فواحش و منکرات کر کے اس کی بے تعظیمی کس طرح روا ہے۔ اور نماز کی طرح دوسرے اعمال خیر بھی پابندی کے لائق ہیں کیونکہ ان سب میں زبان یا عمل سے اللہ ہی کی یاد رکھی ہوتی ہے۔
۶۔ چھٹا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کے روکنے اور منع کرنے سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ رک جانا لازم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے روکنا اور چیز ہے اور رک جانا دوسری بات ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے بڑھاپے کو نذیر کہتے ہوئے ارشاد ربانی ہے "واجاء کم النذیر" حالانکہ ہم دیکھتے ہیں بہت سے بوڑھے ڈرتے نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ زبان حال کی اس نہی پر اگر بار بار نظر ڈالی جائے تو اکثر اس پر برائیوں سے باز آجانا مرتب ہو جاتا ہے۔
فائدہ۔ نماز کا برائیوں سے روکنا چار طرح ہے۔
۱۔ (برکت) یعنی نماز کی برکت سے برائیاں چھوٹ جائیں جیسا کہ صاحب معالم نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری جوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پنجگانہ نماز پڑھتا اور منکرات بھی کرتا تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ توبہ کی اور پاکباز ہو گیا۔ عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا۔ جس کی نماز اسے منکرات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔ حسن و قتادہ رحمتہ اللہ علیہما نے کہا وہ نمازی پر وبال ہے۔ ایک شخص کی حضور علیہ السلام کے حضور شکایت کی گئی کہ وہ دن کو نماز پڑھتا ہے اور رات کو چوری کرتا ہے۔ فرمایا اس کی نماز اسے روک دے

گی اور اس کی تصدیق ترمذی نے کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

"من صلی اللہ اربعین یوما فی جماعتہ یدرک التکبیرۃ الاولی کتب لہ براء تان براءۃ من النار وبرائت من النفاق"

ت جسے اللہ کے لئے چالیس دن جماعت سے اس طرح نماز پڑھی کہ تکبیر اولی فوت نہ ہو اس کے لئے دو براتیں لکھی جاتی ہیں۔ دوزخ سے نجات اور نفاق سے نجات۔

۲۔ (ثواب) جس سے گناہ عفو ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا

"ان الحسنات یذھبن السیات

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ مسلم شریف میں روایت ہے "پنجگانہ نماز اور جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیان کی خطاؤں کا کفارہ ہے۔ جبتک گناہ کبیرہ نہ کرے۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ نماز سے گناہ اس طرح عفو ہوتے ہیں جیسے موسم خزاں میں پتے جھڑتے ہیں۔ یا جس طرح پانچ وقت غسل کرنے سے میل باقی نہیں رہتا۔

۳۔ (مخصوصہ) نماز کی حالت ایسی ہے کہ کوئی گناہ ہو ہی نہ سکے اگر اعضا سے کوئی گناہ کرے نماز میں فساد آئے اگر دل میں برا خیال لائے حضوری کا فضل چلا جاتا ہے۔

۴۔ (امر) یعنی ان افعال خاصہ میں بنفسہ ایک امر ہے کہ برائیاں چھوٹ جائیں مثلاً" پابندی طہارت رعایت اوقات حضور جمعہ و جماعت توجہ قلب مراعات آداب و سنت یہ سب امور ایسے نہیں کہ فسق و فجور کے ساتھ جمع ہو سکیں تجربہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ افعال و ہیات مخصوصہ نماز کو حضور قلب و حصول ذکر میں کیسا قوی اثر ہے۔ جو فوائد و فیوض نماز سے حاصل ہوتے ہیں دوسرے طریقوں سے مشکل ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ نماز کے برائیوں سی روکنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بطور اقتضاء کے ہو کر تو اسی کی ہر ہیئت اور ہر ذکر اس کا متقاضی ہے کہ بارگاہ خداوندی میں اس طرح بندگی اور نیاز مندی بجا لانے والا شخص ہمہ وقت اس حالی عہد کا پابند رہے اور سرمو بھی حکم عدولی نہ کرے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی کی نماز ہی اس شان کی نہ ہو۔ قلب لاہی کے ساتھ یا ریاکاری کے ساتھ ادا کی جائے یا پھر نماز صحیح پڑھ رہا ہے۔ آداب ظاہری و باطنی کے ساتھ مگر اسی کے اقتضاء پر دھیان نہیں دیتا اس پر نماز اگر موثر نہیں تو یہ نماز کا قصور نہیں بلکہ نمازی کا

اپنا فتور ہے وہ خدا ہی کے روکنے سے نہیں رکتا تو نماز کے روکنے سے کیا رکے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نماز کو دوا کی طرح بانی صہ مفید مانا جائے کہ وہ گناہوں سے بالخاصہ بچاتی ہے۔ مگر جس طرح دوا کی ہمیشہ ایک ہی خوراک کافی نہیں ہوتی اسی طرح نماز بھی پوری پابندی کے ساتھ اور بد پرہیزی سے مکمل بچتے ہوئے ادا کی جائے تو ضرور موثر اور کارگر ہوتی ہے۔ اور فواحش کی تصریح میں نکتہ یہ بھی ہے کہ دوسرے مذاہب اور قوموں میں بے حیائی کو اگر جزو عبادت بنایا گیا ہے اور فواحش و منکرات کو ان کی عبادت گاہوں میں اگر پناہ ملتی ہے جیسا کہ مغربی مفکرین کا نقطہ نظر اور زاویہ نگاہ ہے تو ہوا کرے اسلام تو اس کے جواز کا روا داد ہی نہیں چہ جائے کہ جزو عبادت بنانے کی نوبت آئے۔

یایھاالنبی اتق اللہ ولا تطع الکفرین والمنافقین (سورہ احزاب آیت ۲)

اس پر اشکال ہوا کہ اگر آپ متقی تھے تو تحصیل حاصل ورنہ غیر متقی ہونا لازم آتا ہے۔ جواب یہ ہے اتق۔ امر کا صیغہ جس طرح کسی فعل کے ایجاد کے لئے آتا ہے اسی طرح اس کے بقا کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے آپ پہلے سے تقویٰ پر ہیں آئندہ بھی تقویٰ پر برقرار رہئے۔ اس لئے تحصیل حاصل یا آپ کے غیر متقی ہونے کا اشکال نہ رہا۔

ام شجرۃ الزقوم (سورہ صافات آیات)

میں زقوم کو جہنمیوں کی خوراک قرار دیا گیا ہے اس پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ زقوم آج کل عرب میں "برشوی" کو کہا جاتا ہے۔ جو نہایت لذیذ پھل ہوتا ہے۔ پھر جہنمیوں کے لئے اس کا کھانا سزا کیسے ہوئی۔

جواب۔ اول تو برشوی کو زقوم کا مصداق کہنا ممکن ہے بعد کی اصطلاح ہو۔ نزول قرآن کے دور کی اصطلاح نہ ہو۔ اور اصطلاحیں مختلف زبانوں اور قوموں میں بدلتی رہتی ہیں۔

جواب۔ دوم یہ کہ قرآن میں زقوم کا درخت کھلانے کو کہا گیا ہے اس کا پھل کھلانے کا ذکر نہیں ہے کہ "برشوی" پر اشکال ہو اور جواب کی ضرورت پیش آئے۔

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ ۔اس پر شبہ وارد ہوتا ہے کہ اظلمیت کا ذکر آیات میں بھی متعد جگہ آیا ہے۔ جیسے یہاں ہے۔ اسی طرح آیت

فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ومن اظلم ممن منع مساج

اللہ۔ وغیرہ میں اسی طرح متعدد روایات میں بھی آیا ہے۔ اظلم چونکہ اس تفضیل ہے اور استفہام بمعنی نفی ہے ای لا احد اظلم۔ پس یہ خبر ہوئی جس کا مصداق ایک ہی فرد ہو سکتا ہے۔ پھر آخر وہ فرد کس کو قرار دیا جائے؟ چونکہ بقیہ سب افراد مفضل علیہ ہوں گے۔ اس لئے ان کو پھر مفضل کس طرح بنایا جائے۔ کیونکہ ایک ہی چیز کا مفضل اور مفضل علیہ دونوں ہونا لازم آئے گا جو تناقض ہے۔ اس کے کئی جواب ہیں۔

جواب نمبر۱۔ ہر جگہ اظلمیت خاص اپنے صلہ کے لحاظ سے ہو مثلاً **"لا احد من الکاذبین اظلم ممن کذب اسی طرح "لا احد من المختصرین اظلم ممن افتری اللہ علی فا لا احد من الذاکرین اظلم ممن ذکر اللہ نیز لا احد من اظلم ممن منع اللہ وغیرہ**

جواب نمبر۲۔ اظلمیت کی تخصیص بلحاظ سبقت ہو۔ یعنی سب سے پہلے ہونے کی وجہ سے بعد والوں پر یہ فائق ہے۔

جواب ۳۔ اب جان" اس توجیہ کو صواب کہتے ہیں کہ ان نصوص میں اظلمیت کی نفی کی جا رہی ہے اس سے ظالمیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ مقید بھی لازم نہیں آیا۔ کیونکہ اظلمیت میں برابری ثابت ہوئی اور جب برابری ہو گی تو کوئی کسی سے بڑھا ہوا نہ رہا۔ بلکہ سب برابر ہو گئے۔ گویا اظلمیت انسان کی طرح کلی متواطی ہو گئی جو مساوی طور پر مکذب، مفتری، متذکرہ مانع وغیرہ سب پر طادق آئے گی۔

اب نہ ان سب کی اظلمیت میں مساوات پر کوئی اشکال رہا اور نہ ایک کا دوسرے سے باہم اظلم ہونا لازم آیا چنانچہ کہا جاتا ہے "لااحد نفہ ظلم محم" حاصل یہ کہ تفضیل کی نفی سے مساوات کی نفی نہیں ہوتی۔

جواب نمبر۴۔ بعض متاخرین کے رائے یہ ہے کہ اس استفہام کا مقصد ہول دلانا اور ہیبت ناک بتلانا ہے حقیقتہ اظلمیت کا نہ اثبات مقصود ہے نہ نفی وقالوا قلوبنا فی اکنیہ (سورہ فصلت) یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے کفار کے یہ اقوال مذمت کے طور پر نقل کئے ہیں۔ یعنی ان کے یہ بہانے جھوٹے ہیں حالانکہ دوسری آیات میں خود ان باتوں کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ جیسے سورہ انعام، بنی اسرائیل، کہف میں فرمایا گیا ہے۔

وجعلنا علی قلوبھم اکنتہ وفی اذانھم وقرا۔ پس ان دونوں باتوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب نمبر۱۔ یہ کہ ان الفاظ کے دو معنی ہیں کفار کا منشاء تو یہ تھا کہ ہم میں بالکل استعداد نہیں ہے۔ اور قطعاً" صلاحیت نہیں ہے ظاہر ہے کہ ان کا یہ کہنا غلط ہے۔ چنانچہ یہاں اسی کی تردید کی جا رہی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر غلاف اور کانوں پر ڈاٹ لگنے کو جو فرمایا ہے۔ اس سے مراد قوی استعداد کا انکار ہے اور یہ صحیح ہے پس کفار کا بہانہ بازی کرنا غلط اور حق تعالیٰ کا فرمان بجا و درست ہے۔

جواب نمبر۲ یہ ہے کہ باتوں کے کہنے سے کفار کی غرض تو کفر پر جمے رہنے کا اظہار تھا اور یہ برا مقصد ہے یہاں رد اسی معنی کا ہے اور حق تعالیٰ کے فرمانے کا مقصد ان سے ہدایت کی توفیق کا سلب کر لینا ہے جو نتیجہ ہے خود اس کے اعمال بد کا غرضیکہ کفار کے اقوال کی تردید بلحاظ غرض ہو رہی ہے۔

لایوتون الزکوۃ (سورۃ فصلت) میں دو شبے ہیں۔

ایک یہ کہ کفار کو زکوۃ نہ دینے پر وعید کیسے کی جا رہی ہے۔ جب کہ اعمال فرضیہ کے مکلف صرف مسلمان ہوتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ یہ سورت مکی ہے اور زکوۃ کا حکم مدینہ میں آیا ہے۔

پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ اصل نفس زکوۃ کا خطاب تو صرف مسلمانوں کو ہے اور اس کے چھوڑنے پر عتاب بھی انہی کو ہو گا۔ یہاں یہ مراد نہیں بلکہ یہاں دوسری حیثیت سے گفتگو ہونے کی علامت ہو گی۔ اس لئے کفار پر زکوۃ نہ دینے پر ملامت کے یہ معنی ہوں گے کہ ایمان نہ پر ملامت ہے جس کی علامت زکوۃ نہ دینا ہے۔ پس اصلی ملامت ایمان نہ لانے پر ہوئی اور فرعی ملامت زکوۃ وغیرہ نہ ادا کرنے پر اور زکوۃ کی تخصیص اس لئے ہے کہ مال کی محبت بھی ایمان سے رکاوٹ کا سب سے بڑا سبب ہے۔

دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ زکوۃ کے دو معنی ہیں ایک خاص شرعی اصطلاحی معنی۔ اس معنی میں زکوۃ یقیناً" مدینہ میں واجب ہوئی تھی لیکن یہاں وہ مراد نہیں کہ اشکال ہو بلکہ دوسرے عام معنی مراد ہیں۔ مطلقاً" صدقہ خیرات کرنا وہ حکم مکہ میں بھی تھا اور لفظ زکوۃ اس معنی میں پہلے سے ہی مشہور تھا۔ اور بعض سلف نے **قد افلح من تزکی** اور **قد افلح من زکھا** پر نظر کرتے ہوئے زکوۃ سے مراد کلمہ طیبہ لیا ہے۔ اور بعض نے ستھرائی اور پاکیزگی کے معنی لئے ہیں۔ یعنی

یہ لوگ کلمہ نماز و زکوۃ وغیرہ سے خود کو پاک نہیں کرتے اور غلط نظریات و افکار اور گندے اخلاق سے اپنا دامن نہیں بچاتے۔ اس صورت میں یہ دونوں اشکال پیدا ہی نہیں ہوتے کہ جواب دہی کی نوبت آئے ہاں جو لوگ کفار کے برخلاف ایماندار، نیکوکار ہیں ان کے لئے اجرو ثواب بھی بے شمار ہے۔



ہم خادمینِ جمعیتِ علماءِ پاکستان حلقہ ۱۳۱ پی پی

قائدِ اہلسنت امامِ انقلاب

امام الشاہ احمد نورانی صدیقی

کی پُرعزم اور قابلِ فخر قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہیں ۔ اور

قاری محمد زوار بہادر کو

قرآن نمبر شائع کرنے پر

مبارکباد پیش کرتے ہیں

حاجی محمد یسین زرگر

فون نمبر
5.270287

صدر جمعیت علماءِ پاکستان حلقہ ۱۳۱ پی پی

صدر انجمن تاجران کاچھا روڈ، کاہنہ نو لاہور

ترجمۃ القرآن

مولوی فتح محمد جالندھری

صاحبزادہ زین العابدین راشدی لاڑکانہ

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بو لہبی

قرآن

کلام رب العالمین ہے قرآن زبان رحمتہ اللعالمین ہے، قرآن نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے، قرآن مومن کے دل کی دھڑکن ہے قرآن ایمان کی جان ہے، قرآن عدل و امن عالم کا
ی ہے، قرآن سیدھا راستہ دکھانے والا ہے، قرآن آخری سماوی کتاب ہے، قرآن کے بعد کوئی
مان سے کتاب نازل نہیں ہو گی--- قرآن بحر بے کنار ہے--- قرآن میں شریعت حقیقت
رفت اور پوشیدہ چیزوں کے ذخائر ہیں--- قرآن تحقیق و تجسّس و تفکر و تدبر کی ترغیب دیتا
--- قرآن اخلاق و اخلاص کی تعلیم دیتا ہے--- قرآن تعلیم اور ذہنی و فکری تربیت کی
ت دیتا ہے قرآن، اسلام کا پیش کردہ مکمل ضابطہ حیات ہے--- قرآن کا قانون انسانیت کے
واجب العمل ہے--- قرآن کی ایک آیت کا منکر کافر ہے--- قرآن کے ترجمہ میں اپنی من

مانی کرنے والا بدترین خائن ہے--- قرآن کا دیکھنا ثواب ' پڑھنا عبادت' رکھنا برکت اور عمل کرنا ذریعہ نجات ہے۔

قرآن کا ترجمہ کرنے کے لئے مترجم کا عاشق قرآن اور صاحب قرآن ہونا اور علوم قرآن پر کامل دسترس رکھنا اور زبان کی روانی قلم کا سلیقہ و ادب کی پہچان کا ہونا بھی ضروری ہے--- لیکن بدنصیبی سے ایسے مترجم بھی ہیں جن کے ہاں ان خوبیوں کا ملنا مشکل نظر آتا ہے۔

آج کی مجلس میں صرف ایک مترجم "مولوی فتح محمد جالندھری" کے ترجمہ کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ جالندھری کے اردو ترجمہ کو--- Marmaduke pickthall کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ تاج کمپنی نے مختلف اقسام اور سائزوں میں کثیر تعداد میں شائع کیا۔ سرکاری محکمے جالندھری ترجمہ کو فرقوں سے آزاد ترجمہ تصور کرتے ہوئے گفٹ اور انعام میں شوق سے دیا کرتے ہیں اور پاکستانی ٹی وی اور ریڈیو پر بھی یہی ترجمہ نشر کیا جاتا ہے اردو اخبارات خصوصا" جنگ میں بھی جالندھری کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ جالندھری ترجمہ میں بارگاہ رسالت ماب شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شان پاک میں جو زبان درازیاں گستاخیاں اور بے ادبیاں پائی جاتی ہیں ان سے اکثر لوگ ناواقف ہیں اس لئے پہلے قرآن پاک کی آیت پھر ترجمہ جالندھری آخر میں عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ماہر علوم قرآن اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا محدث بریلوی قادری قدس سرہ کے ترجمہ بے مثال "کنزالایمان) سے ترجمہ پیش کروں گا۔

واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنت

ترجمہ۔ فتح محمد جالندھری--- اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بھی۔

ترجمہ۔ محدث بریلی--- اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

انا فتحنا لک فتحا" مبیناہ لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر۔

جالندھری (اے محمد) ہم نے تم کو فتح دی فتح بھی صریح و صاف تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔

دونوں آیتوں میں مترجم جالندھری نے گناہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک معصوم عن الخطاء سے منسوب کر دیا ہے جو کہ صریحاً" عصمت انبیاء پر حملہ ہے۔

امام اہل سنت محدث بریلی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

ولئن التبعت اھواء ھم من بعد ماجائک من العلم مالک من اللّٰہ من ولی ولا نصیر۔

جالندھری۔ اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہو گا نہ کوئی مددگار۔

مولوی فتح محمد جالندھری کے ترجمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضوو پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر تنبیہہ کی جارہی ہے کہ تم قرآنی علم آجانے کے بعد ان کی پیروری کرو گے (نعوذ باللہ من ذالک) لہٰذا اگر ایسا کیا تو خبردار تم کو ایسی پکڑ کریں گے کہ کوئی چھڑا نہ سکے گا۔۔ حالانکہ تفسیری خازن میں ہے کہ "انہ خطاب اللنبی صلی اللہ علیہ وسلم والمردبہ امتہ" یہ خطاب تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اس سے مراد امت محمدیہ (علی صاحبھا الصلواۃ والسلام) ہے۔

اعلیٰ حضرت نے ترجمہ میں کمال کیا کہ ترجمہ وہ کر دیا جو منشائے مولا اور تقاضائے ادب تھا۔ ملاحظہ فرمایئے۔

محدث بریلی۔ اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے کوئی تیرا بچانے والا ہو گا اور نہ مددگار۔

اس آیت کے تحت "تفسیر خزائن العرفان" میں یوں تحریر ہے کہ۔۔۔ یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے کہ جب تم نے جان لیا کہ سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس حق و ہدایت لائے تو تم ہرگز کفار کی خواہشوں کا اتباع نہ کرنا اگر ایسا کیا تو تمہیں کوئی عذاب الہٰی سے بچانے والا نہیں۔

فان یشا اللہ یختم علی قلبک

جالندھری۔۔۔ اگر خدا چاہے تو اے محمدؐ تمہارے دل پر مہر لگا دے۔

محدث بریلی۔ اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر لگا دے۔

ووجدک ضالا فهدی

جالندھری--- اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا۔

محدث بریلی-- اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔

ماکنت تدری ماالکتب ولا الایمان

جالندھری۔ تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو۔

محدث بریلی۔ اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل۔

لوح و قسلم کا ہی نہیں بلکہ جن کو عالم ماکان ومایکون کا علم ہے' معاذاللہ آیت مذکورہ کے نزول سے پہلے مومن بھی نہ تھے کیونکہ جالندھری کے ترجمہ کے مطابق ایمان سے بھی نابلد (کورے) تھے۔ تو غیر مسلم ہوئے۔ موحد بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ بھی آپ کی بعثت سے پہلے مومن ہوتا ہے (بعد میں رسالت پر ایمان لانا شرط ہے)۔ جالندھری دیوبندی کے ترجمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد میں ہوئی-- اعلےٰ حضرت کے ترجمے سے اس قسم کے تمام اعتراضات ختم ہو گئے کہ آپ احکام شرع کی تفصیل نہ جانتے تھے۔ ایمان اور احکام شرع کی تفصیل میں جو قرآن ہے وہی اعلےٰ حضرت اور دیگر مترجمین کے ترجمہ میں فرق ہے۔

۳۔ انما حرم علیکم المیتہ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیراللہ

جالندھری-- اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔ کسی پر غیر خدا کا نام حرام نہیں ورنہ ہر چیز حرام ہو گی۔ جانور کبھی شادی کے لئے نامزد ہوتا ہے عقیقہ ولیمہ' قربانی اور ایصال ثواب کے لئے مثلاً" گیارھویں شریف' بارہویں شریف تو گویا ہر وہ جانور جو ان مذکورہ ناموں پر نامزد کیا گیا ہے۔ وہ جالندھری کے نزدیک حرام ہے--- پھر جالندھری کے ترجمہ پر غور کیجئے--- "اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔"

اے مسلمانو! اب کون سی چیز حلال مانی جائے گی گویا مولوی فتح محمد جالندھری دیوبندی نے سوا خدا کے ہر چیز کے حرام قرار دیا۔ اس ترجمہ سے خود مولوی کی اپنی بیوی ان پر حرام ہو جاتی

ہے۔ کیونکہ وہ بیوی جالندھری کی ہے لوگ بھی یہی کہتے ہوں گے کہ "مولوی فتح محمد جالندھری کی بیوی" کیا اس ترجمہ سے خود اس کی اپنی بیوی حلال رہی--- مولوی فتح محمد جالندھری نے جاہلانہ ترجمہ کر کے پوری دنیا کی چیزوں کو حرام کی زد میں لا کر کھڑا کر دیا ہے' لیکن اے بنی! تو پریشان نہ ہو گا ہمارے اعلیٰ حضرات نے لاجواب ترجمہ کر دیا ہے بلکہ دنیا کو پریشانی سے نجات دلا دی ہے۔ جو کہ دیوبندی مولویوں کے جاہلانہ ترجمہ سے لاحق ہوئی تھی۔

اے دنیا بھر کے لوگو! اے قرآن کو پڑھنے والو! اے مسلم وغیر مسلم! تم جب ایسے نام نہاد مولویوں کے ترجمے پڑھتے ہونگے تو تمہارے دلوں کو چین نہیں آتا ہو گا' تم پریشان ہوتے ہوں گے--- لیکن میری صدا بھی سنو! اے قرآن کے چاہنے والو! تم قرآن سے بد ظن نہ ہونا بلکہ ان مولویوں سے بد ظن ہونا' قرآن سچا ہے' خریدے ہوئے مولوی جھوٹے ہیں۔

یقیناً" تم قرآن پاک کا ایسا ترجمہ پڑھنا چاہتے ہو جس کے پڑھنے سے قرآن کے روح کو سمجھا جائے--- آنکھوں کو نور ملے سینہ کو سرور ملے' دماغ کو آرام ملے' دل کو چین ملے اور روح کو تازگی ملے-- ایسا بے مثل اور بے مثالی ترجمہ لاجواب ترجمہ' ایمان کی جان ترجمہ میرے اعلیٰ حضرت' اہل سنت کے امام' احمد رضا خان قادری محدث بریلی نے "کنزالایمان" کے نام سے کیا ہے-- اس ترجمہ سے یقیناً" آپ کو تمام پریشانیوں سے چھٹکارا مل جائے گا۔ تم خدا اور رسول۔جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شان پاک میں گستاخانہ کلمات سے بچ جاؤ گے۔

یاد رہے کہ کنزالایمان اردو' انگریزی' بنگلہ دیسی اور سندھی میں دستیاب ہے۔ اب آیت مبارکہ کا ترجمہ جو اعلیٰ حضرت نے کیا ہے وہ ملاحظہ فرمایئے۔

محدث بریلی۔ اس نے ہی تم پر حرام کیئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا...

اے مسلمانو! ہم نے اپنا فرض نبھا لیا جو تمہیں "ترجمہ جالندھری" سے آگاہی دی' آگے آپ اپنی ذمہ داری سمجھ کر ہر سطح پر ترجمہ جالندھری سے بائیکاٹ کیجئے اور کنزالایمان کو اپنایئے' تاکہ مسلمان غلط ترجمہ کی گمراہی سے بچ سکیں۔ ●

یا اللہ ج　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یا رسول ﷺ

آستانہ عالیہ کرمانوالہ شریف اوکاڑہ

پر ۱۴ و ۱۵ ربیع الاوّل شریف کو

سالانہ کُل پاکستان محفلِ میلاد

کا انعقاد

زیرِ سرپرستی: پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت پیر

صاحبزادہ سید میر طیب علی بخاری شاہ صاحب

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ)

تمام برادرانِ اسلام شرکت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

نوٹ: محفلِ میلاد ہر سال ۱۴، ۱۵ ربیع الاوّل شریف کو ہوتی ہے

منجانب: خادمین حضرت کرمانوالہ شریف
کاہنہ نو، لاہور

قرآنی وظائف

مولانا محمد معراج الاسلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں قرآنی وظائف و اوراد کی تفصیلات
اور ادو وظائف سے مراد وہ کلام ہے' جسے باضابطہ مقررہ مدت کے لئے یا ہمیشہ پڑھا جائے'
انسانی دل و دماغ اور جسم و روح پر مسلسل پڑھے جانے والے کلام کا بطور خاص بہت گہرا اور دیرپا
اثر ہوتا ہے کیونکہ مواظبت اور پابندی اس میں لطیف قسم کا اثر پیدا کر دیتی ہے' جو اگرچہ بظاہر
محسوس نہیں ہوتا مگر اتنا قوی اور زبردست ہوتا ہے کہ اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔
اس حقیقت کو ایک عام فہم مثال سے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ:

پانی کا ایک قطرہ بے جان اور غیر موثر ہوتا ہے' اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ کسی
ٹھوس چیز میں سوراخ کرسکے' مگر وہی بے اثر قطرہ اگر ایک پتھر پر ایک جگہ مسلسل گرتا رہے تو
ایک مدت گزرنے کے بعد اس میں نشان ڈال دیتا ہے اور سخت پتھر کی اتنی جگہ گھس جاتی ہے۔

اس طرح وظیفہ ایک مختصر یا طویل کلام ہوتا ہے جب اس کے کلمات بار بار دہرائے جاتے
ہیں تو اس کے اثرات دل پر مرتسم ہوئے بغیر نہیں رہتے' ان سے دل و دماغ پر ایک خاص
کیفیت چھا جاتی ہے اور پھر انسان ان کی تاثیر علانیہ محسوس کرنے لگے جاتے ہیں مگر اس لطیف و
کیف آفرین تاثر کو محسوس کرنے کے لئے شرط یہی رکھی گئی ہے کہ اس عمل پر مداومت اختیار
کی جائے اور اسے پابندی سے ادا کیا جائے' اگر یہ شرط چھوٹ جائے تو حسب دلخواہ اس کے

اثرات ظاہر نہیں ہوتے اور وظیفہ ادھورارہ جاتا ہے۔
معلوم کرنے سے پہلے یہ جان لینا بہت ضروری ہے کہ وظیفہ کسے کہتے ہیں وظائف کی ترغیب دینے میں کیا حکمت ہے ان پر مواظبت اور ان کی تکمیل سے کن مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے اور یہ انسانی زندگی میں کتنی اہمیت رکھتے ہیں؟

وظیفہ یہ ہے کہ انسان رضائے الٰہی یا کسی دینی یا دنیاوی غرض کے لئے اپنی ذات یا کسی کی خاطر خشوع و خضوع کے تمام آداب ملحوظ رکھ کر شرعی ہدایات کے مطابق کوئی آیت یا دعا یا مخصوص کلمات پڑھے کبھی اس میں وقت کی پابندی کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے اور کبھی آزادی ہوتی ہے کہ شب و روز کی کسی بھی ساعت میں پڑھ لے۔

احادیث میں مختلف اوقات و حالات میں پڑھنے کے لئے بہت سے وظائف بتائے گئے ہیں، خصوصاً" قرآن پاک کی بعض آیات اور سورتوں کے فضائل و فوائد حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑے اہتمام سے بیان فرماتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ ان کی بعض خوبیوں اور منفرد خصوصیتوں سے پردہ اٹھایا ہے' تاکہ امت کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو اور وہ ان میں کشش محسوس کریں۔

قرآن پاک کی ان آیتوں اور سورتوں کو وظائف کی صورت میں پڑھنے اور مواظبت کا کیوں حکم دیا' اس کی حکمتیں بے شمار ہوسکتی ہیں' لیکن ایک بڑی واضح اور عام فہم حکمت جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے۔

وظائف کی حکمت

انسانی طبعی طور پر بہت جلد باز واقع ہوا ہے' وہ اپنے عمل اپنے فن اور اپنی قابلیت و محنت کی جزاء بھی فوری طور پر حل کرنے اور اسے عملی شکل میں اپنے سامنے متشکل دیکھنے کا بہت زیادہ متمنی ہوتا ہے' بعض اوقات یہ تمنا اور خواہش بے قراری کی حدوں کو چھولیتی ہے اور اسے غرض کا بندہ بنا دیتی ہے۔انسان کی اسی طبعی اور فطری خاصیت کی وجہ سے انسانی برادری کے مختلف شعبوں میں کام کرنے اور حصہ لینے والے افراد کو کسی کام کی طرف راغب کرنے کے لئے عموماً" انعام و اکرام ' مدح و ستائش عہد و منصب کا لالچ دیا جاتا ہے اور موقعہ و محل کے مطابق

دیگر تدابیر سے کام لیا جاتا ہے۔

طلبا کامیابی کے عمل تک پہنچنے اور حصول انعام کے لالچ میں محنت کرتے اور رات کی نیند قربان کر دیتے ہیں، تاجر لوگ نفع کی خاطر صبح و شام کی ذہنی کوفت اور جسمانی بے آرامی گوارا کر لیتے ہیں، اہل علم راتوں کو جاگتے ہیں اور محنتی لوگ دن بھر تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں۔

ان سب کے پیش نظر اپنی بھاگ دوڑ، محنت و کاوش اور سرگرمی و مصروفیت کا حسین ثمر ہوتا ہے جو انہیں مصروف عمل اور سرگرم کار رکھتا ہے اور وہ ذوق و شوق کے ساتھ اپنے کام میں منہمک رہتے ہیں، اور تکان سستی اور اکتاہٹ وغیرہ محسوس نہیں کرتے۔ کہتے ہیں:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے اپنے عظیم فرزند کو نماز کا عادی بنانے کے لئے اسی نفسیاتی حربے سے کام لیا اور اس انسانی کمزوری سے پورا فائدہ اٹھایا۔

اپنے صاحبزادے سے فرمایا:

"پابندی اور محویت کے ساتھ نماز پڑھا کرو، شکر ملا کرے گی"

حضور باوا صاحب کو بچپن میں شکر بہت مرغوب تھی، چنانچہ اسی لالچ میں نمازوں کی پابندی شروع کر دی۔ والدہ صاحبہ جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا چھپا دیتیں اور آپ نماز سے فارغ ہو کر وہ پڑیا نکال لیتے اور یہ نقد انعام پا کر بہت خوش ہوتے دانا و فہیم اور مزاج شناس والدہ صاحبہ کی حسین تدبیر اور مقدس حلیے کی بدولت آخر کار آپ بچپن ہی سے پکے نمازی بلکہ عارف کامل



بن گئے۔

عوام میں ایک لطیفہ بھی بہت مشہور ہے، جو اسی نفسیاتی کیفیت کی نشاندہی کرتا ہے، کہتے ہیں کسی دولت مند پرہیزگار نے ایک شخص کو نماز کا عادی بنانے کے لئے کہا،

"اگر تم چالیس روز تک پابندی کے ساتھ نماز ادا کرو تو میں تمہیں بھینس دوں گا"

اس شخص نے لالچ میں نمازیں، پڑھنا شروع کر دیں اور بیقراری کے ساتھ ایک ایک دن میں بھی گنتا رہا، جب مقررہ مدت بیت گئی تو اس دولت مند کے پاس گیا جس نے بھینس دینے کا وعدہ کیا تھا، اور اسے وعدہ یاد دلایا، اس نے نصیحت کے انداز میں کہا

"بھلے آدمی! میں نے نماز کا عادی بنانے کے لئے یہ لالچ دیا تھا تاکہ لالچ سے تمہاری زندگی سنور جائے، وگرنہ تمہیں علم ہے مجھے تم سے کوئی غرض نہیں، بھینس دینے کی بات اس لئے کی تھی، تاکہ نماز میں سستی نہ ہو، اور مسلسل عمل سے تم اس کے پابند ہو جاؤ"

یہ شخص بھی کوئی ستم ظریف ہی تھا، سوکھا جواب سن کر بولا "اچھا یہ بات ہے، بھینس دینے کے معاملے میں تم شروع ہی سنجیدہ نہیں تھے، میری بات بھی سن لو، اتنے عرصہ تک میں بھی بے وضو ہی نمازیں پڑھتا رہا ہوں"۔

یہ جواب تو اس شخص کی نادانی اور بے وقوفی کی عکاسی کرتا ہے جس نے یہ سمجھا کہ نمازیں پڑھ کر اس دولتمند پر احسان کر رہا ہے مگر ایک حقیقت ضرور اس سے شکار ہو جاتی ہے کہ اتنا ڈھیٹ او اجڈ آدمی بھی فوری انعام کے لالچ میں سرگرم عمل ہو جاتا ہے۔

انعام کا لالچ ایسا کارگر اور موثر حربہ ہے جو انسان کو ایسے کام پر بھی آمادہ کر لیتا ہے جسے وہ عام حالات میں کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

اس سلسلے میں مجھے ایک نہایت دلچسپ واقعہ یاد ہے جو غالباً" اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل منفرد ہے۔

ایک کاروباری صاحب حیثیت بزرگ محض ثواب اور خدا دین کی نیت سے فیصل آباد کی ایک مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے، ان کی نیک نفسی، دین داری اور خدا ترسی کی متعارف حلقوں میں بہت دھوم تھی، لوگ انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور بہت احترام کرتے تھے۔

ان کی دکان پر ایک پھیری والا بوڑھا مٹھائی فروش آکر بیٹھا کرتا تھا وہ اس کی حکمت و تبصیرت سے

لبریز باتیں سن کر بہت محظوظ ہوتے اور اس بوڑھے کی عقل و دانش اور تجربہ و فن کی بہت داد دیتے' اس دانائے روزگار اور ارسطوئے زماں بوڑھے کی داڑھی نہیں تھی وہ بزرگ اکثر اسے تلقین کرتے کہ

"اتنے عاقل اور نکتہ رس ہونے کے ساتھ اس عمر میں تم داڑھی منڈواتے اچھے نہیں لگتے' داڑھی رکھ لو' تمہارے منہ سے نکلنے والی باتوں کی طرح یہ داڑھی بھی تمہارے چہرے پر بہت سجے گی"۔

مگر وہ ہمیشہ غچہ دے جاتا تھا۔

آخر ایک روز انہوں نے جذبے میں آکر کہا:

"تم داڑھی رکھ لو' میں تمہیں پندرہ روپے ماہوار دیا کروں گا"

اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس بوڑھے نے روپے کے لالچ میں واقعی داڑھی رکھ لی' جس کی عام حالات میں اس سے توقع نہ تھی۔

وظائف کی صورت میں قرآنی آیات وسور کو پڑھنے کی ترغیب دینے کے لئے جو فضائل و فوائد بیان کئے گئے ہیں' وہاں یہی حکمت کار فرما نظر آتی ہے کہ اہل ایمان کلام الٰہی اور ذکر الٰہی کے خوگر ہو جائیں' ابتداء میں حیرت انگیز انمول اور ان دیکھی نعمتوں کو پالینے کے شوق میں ذکر و فکر اور دعاؤ مناجات کی طرف متوجہ ہوں' مگر بعد میں آہستہ آہستہ دین و دنیا کے فیوض و برکات سمیت لینے کے ساتھ ذاکر و عابد اور تقوی شعار و پرہیز گار بھی بن جائیں' وہ بظاہر عشق مجازی ور ایک عام سی منزل سے اپنے روحانی سفر کا آغاز کریں' مگر اس مقام پر پہنچ کر اقامت گزیں وں' جو مومن کی منزل مقصود اور اس کی جدوجہد کی منتہا ہے۔

گویا وظائف و عملیات اور آیات کے فضائل و فوائد بیان کرنے میں یہ حکمت اور نکتہ مضمر ہے کہ مرد مومن کسی نہ کسی طرح غفلت و جہالت کے خول سے باہر نکل آئے' بے مقصد ندگی گزارنے کا طریقہ ترک کر دے اور اپنے دل میں محبوب حقیقی کی خوشنودی اس کی یاد اور س کی محبت کی شمع فروزاں کرے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زندگی کے اس اہم انقلابی اور س سفر کا آغاز اگرچہ کسی خاص مقصد سے ہوتا ہے جو حریم قرب کے شایان شان نہیں ہوتا مگر ت گزرنے کے ساتھ اور حقائق کا مشاہدہ کرنے کے بعد قلب مومن سے ان زخارف اور

یا اللہ جل جلالک　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

مسلکِ اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کیلیے ایک عظیم روحانی درسگاہ کا قیام

بیاد: عالمِ باعمل، شیخ الفقہ، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت مولانا الشاہ عبد الجلیل صاحب ہزاروی سیفی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ تعمیر دارالعلوم سلطانیہ رضویہ جلیل المدارس

اہلسنت و جماعت آستانہ عالیہ ابوالفتح والی شریف

زیرِ سرپرستی شیخ الحدیث محدثِ وقت **مولانا غلام فرید ہزاروی سیفی** مہتمم مسجد ہذا

بمقام: **کوٹ ثناء اللہ** ڈسکہ روڈ تحصیل وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ

شعبہ جات: دارالافتاء، دارالحدیث، دارالفنون، تجوید و قرات، حفظ و ناظرہ

نوٹ: دارالعلوم کا سنگِ بنیاد ۱۱ کنال اراضی میں عنقریب رکھا جائے گا

معاونِ خاص: جناب چوہدری **ثناء اللہ چیمہ** آف کوٹ ثناء اللہ

منجانب: خادمِ اہلسنت (مولانا) **شمس الاسلام** ناظمِ اعلیٰ

دارالعلوم سلطانیہ رضویہ جلیل المدارس ڈسکہ روڈ وزیر آباد،

محبت خدا اور رسول کے بغیر ہر چیز کا شوق نکل جاتا ہے اور تمام محبتیں اور چاہتیں سرد پڑ جاتی ہیں اس لئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وظائف کے فضائل و فوائد کا بیان اہل ایمان کو ذکر و فکر، تسبیح، تہلیل اور تلاوت و دعا کی طرف راغب کرنے کی زریں سلسلے کی حسین کڑی ہے۔

وظائف کے فوائد و اثرات

آج سے کچھ عرصہ پہلے تک انسان کی عظمت، اس کی اشرفیت، کائنات کی عظیم ترین مخلوق اور سب سے افضل ہونے کے بارے میں دو آراء نہیں تھیں، ہر مکتب کے دانشور اور اصحاب فکر و نظر، اسے اخلاقی قدروں سے بہرہ ور، تہذیب و شائستگی کے تقاضوں سے آگاہ، عقل و فکر کی امتیازی قوتوں اور اعلیٰ صلاحیتوں سے آراستہ، تخلیقی عمل کا حسین و بے مثال شاہکار سمجھتے تھے اور اس میں پائی جانے والی منفرد صفات اور قابل قدر خوبیوں کی وجہ سے اعلیٰ ترین ہستی، اور افضل ترین مخلوق قرار دیتے تھے۔

مگر جب سے مادہ پرستی و الحاد کی تبلیغ و اشاعت نے ذہنوں کو مسموم اور پراگندہ کیا ہے، اس وقت سے انسان کی اس عظمت و برتری کے بارے میں سخت گھناؤنے اور اخلاق سوز شکوک و شبہات پھیلا دیئے گئے ہیں اور قدیم نظریئے کے مقابلے میں ایک جدید اور بالکل متضاد نظریہ سامنے آیا ہے۔

وہ یہ کہ!

انسان ایک معاشرتی حیوان ہے یعنی عام حیوانات کی طرح جنسی میلانات، طبعی خواہشیں اور ان کی تکمیل کی آرزوئیں رکھنے والا جانور ہے اس میں اور عام حیوان میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں کہ یہ شہر آباد کر کے متمدن اور مہذب انداز میں مل جل کر رہنے کا عادی ہے اس ایک خصوصیت کے سوا باقی تمام باتوں میں انسان اور حیوان برابر کے شریک ہیں ان کے جبلی تقاضے، فطری مطالبات، جسمانی ضروریات اور دیگر خواہشات سب یکساں ہیں اور ان کی آسودگی اور تسکین کا سامان کرنے کا طور طریق بھی ایک جیسے ہیں۔

اس انداز فکر نے انسان کے فضل و شرف، اخلاقی ضوابط اور انسانی آداب کی ساری عمارت ہی گرا کر رکھ دی ہے انسان کو حیوانوں اور درندوں کی اس صفت میں لا کھڑا کیا ہے جن کا

کام فقط پیٹ بھرنا اور خرمستیاں کرنا ہے اس سے بڑھ کر انسانیت اور عظمت آدم کی توہین کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا' سوچ کا یہ انداز سطحیت' لذت پرستی اور مقام آدمیت سے ناآشنائی کی دلیل ہے' اور فکر و نظر کی گمراہی اور بے دانشی کی ایسی مثال ہے جس کے سامنے جہالت کے تمام لوازم و ضوابط بھی موت کی ابدی نیند سو جاتے ہیں۔

ہوس پرستی کی ان بھول بھلیوں میں راستہ کھول کر انسانی وقار و عظمت کا مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں دینی روشنی سے بہرہ ور راست فکر اہل علم کا نظریہ ہے کہ انسان اس کائنات میں ایک ذمہ دار ہستی ہے ربانی امانت کا گراں بار اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے اور کوئی گری پڑی شے نہیں جس کا کوئی مرتبہ و مقام نہ ہو اور اسے فضول پیدا کیا گیا ہو' قرآن پاک میں انسان کی اس برتر حیثیت اور بالاتر شان پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے۔

افحسبتم انما خلقنا کم عبثا

کیا تم نے گمان کیا ہے کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے

ایحسب الانسان ان یترک سدی

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے یونہی بے مصرف و ناکارہ اور فضول چھوڑ دیا جائے گا۔

یہ بات نہیں' بلکہ عزت و کرامت کا تاج اس کے سر کی زینت ہے ولقد کرمنابنی آدم 'اور ہم نے کو عزت و کرامت بخشی۔ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**

حسن قامت' تناسب اعضاء' خلقت و اعتدال و تقویم اور تقدس کی ورعنائی کے حوالے سے کوئی مخلوق بھی اس کی ہمسری اور برابری کا دعوی نہیں کر سکتی' اسے خالق حقیقی نے فکرو شعور کی قوتوں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے عقل و بصیرت کی روشنی کے ساتھ دوسری مخلوق پر فوقیت دی ہے اور اس لئے وجود بخشا ہے تاکہ ذکر و عبادت سے حریم دل کو آباد رکھے اور اپنے خالق کی یاد اور بندگی میں مصروف رہے۔

وما خلقت الجن والانس الالیعبدون

نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو' مگر اس لئے کہ میری عبادت کریں۔

گویا انسان عام حیوانوں کی صفت کی مخلوق نہیں ہے بلکہ ان سے ممتاز و برتر ہستی ہے اسے محض جانور ثابت کر کے انسانیت سوز اور ذلیل حرکتوں پر ابھارنا' گمراہی اور اندیشی اور کوتاہ بینی کی

انتہا ہے۔

البتہ انسان کے دماغ میں فکر و بصیرت کا جو نورانی چراغ روشن ہے وہ روشن ہی رہے اور یہ اس کی تشکیل بخش روشنی میں ہدایت کی راہوں پر گامزن ہے' اپنے وجود کے مقصد اصلی کو فراموش نہ کرے اور اپنے فرمانبردار مخلص اور محبت پیشہ بندہ بن کر رہے تو ہی انسان کے لیے مخصوص عزت و کرامت کا سزاوار مرتبہ و مقام کا مستحق ٹھہرتا ہے' ورنہ بے بصر بے شعور اور فہم و فراست سے عاری چوپاؤں اور ناسمجھ جانوروں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔

لھم قلوب لایفقھون بھاولھم اعین لایبصرون بھاولھم اذان لایسمعون بھا' اولیک کالا نعام بل ھم الغفلون

ان کے پاس دل ہیں مگر سمجھتے نہیں آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں' کان ہیں سنتے نہیں' یہ لوگ جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں یہی لوگ غافل ہیں'

فکر و نظر اور ہدایت کی قندیل انسان کے سینے میں اس وقت تک روشن رہتی ہے جب تک دل کا شیشہ ریا کاری' بدنیتی' بے عملی' غفلت' نافرمانی اور گناہوں کے اثرات سے زنگ آلود نہ ہو' جونہی وہ ناشدنی اور ناپسندیدہ حرکات کا ارتکاب کرتا ہے دل کا شفاف آئینہ گدلا ہو جاتا ہے اور روشنی جرم کی نوعیت کے مطابق مدہم پڑ جاتی ہے۔ قرآن پاک میں بتایا گیا ہے۔

کلا بل ران علی قلوبھم ماکانو یکسبون

بلکہ ان کے دلوں پر بداعمال کا رنگ ہے

بدعملی کے باعث دل کی دنیا میں عظیم تبدیلی آ جاتی ہے اس شبستان میں تاریکیوں کا تسلط قائم ہو جاتا ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا اس سے با آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے' انسانی وجود میں فکر و نظر اور عمل صالح کی روشنی اور دل کی نورانیت کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔

وظائف انسان کے دل میں اسی مقدس قندیل کو فروزاں رکھنے' دوسرے لفظوں میں انسان کو انسان بن کر رہنے اور خلافت الہیہ کے تقاضے پورے کرنے کا شعور بخشنے کا اہم ترین اور بہترین ذریعہ ہیں۔

جس کی صورت یہ ہے کہ

انسان وظیفے کی صورت میں دعا و مناجات یا تلاوت کو معمول بنا لیتا ہے تکرار و اعادہ اور

بار بار پڑھنے سے وہ کلمات زبان پر چڑھ جاتے ہیں یہ نفسیاتی اصول ہے کہ زبان جس چیز کو بار بار پڑھے دل اس سے مانوس ہو جاتا ہے چنانچہ وظائف پر پابندی کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دل و زبان سے ادا ہونے والے الفاظ و کلمات پر غور و تدبر کرتا ہے اور ذکر و فکر کا عادی ہو جاتا ہے۔

پہلے یہ عمل غیر مسلسل ہوتا ہے پھر اس میں تو اثر پیدا ہو جاتا ہے اور دل ذکر الٰہی میں منہمک رہنے لگ جاتا ہے اس طرح وظیفہ دل کی دنیا میں وہ کافوری شمع روشن رکھنے کا سبب بنتا ہے جو انسانیت کا مرتبہ و مقام پہنچاننے کا راستہ دکھاتی اور حریم قرب سے آشنا کرتی ہے' ان تمام تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

زبانی ذکر' آہستہ آہستہ دوام فکر کا سبب بنتا ہے اور "دوام فکر" یعنی ہر وقت کی یاد ہی حاصل زندگی حاصل انسانیت اور روح مراد ہے۔

ثمہ اذا حمل الانس بذکر اللہ سبحانہ' انقطع عن غیر ذکر اللہ و ماسوی اللہ عز وجل ہو الذی یفارق عند الموت فلایبقی معہ فی القبر اہل ولا مال و لا وللولا ولاتہ ولا یبقی الاذکر اللہ عزوجل

پھر جب اللہ کے ذکر کے ساتھ انس حاصل ہو جاتا ہے تو انسان دوسری یادوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے کیونکہ اسے پتہ چل جاتا ہے موت کے وقت ذکر الٰہی کے سوا ہر چیز یہیں رہ جاتی ہے چنانچہ قبر میں اہل و عیال و مال و دولت رشتے ناطے ساتھ نہیں جاتے صرف ذکر الٰہی ساتھ دیتا ہے۔

جب یہ تصور گہرا ہو جاتا ہے تو ایسا خوش نصیب انسان ماسوی اللہ سے مستغنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخری وقت آتا ہے تو موت کو قریب پا کر ہراساں اور بے چین ہونے کی بجائے شادمانی کا اظہار کرتا ہے اور اسے خوش آمدید کہتا ہے' کیونکہ اس سربستہ حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے کہ موت دنیاوی علائق و روابط سے قطع تعلق کا غیر مادی اور موثر ترین ذریعہ ہے اور ان تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کا سبب ہے جو ذکر و انس کے درمیان حاصل ہوتی ہے انسان کو جیتے جی اس غیر فانی لذت سے شادکام نہیں ہونے دیتیں' جو ان رکاوٹوں کی کلی فنا کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہیں' اور یہ موتو اقبل ان تمولوا ' کے مقام پر فائز ہونے یا قید حیات کے ہی ممکن ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ وظائف کے فوائد میں یہ بات شامل ہے کہ انسان ان کی بر

سے ان افرزانوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے جو ذکر و فکر میں شامل رہتے ہیں اور کوئی لمحہ غفلت کی حالت میں بسر نہیں کرتے اور دعا مناجات میں مشغولیت کی حاصل زندگی اور مقصد حیات سمجھتے ہیں تا آنکہ یہی تصور ان کے دل و دماغ پر غالب آ جاتا ہے اور وہ تمام دیناوی بندھنوں سے ذہنی طور پر چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں جسمانی کام کرتے ہوئے بھی ان کا دل ان کا ذہن اور ان کا دماغ یاد حبیب سے خالی نہیں رہتا اور "تار نفس" کے ساتھ دل کا ساز بجتا رہتا ہے، یہ کیفیت و محویت اس حد تک غالب آ جاتی ہے کہ موت کو بھی پیغام راحت سمجھنے لگ جاتے ہیں اور اس کی آمد سے ہراساں وملول نہیں ہوتے، کیونکہ یہ حقیقت ان کے ذہن میں راسخ ہوتی ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے مکمل طور پر دیناوی امور سے مجتنب رہ کر اور پوری طرح تعلق توڑ کر ذکر کرنا ممکن نہیں، مطلب یہ کہ چاہئے جس قدر بھی یکسوئی حاصل کر لیں پھر بھی دنیاوی امور کے انجام دہی کے لئے کچھ نہ کچھ وقت نکالنا ہی پڑتا ہے صرف موت ایک ایسا ذریعہ ہے جو ذکر و فکر کے راستے میں حائل اور انس و محبت کے درمیان آڑ بننے والی ان رکاوٹوں کو ختم کر سکتی ہے۔

چنانچہ اسی وجہ سے وہ موت سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور بعض اوقات شدت استغراق کے عالم میں شوق لقا کی خاطر اس کے منتظر بھی رہتے ہیں کہ وہ آکر اس فانی زندگی کا خاتمہ کرے اور وہ اس حبیب سے وصال کی دولت حاصل کریں جس کی یاد میں جگر کباب ہوتے اور دل سلگتے رہتے ہیں۔

وظائف کے بعد محبت میں اس طرح سلگنے والوں کی یہ شان ہو جاتی ہے کہ خدا پاک بھی ان سے محبت فرماتے اور ان کی لقاء یعنی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔

من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاء

جو اللہ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ پاک بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں۔

قرآنی وظائف کی تفصیلات

احادیث میں جو قرآنی وظائف بیان کئے گئے ہیں ان پر ایک گہری اور فکر انگیز نظر ڈالنے سے یہ حقیقت کھلتی ہے کہ ان کا منتہائے مقصود بندے کو ذاکر و عابد بنانا اور غفلت و خود فراموشی

کی دلدل سے نکالنا ہے کیونکہ یہ وظائف ایک ہی قسم کے نہیں ہیں بلکہ مختلف حالات و اوقات کے لئے الگ الگ تجویز کئے گئے ہیں جس میں یہ حکمت کار فرما نظر آتی ہے کہ بندہ ہر حالت میں اپنے خدا کی یاد میں منہمک رہے اور کسی وقت بھی اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جس قسم کے حالات درپیش ہوں ان میں کاہل و ناکارہ بیٹھنے کی بجائے اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو اور وظیفے کے شوق اور لالچ میں وہ وقت عبادت اور یاد الٰہی میں گزارے۔

اوقات بھی بدلتے رہتے ہیں اور حالات بھی اس کائنات کے اندر انسان کی زندگی میں نئے نئے حوادث جنم لیتے اور طرح طرح کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں اگر ہر حالت اور وقت کے لئے ایک الگ اور پہلے سے مختلف وظیفہ متعین ہو اور انسان کے دل میں پابندی کے ساتھ اسے پڑھنے کا شوق بھی ہو تو ظاہر ہے اس کا کوئی وقت فارغ نہیں گزر سکتا' جو صورت بھی رونما ہوگی وہ اس کے مطابق وظیفہ پڑھنے میں مصروف ہو جائے گا' اس طرح کوئی لمحہ نہیں بچے گا جو وہ بے مقصد ناکارہ اور غفلت میں گزار سکے' حضرت انسان کو ذاکر و عابد بنانے کا یہ حسین ترین طریقہ ہے۔

صبح و شام کے مختلف اوقات میں پڑھنے آفات و بلیات سے بچنے' مصائب سے محفوظ رہنے' دنیا و آخرت کی عزت و آبرو اور دیگر مقاصد کیلئے احادیث سے جو قرآنی' وظائف ثابت ہوتے ہیں اور کتاب الٰہی کی سورتوں کے جو فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ یہاں تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں تاکہ حسب حال یا ضرورت کے مطابق جس قسم کا وظیفہ کسی کو درکار ہو وہ پڑھنے کے لئے منتخب کر سکے' اس طرح مرد مومن کی توجہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک ہی ذات پر مرکوز ہو جائیگی وہ ذات جس کے لئے بندے کی ساری عبادتیں اور ریاضتیں وقف ہوتی ہیں اور جس کی یاد سے دلوں کو اطمینان و سکون کی دولت نصیب ہوتی اور رحمت و برکت کی پھوار پڑتی ہے اور جس کی بندگی سے سعادت مندوں کے دنوں کی تپش اور شبوں کے گداز کا راز آشکارا ہوتا ہے۔

صبح کے وظائف

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد مروی ہے۔

1- من قرء یس فی صدو النهار قضلیت حوائجه

جو دن کے آغاز میں سورہ یٰسین پڑھتا ہے' اس کی ضروریات پوری کر دی جاتی ہیں' اسی صحابی سے یہ بھی ضروری ہے۔

2- جو شخص صبح کے وقت تین بار یہ تعوذ پڑھتا ہے'

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرحیم

تین بار پڑھ کر پھر اٹھائیسویں پارے کی سورہ حشر کی آخری تین آیتیں تلاوت کرتا ہے۔

وکل اللہ بہ سبعین الف ملک یصلون علیہ حتی یمسی وان مات فی ذلک الیوم مات شھیدا

خدا تعالی ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو شام تک اس کے لئے دعا کرتے ہیں' اگر اسی روز مر جائے تو شہید متصور ہوتا ہے۔

جو شخص رات کو یہی وظیفہ کرے اس کے لئے صبح تک یہی حکم ہے۔

3- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص یہ وظیفہ دن کو کرے تو شام تک' اور اگر شام کو کرے تو صبح تک محفوظ رہتا ہے۔

حم' تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم' غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب ذی الطول' لا الہ الا ھو' الیہ المصیر

اس کے بعد آیت الکرسی پڑھے' جو تیسرے پارے کی تیسری آیت ہے

رات کے وظائف

حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

ہم لوگ ایک تیرہ و تار بارانی رات میں نکلے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا۔

پڑھو! میں نے عرض کی کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا۔

قل ھو اللہ اور آخری دو سورتیں پڑھو' مطلب یہ کہ قرآن پاک کی آخری تین سورتیں پڑھو! اگر دن کو پڑھو گے تو شام تک اور شام کو پڑھو گے تو صبح تک تمہارے لئے کافی ہونگی آپ کا یہ دستور تھا کہ سوتے وقت یہی سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے سارے جسم پر پھیرا کرتے

تھے آپ تین بار یہی عمل دہراتے۔

5- سورہ البقرہ شریف کی آخری دو آیات کے بارے میں جو آپ کے ارشادات سے پتہ چلتا ہے اعمال ووظائف کے باب میں یہ آیات بہت اہمیت رکھتی ہیں اور کسی خزانہ عامرہ اور بیش بہا نعمت سے کم نہیں۔

من قرء بھمانی لیلہ کفتاہ

جو انہیں رات کو پڑھ کر اس کیلئے کافی ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے۔

ولا تقرن فی دار ثلاث لیال فیقر بھا الشیطان

تین راتوں تک جس گھر میں پڑھی جائیں وہاں شیطان نہیں آتا۔

حضرت جبر بن نضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان اللہ ختم سورہ البقرہ بایتین اعطیتما من کنزہ الذی تحت العرش فتعلموھن و علمو نساء کم فانھا صلاہ و قرباں ودعا

اللہ پاک نے سورہ بقرہ کو دو آیات پر ختم فرمایا ہے یہ عرش کا خزانہ ہیں مجھے دی گئی ہیں انہیں خود سیکھو' اپنی خواتین کو سکھاؤ' کیونکہ یہ نماز عبادت اور دعا ہیں

6- حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے عرض کی "مجھے کوئی وظیفہ بتایئے جو سوتے وقت پڑھوں" آپ نے فرمایا قل یا ایھاالکافرون' پڑھ لیا کرو یہ شرک سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

7- جو شخص سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ کر سو بار سورہ قل ھو اللہ شریف پڑھ لیتا ہے قیامت کے روز اللہ پاک فرمائیں گے' اے میرے بندے دائیں طرف ہی سے جنت میں جا

8- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' حضور علیہ الصلوہ والسلام نے فرمایا

قرء حم الدخان فی لیلتہ اصبح یستغفر لہ سبعون الف ملک

جو شخص رات کے وقت سورہ دخان پڑھ لیتا ہے صبح تک فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

9- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

من قرء خرال عمران فی لیلتہ کتب لہ قیام لیلتہ

جو شخص رات کو سورہ آل عمران کا آخری رکوع پڑھ لیتا ہے اسے شب بیداری کا ثواب مل

ہے۔

10- حضرت حسین بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص رات کو سو آیات پڑھ لیتا ہے اللہ پاک اس سے اس رات قرآن پاک کا حق ادا نہ کرنے کے بارے میں باز پرس نہیں فرمائے گا جو دو صد آیات پڑھ لیتا ہے اسے ساری رات عبادت و قیام کا ثواب مل جاتا ہے جو پانسو یا اس سے زیادہ ہزار تک آیات کی تلاوت کرے اسے ڈھیروں اجر عطا فرماتا ہے۔

جمعتہ المبارک کے وظائف

۱۱۔ حضرت مکحولؒ سے روائت ہے۔

من قر ال عمران یوم الجمعتہ صلت علیہ الملئکتہ الی الیل۔ ۷۹

جو شخص جمعہ کے دن سورہ آل عمران کی تلاوت کرتا ہے، فرشتے رات تک اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

۱۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سی مروی ہے۔

جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرتا ہے، اسے ایک نور عطا ہوتا ہے جو دوسرے جمعتہ المبارک تک کے درمیانی عرصہ کو اس کے لئے روشن کر دیتا ہے۔

۱۳۔ حضرت کعبؓ حضورؐ کا یہ حکم مروی ہے۔

اقرنو سورۃ اھود یوم الجمعتہ۔ ۸۲

جمعہ کے دن سورہ ہود کی تلاوت کرو،

۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا۔

من قرء حم الدخان فی لیلتہ الجمعتہ غفرلہ۔ ۸۲

جو شخص جمعتہ المبارک کی رات کو سورہ دخان کی تلاوت کرتا ہے اسے بخش دیا جاتا ہے۔

آندھی کے وظائف

۱۵۔ حضرت ابن عامرؓ فرماتے ہیں حضورؐ کے ہمراہ جحفہ اور ابواء کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک آندھی آگئی، آپ نے فرمایا۔

شانِ رسالت

تیری صورت ہے قرآن کی آبرو
تیری سیرت ہے ایمان کی آبرو
دِل کی تُو آبرو ، جان کی آبرو !
دین و دنیا کے سامان کی آبرو

تُو ہے موجود ، موجود بزمِ جہاں
تیری ہستی ہر امکان کی آبرو ،

بخشی انسانیت تُو نے انسان کو
تجھ سے قائم ہے انسان کی آبرو

بزمِ کونین میں اک "محمدؐ" ہے تو
اللہ اللہ ! تیری شان کی آبرو

تیری الفت میں دیوانہ پن عشق کا
معرفت اور عرفان کی آبرو

نعت گوئی میں اہلِ سخن کی قسم
ہیں عزیزؔ آپ ملتان کی آبرو

اے عقبہ! قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھو، رب کی پناہ میں آنے کے لئے یہ ایسی دعائیں ہیں جن کی کوئی مثال نہیں۔ ۸۳

سورتوں کے فضائل

۱۶۔ سورۃ اخلاص

حضرت سیعد بن مسیبؓ سے روایت ہے!

جو شخص دس بار سورۃ اخلاص کی تلاوت کرے اس کے لئے جنت میں ایک شاندار محل تیار کر دیا جاتا ہے، بیس بار پڑھے تو دو اور تیس بار پڑھ لے تو تین محل بنا دیئے جاتے ہیں، اسی حساب سے وہ جتنے چاہے محل بنوائے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کی یارسول اللہ **افالنکثرن قصورنا۔** اگر یہ بات ہے تو ہم بڑی کثرت سے اپنے محل بنوائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ ۸۴

۱۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔

جو شخص یہ سورت دو سو بار تلاوت کرلے اس کے پچاس سال کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، مگر قرض کا معاملہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یہ سنگین جرم ہے جو معاف نہیں کیا جاتا۔

من قرء قل ھوالله احد مائتی مرۃ محی عنه ذنوب خمسین سنته الا ان یکون علیه دین۔ ۸۵

۱۸۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ اپ نے فرمایا! کیا تم میں سے کوئی شخص اتنی طاقت کا مالک نہیں کہ ایک رات میں قرآن پاک کا تیسرا حصہ پڑھ لے۔

من قرء الله الواحد الصمد فقد قرء ثلث القران۔ ۸۶

جس شخص نے سورہ اخلاص پڑھی گویا اس نے تہائی حصہ قرآن پاک کی تلاوت کی۔

۱۹۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا جمع ہو جاؤ، میں تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا، جب لوگ

اکٹھے ہو گئے تو آپ سورہ اخلاص سنا کر اندر تشریف لے گئے، حاضرین حیران رہ گئے آپ نے واپس آکر بتایا۔

الا انہا تعتدل ثلث القرآن۔ ۸۷

خبردار! یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۲۰۔ ایک صحابی کسی محلے کے امام تھے، سب انہیں احترام و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے، ان کا یہ دستور تھا کہ جب بھی نماز پڑھاتے سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص کی ضرور تلاوت کرتے، اگر کوئی اور سورت یا آیت پڑھنا ہوتی، پھر بھی یہ سورت ترک نہ کرتے۔ دیگر حضرات نے ان کی خدمت میں عرض کی۔

آپ کا یہ طرز عمل انوکھا، بالکل نیا اور سب سے مختلف ہے۔ چاہئے تو یہ کہ آپ سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص یا کوئی اور سورت پڑھا کریں۔ بیک وقت دوسری آیات یا کسی سورہ کے ساتھ سورہ اخلاص پڑھنا خلاف قاعدہ ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اگر چاہو تو میں تمہاری امامت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار ہوں۔ مگر سورہ اخلاص کا یہ عمل چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

حضورؐ کے دربار میں یہ عجیب اور انوکھا مقدمہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے بلا کر سبب دریافت فرمایا۔ اس نے کہا، مجھے اس سورت کے مضمون کے ساتھ غیر معمولی لگاؤ اور انس ہے۔ آپ نے اس کی یہ چاہت اور سورہ اخلاص کے ساتھ یہ محبت دیکھ کر فرمایا۔ **ان حبها ادخلك الجنتہ۔** ۸۸

بے شک اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

۲۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

آپؐ نے ایک شخص کو سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا اس پر جنت واجب ہو گئی۔ ۸۹

قرآن پاک کا دل۔ سورہ یسین

۲۲۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔

ان لكل شيئ قلبا وقلب القرآن يسين ومن قرء يسين كتب الله له بقراء تها قراءة

القران عشر مرات۔ نمبر ۹۰

بے شک ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن پاک کا دل سورہ یسین ہے۔ جو شخص ایک بار یہ سورت پڑھے اسے دس بار قرآن پاک ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

۲۳۔ حضرت معقل بن یسارؓ روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا۔

من قرء یسین ابتغاو وجہ اللہ تعالیٰ' غفرلہ ماتقدم من ذنبہ فاقرئوھا عند موتاکم۔ نمبر۹۱

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے سورہ یسین پڑھے اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ لہٰذا اپنے مردوں کے پاس اسے پڑھا کرو۔

سورہ تکاثر

۲۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

انیقرء الف ایتہ فی کل یوم؟ قال! اما یستطیع احدکم انیقرا الھاکم التاکثر' نمبر ۹۲

کیا تم سے کوئی شخص روزانہ ایک ہزار آیات نہیں پڑھ سکتا؟ عرض کی! حضورؐ روزانہ ایک ہزار آیات کون پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: کیا کوئی شخص سورہ الھاکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا۔؟ مطلب یہ تھا کہ اس سورت پاک کی تلاوت سے ایک ہزار آیات پڑھنے کا ثواب مل جاتا ہے۔

سورہ زلزال

۲۵۔ حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں۔

ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اور قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا: جن سورتوں کے شروع میں الم آتا ہے ان مین سے تین سورتیں یاد کر لو۔ اس نے عرض کی! حضور اب عمر زیادہ ہو گئی ہے زبان پر الفاظ نہیں چڑھتے' قوت یادداشت بھی کمزور ہو گئی ہے ان حالات میں اتنی لمبی سورتیں کس طرح پڑھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا۔ اگر یہ بات ہے تو پھر وہ تین سورتیں یاد کر لو جو حم سے شروع ہوتی ہیں۔ اس نے پھر وہی عذر پیش کیا۔ کہ اتنی لمبی سورتیں بھی یاد نہیں کر سکتا۔ مجھے کوئی جامع ترین سورت یاد کرا دیجئے۔

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے سورہ زلزال کی تعلیم دی، وہ شخص بہت خوش ہوا، اور بولا! میں یہ وظیفہ کبھی ترک نہیں کروں گا۔ جب وہ چلا گیا تو حضورؐ نے دو بار فرمایا۔

افلح الرویجل۔ ۹۳

یہ شخص فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو گا۔

۲۶۔ حضرت ابن عباس اور انسؓ روائت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سورہ زلزال نصف قرآن، سورہ اخلاص تہائی قرآن اور **قل یاایھاالکافرون** چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

یعنی سورہ زلزال کی تلاوت سے نصف قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ سورہ اخلاص کی تلاوت سے تہائی اور قل یاا یھاالکافرون کی تلاوت سے چوتھائی قرآن پاک پڑھنے کا۔

سورۃ الواقعہ

۲۷۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔

من قرء سورۃ الواقعہ فی کل لیلتہ کم نصبہ فاقتہ ابدا۔ ۹۴

ہر رات سورہ واقعہ کی تلاوت کرنے والا کبھی فاقہ مستی اور بھوک افلاس کی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوتا۔

حضرت ابن مسعودؓ اپنی بچیوں کو تلقین و ہدایت کیا کرتے تھے کہ وہ ہر رات اس کی تلاوت کریں۔

۲۸۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔

علموا نسائکم سورہ الواقعہ، فانھا سورہ الغنی۔ ۹۵

اپنی خواتین کو سورۃ واقعہ کی تعلیم دو، یہ دولتمند بنانے والی سورت ہے۔

۲۹۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

قاری الحدید واذا وقعت والرحمن یدی فی ملکوت السموات والارض ساکن الفردوس۔ ۹۶

ستائیسویں پارے کی آخری تین سورتیں سورہ الرحمان، سورۃ الواقعہ، اور سورہ الحدید کے قاری کو کائنات ارض و سما میں فردوس کا باشندہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

۳۰۔ حضرت ا-سغ ۴ روایت فرماتے ہیں۔

ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سی سورت سب سے بڑی ہے۔

آپ نے فرمایا۔

قل هوالله

اس نے پھر سوال کیا' سب سے بڑی آیت کون سی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

اية الكرسى

اس نے پھر استفسار کیا۔ وہ کون سی آیت ہے جس کی یہ شان ہو کہ آپ بھی یہ چاہتے ہوں کہ اس کا ثواب آپ کو اور آپ کی امت کو ملے۔ آپ نے فرمایا۔

وہ سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں' وہ عرش رحمان کا خزانہ اور دین و دنیا کی خیرات و برکات کی جامع ہیں۔ میری امت کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اللہ پاک نے اسے یہ آیات عطا فرمائی ہیں۔ ۹۷

۳۱۔ اگر کسی صبح و شام کا کوئی عمل کسی وجہ سے رہ جائے تو مندرجہ ذیل آیات صبح و شام پڑھ لینے سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے اور اسے رب تعالیٰ کی رحمت سے پورا ثواب مل جاتا ہے۔

آیات یہ ہیں۔

فسبحان الله حين تمسون وحين تصبحون۔ وله الحمد فى السموات والارض و عشيا وحين تظهرون۔ يخرج الحى من الميت ويخرج الميت من الحى ويحى الارض بعد موتها وكذالك تخرجون۔ ۹۸

سیدنا صدیق اکبرؓ
قرآن اور صاحب قرآنﷺ کی نظر میں

صاحبزادہ محمد مقبول احمد مرتضائی قسوری (ایم اے)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاک کلام "قرآن مجید" نے جہان اسرار و رموز کے دریا بہائے اور فلسفہ ممات و حیات کا ہر پہلو اجاگر کیا وہاں مقبولان بارگاہ کبریا و پسندیدگان نگاہ مصطفیٰ کو بھی داد تحسین سے سرفراز فرمایا=

آپ کوئی معجزہ طلب کئے بغیر ایمان لائے۔

انہیں ستودہ صفات ہستیوں کی سرخیل و مقتدا وہ ذات اقدس و اطہر بھی ہے جسے رب کائنات نے ایثار و سخاوت، زہد و ریاضت، اطاعت و عبادت، خوف و خشیت، جرات و ہمت، استقلال و استقامت، عقیدت و محبت، علم و حکمت، تفکر و بصیرت، تدبر و تمکنت، عزت و عظمت، رفعت و منزلت، وقار و وجاہت، سیاست و حکومت، شرافت و کرامت، امامت و عدالت اور دیانت و صداقت کا پیکر بنا کر نمایاں و ممتاز مقام پر فائز فرمایا۔

جی ہاں! وہی ذات عالیقدر جسے عاقل بالغ آزاد مردوں میں سب سے محسوس پہلے قبول اسلام

۳۰۔ حضرت ا۔غ ؓ روایت فرماتے ہیں۔

ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سی سورت سب سے بڑی ہے۔

آپ نے فرمایا۔

قل ھواللہ

اس نے پھر سوال کیا' سب سے بڑی آیت کون سی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

ایتہ الکرسی

اس نے پھر استفسار کیا۔ وہ کون سی آیت ہے جس کی یہ شان ہو کہ آپ بھی یہ چاہتے ہوں کہ اس کا ثواب آپ کو اور آپ کی امت کو ملے۔ آپ نے فرمایا۔

وہ سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں' وہ عرش رحمان کا خزانہ اور دین و دنیا کی خیرات و برکات کی جامع ہیں۔ میری امت کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اللہ پاک نے اسے یہ آیات عطا فرمائی ہیں۔ ۹۷

۳۱۔ اگر کسی صبح و شام کا کوئی عمل کسی وجہ سے رہ جائے تو مندرجہ ذیل آیات صبح و شام پڑھ لینے سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے اور اسے رب تعالیٰ کی رحمت سے پورا ثواب مل جاتا ہے۔

آیات یہ ہیں۔

فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون۔ ولہ الحمد فی السموات والارض و عشیاوحین تظھرون۔ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتھا وکذالک تخرجون۔ ۹۸

●

سیدنا صدیق اکبرؓ
قرآن اور صاحبِ قرآن کی نظر میں

صاجزادہ محمد مقبول احمد مرتضائی قصوری (ایم اے)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاک کلام "قرآن مجید" نے جہان اسرارورموز کے دریا بہائے اور فلسفہ ممات و حیات کا ہر پہلو اجاگر کیا وہاں مقبولان بارگاہ کبریا و پسندیدگان نگاہ مصطفیٰ کو بھی داد تحسین سے سرفراز فرمایا=

آپ کوئی معجزہ طلب کئے بغیر ایمان لائے۔

انہیں ستودہ صفات ہستیوں کی سرخیل و مقتدا وہ ذات اقدس و اطہر بھی ہے جسے رب کائنات نے ایثارو سخاوت' زہدوریاضت' اطاعت و عبادت' خوف وخشیت' جرات و ہمت' استقلال و استقامت' عقیدت و محبت' علم و حکمت' تفکرو بصیرت' تدبرو تمکنت' عزت و عظمت' رفعت و منزلت' وقاروو جاہت' سیاست و حکومت' شرافت و کرامت' امامت و عدالت اور دیانت و صداقت کا پیکر بنا کر نمایاں و ممتاز مقام پر فائز فرمایا۔

جی ہاں! وہی ذات عالیقدر جسے عاقل بالغ آزاد مردوں میں سب سے محسوس پہلے قبول اسلام

کا شرف حاصل ہوا۔ جس نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ ابرو پر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر فخر محسوس کیا۔ جس نے کوئی معجزہ و دلیل طلب کئے بغیر نور مجسم و رحمت پیہم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور و کلام فتور منور پر فدا ہو کر توحید باری کا برملا اعلان کر دیا۔ جس نے محبوب خدا سے باندھا ہوا پیمان وفا اس شان سے نبھایا کہ میدان محبت کے شاہسواروں کا سردار کہلایا سرتاجگان مہر و مروت کا پیشوا بنا، سرداوگان عشق حبیب کا امام و مقتدا ہوا۔ جسے ان محبتوں اور جاں نثاریوں کے عوض درگاہ الہٰی و دربار مصطفائی سے "صدیق" کا لقب ملا۔ بلکہ صدیق اکبرؓ کے درجہ پر متمکن کیا گیا۔

ایسا صدیق اکبرؓ جسے نبیوں اور رسولوں کے بعد کائنات میں افضلیت عطا کی گئی (ترمذی، ابن ماجہ) جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار**" (ترمذی) تو میرا حوض (کوثر) کا بھی ساتھی ہے اور غار کا بھی۔"

وہ صدیق اکبرؓ جسے دربار مصطفیٰ سے سند امتیاز عنایت ہوئی۔ فرمان نبوی ہے "کسی کو حق حاصل نہیں کہ صدیق اکبرؓ کی موجودگی میں امام بن سکے" فرمان نبویؐ۔

لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یومھم غیرہ

جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں ان کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس قوم کا امام بن سکے (ترمذی)

آیئے قرآن مجید کی آیات بینات میں سے بعض کا جائزہ لیں جو عظمت صدیق پر شاہد عدل ہیں اور مشاہیر مفسرین کرام نے ان سے آپ کی شان اقدس پر استشہاد و استدلال کیا ہے۔

اول الاسلامؓ

ابن کثیر کے مطابق پہلی وحی کے بعد جب حضرت خدیجہؓ الکبریٰ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ بھی آپ کے ساتھ تھے ایک موقعہ پر حضرت صدیق اکبرؓ نے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

الست اول من اسلم۔ کیا میں وہ نہیں جو سب سے پہلے اسلام لایا؟ (ترمذی)

حق تعالیٰ کے ارشاد **السابقون الاولون من المھاجرین والانصار الخ (التوبہ بت ۱۰۰)** کے

تحت باقی مفسرین کے علاوہ مشہور شیعہ مفسر "علامہ طبرسی" نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے (عورتوں سے) حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں اور ان کے بعد ابوبکرؓ ایمان لائے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ فرماتے ہیں "سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں (ابن عساکر)

نوٹ۔ مذکورہ آیت میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی عظمت وشان کے علاوہ آپ کی اتباع کرنے والوں کو بھی سند رضا، جنت کے ابدی مقام، انعام و کرام اور عظیم کامیابیوں کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

صدیق اکبرؓ

بخاری و مسلم کی صحیح حدیث کے مطابق رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے احد پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا "ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔" جبکہ حضورؐ کے ہمراہ حضرات ابوبکر، عمر، عثمان تھے (رضی اللہ عنہم)

قرآن عظیم میں مراتب عالیہ کی حسن ترتیب بھی اسی طرح واقع ہے۔

نعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاہ (النساء ایت ۶۹)

جو شخص اللہ تعالیٰ و رسول مکرم کی فرمانبرداری کرے تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوکاروں میں سے اور یہ حضرات بہت اچھے ساتھی ہیں۔"

ب نے ایک دن رات میں چالیس ہزار درہم راہ حق میں خرچ کر دیئے۔

حکیم بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو قسم اٹھا کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ کریم جل شانہ نے آسمان پر حضرت ابوبکرؓ کا نام "الصدیق" نازل فرمایا (تاریخ الخلفاء)

ابو یحییٰ سے نقل ہے کہ بے شمار مرتبہ میں نے حضرت علیؓ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ اللہ نے حضرت ابوبکر کا نام "الصدیق" نبیؐ کی زبان پر رکھا (دار قطنی، حاکم)

قرآن عظیم کی آیت والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ھم المتقون (الزمر آیت ۳۳) وہ جو سچائی لے کر تشریف لائی اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی صاحب تقویٰ ہیں۔

جمہور مفسرین کہتے ہیں "جاء بالصدق" سے مراد سرور انبیاء محمدؐ مصطفیٰ ہیں اور "صدق بہ" سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں کیونکہ وہ حضور پر نور کے تمام اقوال و افعال کی تصدیق کرنے میں پیش پیش رہے۔

شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا میری قوم میں سے واقعہ معراج کی تصدیق کون کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا۔ ابوبکر صدیقؓ کریں گے وہ صدیق ہیں (طبقات ابن سعد)

حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکرؓ غار میں تھے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "انت صدیق" تم صدیق ہو (تفسیر قمی ص ۱۰۷)

حضرت امام باقرؓ سے پوچھا گیا کیا تلوار کو چاندی چڑھانا جائز ہے؟ فرمایا جائز ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی تلوار کو چاندی چڑھائی تھی۔ اس پر راوی نے حیران ہو کر پوچھا آپ ابوبکرؓ کو "صدیق" کہتے ہیں؟ تو امام نے اپنی جگہ سے اٹھ کر فرمایا **نعم الصدیق فمن لم یقل له صدیق فلا صدق اللہ قوله فی الدنیا والاخرہ** ہاں وہ صدیق ہیں جو شخص حضرت ابوبکر کو صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی کوئی بات سچی نہ کرے (کشف الغمہ ص ۲۶۰)

متقی و محسن

آیت مذکوہ میں "اولئک ھم المتقون" رسول اللہ کے ساتھ ذکر کر کے بطور خاص آپ کے کمال تقویٰ کو اجاگر کیا گیا ہے یعنی ایسا تقویٰ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی تربیت اور انوار رسالت کے خصوصی پرتو کے باعث ممتاز حیثیت کا حامل ہے اس سے اگلی آیت میں ارشاد ربانی ہے۔ **لھم ما یشائون عند ربھم ذالک جزاء المحسنین** (الزمر یت ۳۴)ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس وہ کچھ ہے جو وہ چاہیں گے اور محسنوں کی یہی جزاء ہے۔

ان کی نیکیوں سے رب العزت اس قدر خوش ہیں کہ انہیں ہر وہ انعام و اکرام عطا فرمانے کو تیار ہیں جو وہ چاہیں اور یہ اعلان فرمایا گیا کہ وہ واقعی اس قابل ہیں کہ انہیں جزا دی جائے کیونکہ وہ "محسن" ہیں اس پر مستزادیہ کہ اگر کبھی ان سے کوئی لغزش بھی ہوگئی ہو تو اس کی معافی کا یوں اعلان فرمایا۔ **لیکفر اللہ عنھم اسوا الذی عملو ویجز یھم اجر ھم باحسن الذی کا**

یعملون۔ (الزمر آیت ۳۵) تاکہ ان سے وہ لغزشیں مٹا دے جو ان سے سرزد ہوئیں اور انہیں احسن طریقے سے ان نیکیوں کی جزا دے جو وہ کرتے رہے۔

نوٹ = اس آیت کریمہ کی روشنی میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی مخالفت میں اٹھنے والا ہر اعتراض و بہتان مسترد ہو جاتا ہے۔

مشیر و وزیر

فرمان نبوی ہے میرے دو وزیر آسمان پر ہیں اور دو زمین پر۔ آسمانی وزیر حضرات جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمینی وزیر حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروقؓ (ترمذی) اسی سلسلہ میں فرمان الٰہی ہے **وشاورھم فی الامر** (العمران آیت ۱۵۹) اور ان سے مشورہ فرماتے رہیں۔

مفسرین اس پر متفق ہیں کہ جن حضرات سے مشورہ کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروقؓ پیش پیش ہیں۔ یہ دونوں حضرات ہمیشہ بالخصوص رسول اللہ کے مشیر و وزیر رہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مسلسل مشورہ فرماتے رہے۔

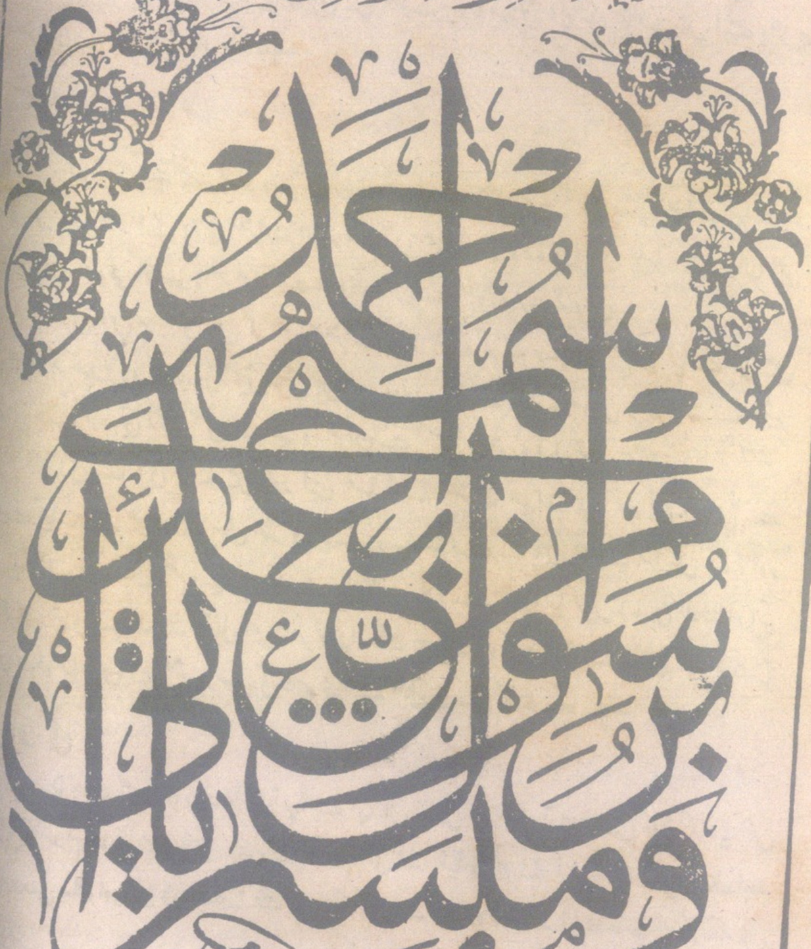
الرازی نے اپنی فوائد میں اور ابن عسا کرنے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل آئے اور کہا بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ آپ ابوبکر صدیقؓ سے مشورہ لیا کریں (تاریخ الخلفاء) یہ بھی فرمان نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امر کو برا سمجھتے ہیں کہ ابوبکر صدیق سے غلطی ہو۔ (تاریخ الخلفا) واہ کیا شان ہے مشیر رسول کی جسے خدا نے غلطیوں سے محفوظ رکھا ہے۔

فیاض و سخی

یوں تو جب بھی ضرورت پڑی آپؓ نے اپنا مال رسول اللہ کے قدموں میں حاضر کر دیا جس پر تاریخ اسلام شاہد ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا= **مانفعنی ومال احد قط مانفعنی مال ابوبکر** (ترمذی) مجھے کسی کے مال نے بھی وہ فائدہ نہ دیا جو فائدہ ابوبکرؓ کے مال نے دیا۔

سفر تبوک میں اپنا تمام اثاثہ قدموں پر نچھاور کرنے کے علاوہ اکثر مواقع پر بھاری سرمایہ خرچ کرنے کے واقعات مشہور و مستند ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس چالیس

بسم الله الرحمن الرحیم



۲۰ ۱۳

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

ہزار درہم تھے آپ نے دس ہزار رات میں دس ہزار دن میں دس ہزار خفیہ اور دس ہزار اعلانیہ راہ حق میں خرچ کر دیئے جس پر یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی۔

الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیتہ فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (البقرہ آیت ۲۷۴)

جو لوگ اپنے مالوں کو رات اور دن میں خفیہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے۔

فیاضی و سخاوت کی اسی صفت کے باعث داد تحسین دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا= **من امن النلس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر (بخاری و مسلم)** بیشک لوگوں میں سے اپنی رفاقت اور مال خرچ کرنے کے اعتبار سے مجھ پر سب سے بڑھ کر احسان ابوبکرؓ کا ہے۔ اپ کی فیاضی و سخاوت تو مسلم ہے ہی اس پر طرہ امتیاز یہ کہ آپ کا مال "مزکی" قرار دیا گیا۔ فرمان باری ہے۔

الذی یوتی مالہ یتزکی۔ (الیل ایت ۸) جو اپنا صاف ستھرا اور پاکیزہ مال راہ حق میں دیتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجتہ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعداللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیر۔ "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ تعالی نے بہت اچھا وعدہ فرمایا اور اللہ تعالی تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔"

کلبی نے کہا یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ پہلے وہ شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے راہ حق میں مال خرچ کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و اعانت کی (خزائن العرفان)

محب و محبوب

یاایھاالذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ الخ

(المائدہ ایت ۵۴)

"اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔"

ایمانداروں پر نرمی کرنے والے اور کفار پر سختی کرنے والے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت و علم والا ہے۔

یہ کونسی قوم ہے جس کا مذکورہ آیت میں ذکر ہوا؟ مفسرین متفق ہیں کہ خلافت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں پیش آنے والے حالات کے بارے میں بیان فرمایا گیا ہے جب فتنہ ختم نبوت، فتنہ منع زکوۃ اور فتنہ ارتداد کے مختلف پہلوؤں کے باعث شمع ایمان کو روشن رکھنا نہایت مشکل ہو گیا مگر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے ایمان و یقین، عزم و استقلال، تدبرو فراست اور آپ کے جانباز مجاہدین کو لاکھوں سلام نیاز پیش کرتے ہیں جنہوں نے ان تندوتیز طوفانوں کا رخ موڑ کر پرچم اسلام سربلند رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے رفقاء کے حق میں یحبهم و یحبونه۔ دوست ہے وہ (اللہ) ان کا اور وہ دوست ہیں اس کے فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا محب و محبوب، اہل ایمان کے لئے سراپا شفقت و نرمی، عنایت و ملاطفت اور کفارو دشمنان دین کے لئے سخت فولادی چٹان قرار دیا۔ بقول اقبال

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

نوٹ = آیت مذکورہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور آپ کے جانباز سپاہیوں اور جان نثار ساتھیوں کو جن شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے، جن اوصاف حمیدہ و خصائل مجیدہ سے انہیں متصف کیا گیا ہے، قرآن حکیم کو خدا کا کلام ماننے والوں کو ان کے خلیفہ برحق اور ان کی حقانیت و صداقت تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔

قرآن نے آپ کی خلافت حقہ ثابت کی ہے۔

اسی طرح مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ جو آپ کے زمانہ خلافت میں ہوئی اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مفسرین نے نشاندہی کی ہے۔

ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلوھم اویسلمون - فان تطیعوا یوتکم اللہ اجر احسنا- وان تتولوا کماتولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما (الفتح آیت ۱۶)

"عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے۔ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تعالی تمہیں اچھا اجر عطا فرمائیں گےاور اگر پھرو گے جیسے تم پہلے پھرے ہو تو تمہیں دردناک عذاب دیں گے۔"

اس سے مراد مسیلمہ کذاب کے لوگ ہیں جن سے خلافت صدیقیہ میں زبردست لڑائی ہوئی اس آیت سے آپ کی خلافت حقہ کا ثبوت بھی ملتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی اطاعت کرنے والوں کو اچھے اجر (جنت) اور مخالفت کرنے والوں کو عذاب جہنم کا وعدہ دیا گیا ہے۔ نیز اللہ کریم نے بدری صحابہ کے حق میں فرمایا **ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیل اللہ صفا کانھم بنیان مرصوص** (الصف ایت ۴)

"بے شک اللہ تعالی ان کو محبوب رکھتے ہیں جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جم کر لڑتے ہیں۔"

راہ خدا میں مضبوط بنیاد کی طرح صف باندھ کر لڑنے والوں کے سرخیل حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے محبوب و محب ہیں۔

اولی الامر

یایھاالذین امنوا اطیعواللہ واطیعواالرسول و اولی الامرمنکم (النساء ایت ۵۹)

"اے ایمان والو! اللہ تعالی اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری بھی کرو اور امر والوں کی بھی۔"

اس آیت کی تشریح میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اولی الامر سے مراد والی یعنی خلفاء ہیں۔

اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "اولی الامر" سے مراد حضرت ابوبکر و عمرؓ ہیں (معالم التنزیل)

ارشاد ربانی ہے۔ **ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون۔** (المائدہ ایت ۵۶)

"اور جو شخص مددگار بنائے اللہ تعالی اور اس کے رسول مکرم اور ایمان والوں کو تو بلاشبہ اللہ تعالی کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں ایمان والوں سے مراد سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ نبی پاکؐ صاحب لولاک نے آپ کے حق میں تصریح فرمائی ہے۔ **یابی اللہ والمومنون الا ابابکر** یعنی سوائے ابوبکر کے کسی دوسرے کو پیشوائے خلق بنانے سے اللہ تعالی انکار فرماتے ہیں اور اللہ تعالی کے مطیع بندے جو صاحب ایمان ہیں وہ بھی انکار کرتے ہیں (تفسیری مواہب الرحمٰن)

اولوالفضل

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے ایک نادار و مسکین رشتہ دار تھے جن کا نام مسطح تھا۔ آپؓ نے ان کا باقاعدہ وظیفہ مقرر کر رکھا تھا جس سے وہ باوقار گزر اوقات کر رہے تھے۔ جب وہ واقعہ افک میں ملوث ہوئے تو آپ کو ان کے رویہ سے سخت ذہنی و قلبی کوفت ہوئی۔ آپؓ ان کا وظیفہ بند کرنے کے متعلق سوچ ہی رہے تھے کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ولا یاتل اولوالفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ والیعفوا والیصفحوا الاتحبون ان یغفراللہ لکم واللہ غفوررحیم۔ (النور ایت ۲۲)

"اور صاحب فضل و وسعت اس بات کی قسم نہ اٹھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور ہجرت کرنے والوں کو خرچہ وغیرہ نہیں دیں گے۔ چاہیے کہ وہ معاف و درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالی تمہیں بخش دیں اور اللہ تعالی بخشش و رحم فرمانے والے ہیں۔"

آیت مذکورہ میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو "اولوالفضل اور صاحب کشائش" (مالدار) قرار دے کر حکم دیا گیا ہے کہ وہ رشہ داروں کی لغزشوں کے باوجود ان سے دست جود عطا کوتاہ نہ کریں بلکہ حسب روایت عنایات و نوازشات فرماتے رہیں۔ لہذا آپؓ نے ایسا ہی کیا اور مسلسل کرم فرماتے رہے۔

اتقی

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے والے "صاحب تقوی" تو بیشمار ہیں مگر سیدنا صدیق اکبرؓ کو "اتقی" فرمایا گیا ہے جن پر خود تقویٰ ناز کرتا ہے۔ بلکہ انہیں تقوی کے لئے خود ذات باری نے منتخب فرمالیا فرمان ربی ہے۔

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ واجر عظیم۔ (الحجرات ایت ۳)

"جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہی تو وہ حضرات ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالی نے "تقویٰ" کے لئے منتخب فرمالیا ہے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔"

مفسرین فرماتے ہیں جب آیت **لاترفعوا اصواتکم الخ** نازل ہوئی تو حضرات ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ نے اپنی آوازیں نہایت پست کرلیں جس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان)

اسی طرح آیت مقدسہ "**ان اکرمکم عند اللہ اتقکم** کے بارے میں مفسرین کرام فرماتے ہیں ۔ قرآن کریم کے اس ارشاد سے مراد حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں کیونکہ آپ کا لقب "اتقی" ہے جو سورۃ الیل کی آیت سے بالتصریح ثابت ہے۔ **وسیجنبھا الاتقی** عنقریب "اتقی" اس نار (جہنم) سے محفوظ رکھا جائے گا۔

آیت مذکورہ کے مطابق چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ "اتقی" ہیں لہذا آپ "اکرم" بھی ہیں یعنی سب سے بڑھ کر بزرگی و کرامت والے۔

خلوص و للہیت

جب آپؓ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بیش بہا قیمت ادا کرکے در مصطفیٰ پر لا کر آزاد کر دیا تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نہایت تجربہ کا تاجرو جہاندیدہ سوداگر ہیں۔ اتنی بھارتی قیمت ادا کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپؓ پر حضرت بلالؓ کا کوئی بڑا احسان ہو گا جس کا بدلہ چکانے کے لئے آپ نے زر کثیر خرچ کیا ہے۔

اس پر خدائے قدوس نے آپ کے خلوص و للہیت کا یوں اعلان فرمایا۔ **ومالا حد عندہ من**

نعمہ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی۔ (اللیل ایت ۱۹، ۲۰)

"اور آپ پر کسی کا کوئی ایسا احسان نہیں تھا جس کا بدلہ دیا گیا ہو یہ (سبھی کچھ) تو اپنے رب اعلیٰ کی رضا جوئی کے لئے تھا۔"

یہ آپ کے کارہائے نمایاں کا ہی صلہ ہے کہ پروردگار نے نہ صرف ان کا اعلان فرمایا بلکہ ان پر مرتب ہونے والی جزاء و عطا کے تذکرہ کے علاوہ ان کی مالی قربانیوں اور ایثار کے باعث جن میں حضرت بلال سمیت بہت سارے غلاموں کو بھاری قیمت کے عوض آزاد کروایا رب العزت نے بیمثال سند رضا عنایت فرمانے کا اعلان فرما دیا۔ "ولسوف یرضیٰ" وہ عنقریب راضی ہو جائے گا۔

یار غار

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضلی اللہ عنہا کے سوال پر ارشاد ہوا "ہمارا صحابی عمر فاردق وہ خوش نصیب ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔ اور جب پوچھا گیا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ تو فرمایا آپؓ کی غار والی ایک نیکی حضرت عمرؓ کی تمام نیکیوں پر بھاری ہے۔"

یہ وہ اعزاز ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ سفر ہجرت میں باقی سعادتوں کے علاوہ اس امداد و تعاون کو خدائے ذوالجلال نے اپنی مدد قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

ان لا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا الخ (التوبہ ایت ۴۰)

"کیا ہوا اگر تم نے میرے حبیب کی مدد نہیں کی۔ یہ تحقیق اللہ تعالی نے جو ان کی مدد فرمائی ہے جب آپ کو کافروں نے (مکہ) سے نکال دیا دوسرا دونوں کا جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے جب وہ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے غم نہ کر بے شک اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے۔"

بلاشرکت غیر "معیت" کا یہ شرف جس شاندار انداز میں آپ کو حاصل ہوا کوئی دوسری ہستی اس میں حصہ دار نہ بن سکی۔ اس ابدئی و لازوال معیت کو باتفاق مفسرین "والذین معہ" الخ

(لفتح) کیصورت میں بھی قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ ایسی "معیت" جو بچپن سے جوانی تک، ابتدائی اسلام سے قبر تک قائم رہی، قبر سے حشر تک قائم ہے اور حشر سے ابد الاباد تک قائم رہے گی۔ جو محض فضل کبریا و شفقت مصطفیٰ کا نتیجہ ہے۔ بقول اقبال خلاصہ کلام عرض کر کے اجازت چاہوں گا۔ ؎

آں امن الناس برمولائے ما
آن کلیم اول سینائے ما
ہستی او کشت ملت راچوں ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

اللہ کریم بطفیل رحمتہ اللعالمین حب صدیق و عشق مصطفیٰ سے ہمارے قلوب و اذہان کو منور رکھے۔ آمین



قرآن میں واقعات کا ذکر

تحریر: ظفر علی

واقعات کا ذکر

قرآن مجید تاریخ کی کتاب نہیں ہے۔ اس میں بے شمار واقعات کا بیان ہے، مگر واقعات پورے بیان نہیں کئے گئے بلکہ موعظت و نصیحت کی خاطر واقعے کا کوئی حصہ بیان کر دیا گیا ہے۔ اب کچھ واقعات کا ذکر مختصراً کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت آدمؑ اور ابلیس

حضرت آدمؑ کا اسم گرامی پچیس مرتبہ پچیس آیات میں آیا ہے۔ متعلقہ سورتوں کے نام یہ ہیں۔ البقرہ، آل عمران، المائدہ، اعراف، الاسراء، الکہف، مریم، طہٰ

ابلیس کا ذکر سورہ الحجر اور سورہ ص میں بھی آیا ہے۔

۲۔ حضرت نوحؑ اور طوفان نوح

ان کا ذکر تنتالیس مرتبہ آیا ہے، قرآن پاک کی ایک سورت کا نام بھی نوحؑ ہے۔ دیگر سورتوں کے نام یہ ہیں۔ آل عمران، النساء، انعام، اعراف، التوبہ، یونس، ہود، ابراہیم، الاسراء، غافر، الشوریٰ، ق، الذاریات، النجم، القمر، الحدید، التحریم۔

ان کا ذکر قرآن پاک میں صرف دو جگہ آیا ہے۔ الاعراف، ہود، الشعراء ان کی قوم عاد کا ذکر سورۃ شعراء، فصلت مومنون، احقاف، الذاریات، القمر اور الحاقہ میں ہے۔

۵۔ حضرت صالحؑ

ان کا ذکر مندرجہ ذیل سورتوں میں آیا ہے۔ اعراف، ہود، شعراء

ان کی قوم ثمود کا ذکر سورہ اعراف، ہود، نمل، فصلت، النجم، القمر، الحاقہ اور الشمس میں آیا ہے۔

۶۔ حضرت ابراہیمؑ

آپ کے اسم گرامی پر قرآن پاک کی ایک سورت کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے۔ سورۃ البقرۃ، الانعام، النحل، آلعمران، یوسف، النجم، الحج، الانبیاء، الشعرا، العنکبوت، الزخرف، ص، مریم، ہود، التوبہ، اور الحدید غرضیکہ پچیس سورتوں اور تریسٹھ آیات میں آپؑ کا ذکر آیا ہے۔

۷۔ حضرت اسماعیلؑ

ان کا ذکر سورۃ البقرۃ، ابراہیم، الصافات اور سورۃ مریم میں آیا ہے۔

۸۔ حضرت اسحاقؑ

ان کا ذکر سورہ ہود سورہ یوسف اور چند دیگر سورتوں میں آیا ہے۔

۹۔ حضرت یعقوبؑ

ان کا ذکر قرآن پاک میں دس مرتبہ آیا ہے تفصیل یہ ہے۔ البقرہ، الانعام، مریم، الانبیاء، النساء، یوسف اور ص

۱۰۔ حضرت یوسفؑ

ان کا ذکر قرآن پاک میں چھبیس مرتبہ آیا ہے یعنی سورۃ یوسف میں، الانعام میں اور الغافر

میں۔

۱۱۔ حضرت شعیبؑ

ان کا ذکر دس مرتبہ آیا ہے تفصیل یہ ہے۔ سورۃ الاعراف، ہود، الشعرا، العنکبوت، نیز ان کی قوم کا ذکر ان سورتوں کے علاوہ سورۃ الحجر میں بھی ہے۔

۱۲۔ حضرت موسیٰ و ہارونؑ

حضرت موسیٰ کا ذکر قرآن پاک میں بے شمار بار آیا ہے اور ساتھ ہی ہارونؑ کا۔ اور بنی اسرائیل اور فرعون کا بھی، تفصیل یہ ہے، سورۃ البقرہ، النساء المائدہ، الانعام، الاعراف، الانفال، یونس، ہود، ابراہیم، نحل، بنی اسرائیل، الکہف، مریم، طہ، الانبیا، المومنون، الفرقان، الشعرا، النمل، القصص، العنکبوت، سجدہ، الاحزاب، الصافات، المومن، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الذاریات، قمر، الصف، الجمعہ، التحریم، الحاقہ، المزمل، النازعات، الفجر، ہامان اور قارون کا ذکر بھی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ آیا ہے۔

۱۳۔ حضرت یوشعؑ بن نون

ان کا نام قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ البتہ سورۃ الکہف میں دو جگہ حضرت موسیٰ کے ایک نوجوان رفیق سفر کا تذکرہ ہے۔

۱۴۔ حضرت الیاسؑ

قرآن پاک میں دو جگہ پر حضرت الیاسؑ کا ذکر آیا ہے یعنی سورۃ الانعام میں اور سورۃ الصافات میں۔

۱۵۔ حضرت الیسعؑ

کا ذکر صرف سورۃ الانعام اور سورۃ ص میں آیا ہے اور وہ بھی نام کی حد تک۔ یہ حضرت الیاسؑ کے نائب تھے۔

۱۶۔ حضرت شموئیلؑ

ان کا نام تو قرآن پاک میں مذکور نہیں البتہ ان کا ذکر سورۃ البقرہ میں ہے جہاں دو بادشاہوں طالوت اور جالوت کا ذکر ہے۔

۱۷۔ حضرت داوٗدؑ

حضرت سلیمانؑ

ان کا نام سولہ مرتبہ سورۃ البقرۃ، النساء، الانعام، الانبیا، النمل، سبا ص میں آیا ہے۔

۱۹۔ حضرت ایوبؑ

ان کا ذکر چار سورتوں النساء، الانعام، الانبیا اور ص میں آیا ہے۔

۲۰۔ حضرت یونسؑ

ان کا ذکر چھ سورتوں النساء، الانعام، یونس، الصافات الانبیاء اور القلم میں آیا ہے

۲۱۔ حضرت عزیرؑ

ان کا نام صرف ایک جگہ سورۃ التوبہ میں آیا ہے۔ البتہ سورۃ البقرہ میں بغیر نام لئے ایک برگزیدہ ہستی کا ذکر ہے جو ایک تباہ حال بستی کے پاس سے گزری اور تعجب سے ان کے دوبارہ آباد ہونے کو ناممکن سمجھا۔ اللہ تعالی نے اس ہستی کو ۱۰۰ برس تک موت دیئے رکھی۔ اور جب ان کو دوبارہ زندہ کیا تو اس بستی کو آباد دیکھ کر انہیں یہ کہنا پڑا کہ اللہ تعالی قادر مطلق ہے۔

۲۲۔ حضرت ذالکفلؑ

ان کا ذکر دو سورتوں الانبیاء اور ص میں آیا ہے اور وہ بھی صرف نام کی حد تک

۲۳۔ حضرت ذکریاؑ

ان کا ذکر چار سورتوں آل عمران، الانعام، مریم، اور الانبیاء میں ہے۔

۲۴۔ حضرت یحیٰؑ

ان کا ذکر اپنے والد محترم حضرت ذکریاؑ کے ساتھ ہی چار مرتبہ آیا ہے۔

۲۵۔ حضرت عیسیٰؑ

آپ کے تقریباً ۵۷۰ برس بعد ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کا ذکر مندرجہ ذیل تیرہ سورتوں میں آیا ہے۔ البقرہ، آلعمران، النساء، المائدہ، الانعام، التوبہ، مریم، المومنون، الاحزاب، الشوریٰ، الزخرف، الحدید، الصف۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے علاوہ مندرجہ لوگوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔

۱۔ اصحاب الجنۃ (باغ والے)

کا قصہ سورۃ القلم میں آیا ہے یہ باغ والے تھے۔ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح ہی صبح پھلوں کو کاٹ لیں گے۔ وہ انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھے۔ پس ابھی وہ سو ہی رہے تھے کہ ان کا باغ عذاب الٰہی سے برباد ہو گیا۔

۲۔ اصحاب القریہ (بستی والے)

ان کا قصہ سورہ یٰسین میں آیا ہے۔ اس بستی والوں کے پاس دو نبی بیک وقت بھیجے گئے لیکن ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ایک تیسے نبی کو وہاں مبعوث فرمایا تاکہ پہلے دونوں انبیاء کی مدد کرے۔ مگر بستی والوں کا حال پہلے جیسا رہا۔ بستی کے آخری کنارے پر رہنے والے آدمی سے انبیاء کی یہ توہین نہ دیکھی گئی اور اس نے قوم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ بستی والے اس مرد مومن پر غصے ہوئے اور اسے شہید کر ڈالا۔

۳۔ حضرت لقمانؓ

ان کا ذکر سورۃ لقمان میں آیا ہے اور ان کے نصائح کا بیان بھی ہے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ ایک ولی اور برگزیدہ ہستی تھے۔

۴۔ اصحاب السبت

ان کا ذکر سورۃ البقرۃ، النساء، المائدہ اور الاعراف میں آیا ہے۔ سینچر سبت، (ہفتہ) کے دن کو کہتے ہیں۔ یہود کے ہاں یہ دن صرف عبادت کے لئے مقرر تھا۔ مگر یہ لوگ اس دن بھی مچھلی کا شکار کرتے رہتے۔ کیونکہ آزمائش کے طور پر اس دن مچھلیوں کی دریا یا سمندر میں بہتات ہو جاتی تھی۔ آخر سزا کے طور پر اللہ نے ان کی صورتیں مسخ کر کے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا اور اس طرح یہ ذلیل و خوار ہو کر مرے۔

۵۔ اصحاب الرس

رس پرانے کنویں کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا قصہ سورۃ الفرقان اور ق میں مذکور ہے ان لوگوں نے اپنے نبی کو جھٹلایا تھا۔

۶۔ ذوالقرنین

ان کا ذکر سورۃ الکہف میں ہے اس نے بہت سے ملک فتح کئے بڑا انصاف پسند اور خدا ترس بادشاہ تھا۔

۷۔ یا جوج و ماجوج

یہ ایک وحشی اور اجڈ قوم تھی۔ ذوالقرنین کے قصہ میں ضمنی طور پر اس کا ذکر بھی آیا ہے۔

۸۔ اصحاب الکہف (غار والے)

ان کا ذکر سورۃ الکہف میں آیا ہے۔ یہ چند ایمان دار نوجوان تھے جو اپنا ایمان محفوظ رکھنے کے لئے ایک غار میں روپوش ہو گئے تھے۔ اللہ تعالی نے ان پر نیند طاری کر دی اور پھر ان کو بیدار کر دیا یہ بعد میں زندہ رہے اور اپنی عمریں پوری کر کے فوت ہوئے۔

۹۔ اصحاب الاخدود

(خد کے) معنی ہیں گڑھا) ان کا ذکر سورۃ البروج میں آیا ہے۔ یہ لوگ طاقتور لیکن کافر تھے۔ ان کے بادشاہ نے کچھ ایمانداروں کو ایمان ترک نہ کرنے کی بناء پر خندقوں میں آگ جلوا کر ان کو اس میں پھنکوا دیا تھا۔

۱۰۔ قوم تبع

تبع یمن کے حمیری بادشاہوں کا لقب ہے۔ تبع کا ذکر سورہ ق اور الدخان میں آیا ہے۔ تبع کی قوم کا ذکر مجرم قوموں کی فہرست میں کیا گیا ہے۔

۱۱۔ اصحاب الفیل (ہاتھیوں والے)

سورۃ الفیل میں انکا ذکر ہے۔ یہ حبشہ کے رہنے والے تھے یمن پر قابض ہو چکے تھے اور خانہ کعبہ کی عظمت و جلال کو ختم کرنے کے لئے ہاتھیوں کا لشکر لے کر اس پر حملہ آور ہوئے۔ ابرہہ ان کا سپہ سالار تھا۔ اللہ تعالی نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور اس طرح یہ اپنے مقصد میں ناکام رہے۔

۱۲۔ اصحاب الایکہ (جنگل والے)

حضرت شعیبؑ کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق مدین والوں کو ہی اصحاب ایکہ کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ان کو دو الگ قومیں بتایا گیا ہے۔ اس صورت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو ان دونوں قوموں کی طرف بھیجا گیا تھا۔ سورہ الحجر میں بھی ان کا ذکر ہے۔

بعض واقعات مثلاً" سیل عرم کا ذکر بھی آیا ہے۔ اسی طرح سبا کا نام بھی آیا ہے یہ دراصل ایک قدیم بادشاہ کا نام ہے۔ بعد میں اس کی سلطنت کو ہی سبا کہا جانے لگا۔ حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں اہل سبا ایمان لائے۔ (ملاحظہ ہو سورۃ النمل)

اہل یمن نے آبپاشی کے لئے ایک بند بنایا ہوا تھا۔ جسے سد مارب کہا جاتا تھا یہ بند زبردست سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گیا (دیکھئے سورۃ السبا)

واقعات ہی کے سلسلے میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بھی مختصرا

قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔

آپؐ کا نام نامی سورہ محمدؐ میں محمدؐ مذکور ہے اور سورہ الصف میں احمدؐ مذکور ہے۔

یاایھاالنبیؐ اور یاایھاالرسول کہہ کر بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ اسماء آپ کے لئے مذکور ہیں۔ نذیر، بشیر، عزیز، روف، رحیم، ہادی، مدثر، مزمل، سراج منیر، خاتم النبین، عبده نور، ہادی، امین، رحمۃ، منذر اور مبشر۔

آپؐ کے معراج کے واقعے کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں آیا ہے۔ ہجرت مدینہ سے قبل غار ثور میں قیام کا ذکر سورۃ التوبہ میں ہے۔ ہجرت کے واقعہ کا تذکرہ سورہ انفال میں بھی ہے۔ (ملاحظہ ہو رکوع ۱۸)

غزوہ بدر کا ذکر سورۃ الانفال اور آل عمران میں آیا ہے۔

غزوہ احد کا ذکر سورہ ال عمران میں آیا ہے۔

غزوہ خندق کا ذکر سورۃ الاحزاب میں کیا گیا ہے۔

صلح حدیبیہ کا ذکر سورۃ الفتح میں کیا گیا ہے۔

سورۃ النصر میں فتح مکہ کا ذکر ہے۔

غزوہ حنین کا ذکر سورۃ التوبہ میں آیا ہے۔

آپؐ پر سلسلہ نبوت اختتام پذیر ہونے کا ذکر سورۃ الاحزاب میں کیا گیا ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین۔ وکان اللہ بکل شی علیما۔ (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ تعالی کے رسول اور سب انبیاء کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

۵۔ قیامت اور آخرت

قیامت کا وقت اللہ تعالی ہی کو معلوم ہے۔

ان اللہ عندہ علم الساعۃ (لقمان: ۳۴)

دنیا کی طبعی عمر مکمل ہونے پر قیامت وقوع پذیر ہو گی۔ صور پھونکا جائے گا اور سب ذی

روح بے ہوش ہو جائیں گے۔ دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب انسان ایک بڑے میدان میں اکٹھے ہو جائیں گے۔ حساب و کتاب ہو گا۔ آسمان پھٹ جائے گا۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ سمندر جوش میں آ جائیں گے۔ سورہ الحج کی پہلی آیت کی رو سے قیامت کا یہ زلزلہ عظیم شئی ہو گا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہو گی۔ لوگ پتنگوں کی طرح پریشان پھر رہے ہوں گے۔ نیک لوگ اعلیٰ درجات حاصل کریں گے اور مجرموں کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ احکم الحاکمین کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ بلکہ گنہگار مگر سچے ایماندار بندوں پر بے پایاں رحم فرمائے گا۔ قیامت کا احوال سورہ الواقعہ، القارعۃ، الحاقۃ، القیامۃ، الغاشیہ، المزمل اور بعض دیگر مکی سورتوں میں آیا ہے۔

قیامت کے بعد آخرت کی زندگی کا آغاز ہو جائے گا۔ یہ زندگی دنیا کی زندگی کے مقابلہ میں ابدی ہو گی۔

والاخرۃ خیر و ابقی۔ (الاعلی: ۱۷)

ترجمہ۔ اور آخرت بدرجہا بہتر اور پائدار ہے۔

جنت میں تمام نعمتیں موجود ہوں گی اور نعمتیں بھی بہترین قسم کی۔ اور سب سے بڑی نعمت دیدار خداوندی ہو گی۔ جنت کی نعمتوں کا حال اور کیفیت سورۃ یٰسین، الرحمٰن، الواقعہ، المزمل، الدھر اور الغاشیہ میں آیا ہے۔

ان الابرار لفی نعیم۔ علی الارائک ینظرون۔ تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم۔ یسقون من رحیق مختوم۔ ختمہ مسک۔ وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون۔ ومزاجہ من تسلیم۔ عینا یشرب بھا المقربون۔ (التطفیف: ۲۲-۲۸)

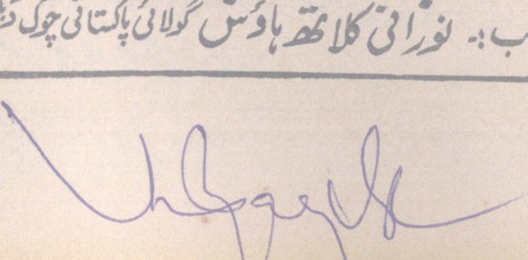
ترجمہ: بے شک نیک لوگ آرام میں مسہریوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے۔ آپؐ ان کے چہروں میں آسائش کی بشاشت پہچان لیں گے۔ ان کو خالص مشروب پلایا جائے گا جس پر مشک کی مہر ہو گی، اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہیے۔ اور اس کی آمیزش تسنیم سے ہو گی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب بندے پئیں گے۔

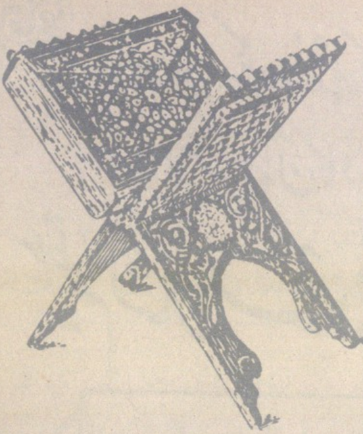
جہنم اللہ تعالیٰ کے غضب کا مظہر ہے (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ اور دور رکھے) اس کا ذکر سورہ النباء، الرحمٰن، الواقعہ، الملک، قٓ، الفاطر اور الصافات میں آیا ہے اس کے دیگر نام الھاویۃ، النار، جحیم، الحطمہ، سعیر اور سقر بھی ہیں۔ا

جہنم- یصلونہا- فبئس المہاد ہنا فلیذوقوہ حمیم و غساق- واخر من شکلہ ازواج-

ہنا فوج مقتحم معکم لامرحبابہم- انہم صالوا النار- (ص: ۵۶-۵۹)

ترجمہ: دوزخ جس میں ان کو ڈالیں گے- سو کیا بری آرام کرنے کی جگہ ہے یہ اب اس کو چکھیں گرم پانی اور پیپ اور کچھ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں یہ ایک اور جماعت تمہارے ساتھ دھنستی آ رہی ہے- ان پر خدا کی مار' یہ بھی دوزخ میں آ رہے ہیں-





حدیث
بطورِ مفسرِ قرآن مجید

☆☆ ڈاکٹر منیر احمد مغل ☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب و سنت کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرآن پاک کی تشریح و توضیح جناب سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منصبی فریضہ تھا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ حدیث نبوی مفسر قرآن ہے اور قرآن عزیز مفسر اور مبین اس کی سب سے بڑی دلیل سورۃ النحل کی ۴۴ ویں آیت مبارکہ ہے جس میں ارشاد مبارک ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم۔ (۱۶: ۴۴)

(اور نازل فرمائی ہم نے آپ کی طرف یہ یادداشت (قرآن حکیم) تاکہ اپ خوب واضح فرما دیں لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کی طرف)

یہاں ذکر سے مراد قرآن پاک ہے جو سابقہ امتوں کے شرائع اور احوال کا محافظ۔ انبیائے سابقین کے علوم کا جامع اور احکام الٰہی اور فلاح دارین کے طریقوں کو یاد دلانے والا ہے۔ اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب اکرمؐ آپ کا کام یہ ہے کہ آپ تمام انسانوں کے لئے اس کتاب مقدس کے مضامین خوب کھول کھول کر بیان فرمائیں جو چیز قابل تشریح ہے اس کی تشریح فرما دیں۔ جو مجمل ہے اس کی تفصیل کر دیں۔ یہ آیت اس حقیقت پر دلیل قاطع ہے کہ آیات قرآنی کا وہی مطلب قابل اعتبار ہے جو حضور اکرمؐ کی بیان فرمودہ حدیثوں کے مطابق ہو۔

قرآن پاک ہی میں ارشاد ہے۔

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قد یعلم اللہ الذین یتسلون منکم لواذا۔ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم۔ (۲۴۔ ۶۳)

"تم لوگ رسول گرامی قدرؐ کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسا کہ تم میں سے ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو کترا کر نکل جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو رسول اکرمؐ کے امر سے اعراض کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ کہیں انہیں کوئی فتنہ یا عذاب الیم نہ پہنچ جائے۔"

اس آیت کریمہ میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ فرما دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک عام بات چیت یا عام ملفوظات کی طرح نہیں ہے کہ ان سے محض تاریخ کا کام لیا جائے بلکہ وہ واجب الاتباع ہے اور صاحبان فن خوب جانتے ہیں کہ یہاں یخالفون کے صلہ میں عن واقع ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ معنی ہوئے کہ جو لوگ امر رسولؐ سے کترا کر نکل جاتے ہیں ان کو فتنہ یا شر کا اندیشہ ہے۔ کہاں حدیث کی محض تاریخی حیثیت اور کہاں یہ تاکیدا کیا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔

وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان تکون لھم الخیرہ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ (۳۳:۳۶)

"اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترمؐ کسی امر کا حکم دیں تو اب کسی مومن مرد اور عورت کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم کی نافرمانی کرتا ہے وہ کھلا گمراہ ہے۔"

اس آیت کریمہ میں جس طرح اللہ تعالیٰ کے امر کو واجب الاطاعت اور اس سے سرتابی کو کھلی گمراہی قرار دیا گیا ہے ٹھیک اسی طرح امر رسول گرامی کو بھی واجب الا طاعت اور اس کی عدول حکمی کو ضلال مبین فرمایا گیا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (۴: ۸۰)

"جس نے رسول گرامیؐ کی اطاعت کی پس بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

یہ محض احکام قرآنی تک محدود نہیں بلکہ احکام نبویؐ کے متعلق بھی ہے۔ قرآن و حکمت سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں۔ اتباع رسولؐ دونوں کو شامل ہے اور اس کا انعام یہ ہے کہ اللہ تعالی محبت کرنے لگ جاتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

وما انزلنا الیک الکتاب الالتبین لهم الذی اختلفوا فیه (۱۶: ۶۴)

"اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی مگر اس لئے کہ آپ ان لوگوں کے سامنے وہ مراد بیان کر دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔"

اس آیت میں فیہ کی ضمیر مجرور کتاب ہے یعنی قرآن پاک کی طرف راجع ہے۔ اس لئے مطلب یہ ہوا کہ آنحضرتؐ پر قرآن اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ جب قرآن کے کسی لفظ کے معنی یا حکم میں کچھ لوگ باہم اختلاف کریں تو اپ قرآن کی مراد بیان فرما کر اس اختلاف کا خاتمہ کر دیں۔ یہ منصب آپ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

یایها الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فلدوہ الی اللہ والرسول (۴: ۵۹)

"اے ایمان والو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی۔ اور اپنے اولی الامر کی۔ اور اگر کسی بات میں جھگڑ بیٹھو تو اس کو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو"

اس آیت کریمہ میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے لئے الگ الگ صیغہ اطیعوا" لایا گیا ہے لیکن اولی الامر کے لئے کوئی الگ صیغہ نہیں لایا گیا۔ بلکہ اس کو صرف "رسول" پر معطوف کیا گیا ہے۔ اس میں خاص نکتہ ہے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک "اطیعوا" بصیغہ امر لایا جاتا اور رسول اور اولی الامر دونوں کو اللہ پر معطوف کر دیا جاتا۔ اس طرح یہ بھی ممکن تھا کہ تینوں کے لئے الگ الگ تین صیغے "اطیعوا" کے لائے جاتے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کو اختیار نہیں فرمایا اور اللہ اور اس کے رسول کے لئے تو الگ الگ "اطیعوا" ارشاد ہوا، اولی الامر کے لئے نہیں اس میں نکتہ بلیغ یہ ہے کہ قرآن مجید کو اصل میں دو مجموعہ قوانین کی طرف اشارہ کرنا ہے ایک وہ جو اللہ کی طرف منسوب ہو کر

کتاب اللہ اور دوسرا وہ جو رسول اللہ کی جانب منسوب ہو کر سنت رسول اللہ کہلاتا ہے اور چونکہ اولی الامر (ان سے مراد حکام ہوں یا علمائے کرام یا مجتہدین عظام) کی اطاعت کے لئے الگ کوئی مجموعہ قوانین نہیں ہے بلکہ ان کی اطاعت کے احکام وہی ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ماخوذ ہیں اس بنا پر ان کے لئے الگ صیغہ اطیعوا نہیں فرمایا گیا۔ چنانچہ آیت کا اخیر حصہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ تم اگر آپس میں جھگڑا کرو، تم میں حاکم و محکوم دونوں شامل ہوتے ہیں تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو مطلب یہ کہ ان سے فیصلہ طلب کرو۔

تفسیر قرآن کا پہلا ماخذ و مصدر تو خود قرآن پاک ہے اور دوسرا ماخذ و مصدر جس کی طرف صحابہ کرامؓ رجوع کیا کرتے تھے نبی اکرمؐ کی ذات تھی۔

اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الصلواۃ الوسطی) سے مراد عصر کی نماز ہے۔ (ترمذی۔ ابن حبان)

۲۔ حضرت عدی بن حبانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا "مغضوب علیھم" سے یہودی مراد ہیں اور "الضالین" سے نصاریٰ۔ (احمد۔ ترمذی)

۳۔ حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم (۶: ۸۲)

تو لوگوں پر بہت ناگوار گزری۔ صحابہؓ نے عرض کی۔ حضور ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا آیت کا مطلب وہ نہیں جو تم نے سمجھا ہے، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی:

ان الشرک لظلم عظیم۔ (۳۱: ۱۳)

یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔

۴۔ حضرت عتبہؓ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برسرمنبر یہ آیت پڑھی:

واعدوا الھم ما استطعتم من قوۃ (۸: ۶۰)

"کفار کے لئے جتنی قوت ہو سکے تیار کرو۔"

آپؐ نے فرمایا قوت سے اس آیت میں تیراندازی مراد ہے۔ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ میں نے آنحضورؐ سے دریافت کیا کہ حج اکبر کا دن کونسا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ذوالحجہ کی دسویں تاریخ۔ (ترمذی)

۶۔ حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرمؐ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ آیت قرآنی:

والزمهم كلمة التقوى

میں کلمۃ التقویٰ سے مراد کلمہ طیبہ ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله (ترمذی ابن جریر)

۷۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوثر" جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے۔ (صحیح مسلم۔ احمد ج ۲ ص ۱۹۱)

شرح قرآن کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نبی اکرمؐ نے ایسے احکام بیان فرمائے جو قرآن میں بیان کردہ احکام سے زائد تھے اور اس میں مذکور نہیں مثلاً

۱۔ پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی سے بیک وقت نکاح کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

۲۔ صدقہ فطر کا حکم دیا۔

۳۔ شادی شدہ بدکار کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

۴۔ دادی کا حصہ مقرر فرمایا۔

۵۔ دو گواہوں کی بجائے ایک گواہ اور حلف کی بنا پر مدعی کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا

احکام حج کے بارے میں فرمایا:

خذوا عنی مناسککم

"مجھ سے احکام حج سیکھو۔"

نماز کے بارے میں فرمایا:

صلوا کما رایتمونی اصلی۔

"نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔"

نماز کی رکعتوں کی تعداد' اس کے ارکان' ان کی ترتیب اور ان میں سرا یا جہرا قرات کے احکام ہمیں حدیث ہی سے ملتے ہیں۔

قرآن
پہلی تمام کتابوں کیلئے ناسخ ہے

صاحبزادہ محمد مقبول احمد مرتضائی قصوری (ایم اے)

"قرآن مجید" اللہ تعالٰی کی وہ حکمت والی کتاب ہے جو اپنی جامعیت پر خود شاہد ہے اور اس کی جامعیت ہی نے اسے ناسخ اور پہلی کتابوں کو منسوخ بنا کر اس کی افضلیت و اشرفیت کا اعلان کر دیا ہے فرمان باری ہے۔

اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم۔

ترجمہ۔ اللہ تعالٰی نے نازل فرمایا نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ کانپنے لگتے ہیں اس سے بدن ان لوگوں کے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

یعنی اس کتاب مبین کی دل موہ لینے والی باتیں اس کے ناسخ و افضل ہونے کا ثبوت ہیں اس کے مضامین ہم آہنگ ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ ان میں ایسی موافقت ہے جو ہر

قسم کے تضاد سے مبترا و ممتاز ہے۔

اس میں یہ صفت بھی ہے کہ اس کو بار بار پڑھنے سے طبیعت اکتاتی نہیں بلکہ ہر بار نئی لذت اور نیا سرور حاصل ہوتا ہے اس کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جب عذات الٰہی کا ذکر ہوتا ہے تو پرہیز گاروں پر خوف وخشیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ کانپنے لگتے ہیں اور جب اس کی رحمت کا تذکرہ چھڑتا ہے تو ان کے چہرے خوشی سے چمک اٹھتے ہیں۔

قرآن ایسی جامع و ناسخ کتاب ہے جسے توجہ سے پڑھنے والا ضرور اس نتیجہ پر پہنچ کر رہا کہ یہ کتاب دنیا کی تمام کتابوں سے ممتاز ہے اور یہ واحد کتاب ہے جس میں کسی بھی مقام پر کوئی بھی بات شبہ کے انداز میں نہیں کہی گئی۔ کوئی اصول، کوئی حکم، کوئی تجزیہ اور کوئی تبصرہ ایسا دکھائی نہیں دیتا جس کے پیچھے تذبذب کارفرما ہو۔

ہر بات پورے وثوق و اعتماد سے کی گئی ہے۔ اس کا ایک ایک فقرہ یہ بتایا ہے کہ صاحب کتاب کو اس بات کا قطعاً" کوئی اندیشہ لاحق نہیں ہے کہ اس کی کسی بات کو جھٹلایا بھی جا سکتا ہے۔

انداز گفتگو میں کسی مقام پر ذرا سا شائبہ بھی کسی احساس کمتری کا نہیں۔ کہیں کسی سطر میں کوئی ایسی کمزوری نہیں جھلکتی جیسی بالعموم انسانی تصانیف میں پائی جاتی ہے۔

کوئی ایسا موقع نہیں آتا جہاں یہ محسوس ہو کہ مصنف نے خوبصورت لفظفوں اور نگارش کا پردہ ڈال کر اپنی کسی کوتاہی کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔

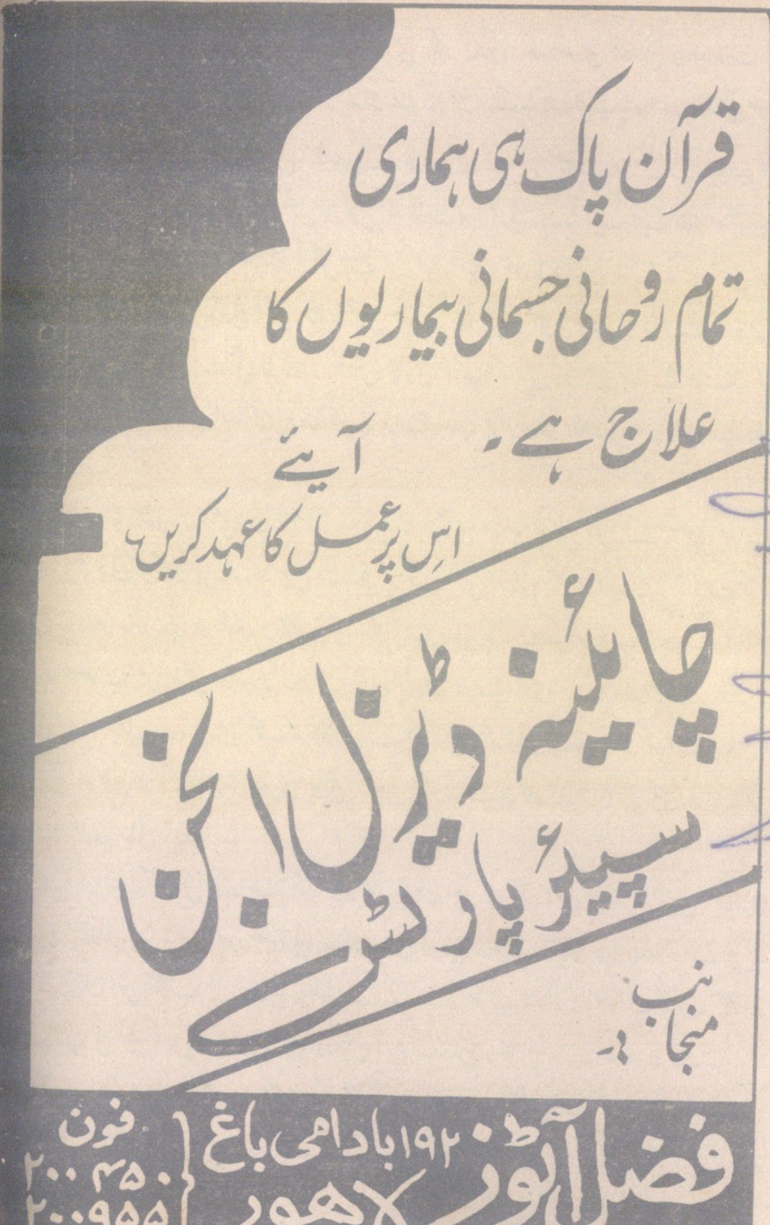
یہ کتاب "کتاب حق" اور کتاب یقین ہے۔ انہ لحق الیقین اور آغاز ہی میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے کہہ دیا گیا ہے کہ لاریب فیہ اس میں کہیں کوئی تضاد نہیں ملتا۔ ہر بات جو اس میں درج ہے وہ دوسری باتوں کی موید ہے اور دوسری باتیں اس کی موید ہیں۔ حالانکہ بہترین مفکرین محققین اور ادباء و شعراء کے مرتب کردہ جو دفتر ہمارے سامنے ہیں ان میں سے کوئی اعلیٰ ترین نگارش بھی اس عیب سے پوری طرح منزہ و مبرا نہیں ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی مقام تضاد ضرور آئے گا۔ جبکہ قران میں کہیں ایسی ذہنی الجھنیں منعکس نہیں ہوئیں، کہیں کوئی ابہام نہیں ملتا۔ کسی مقام پر فراریت کا رجحان نہیں پایا جاتا۔

یہ کتاب تفریحی لٹریچر سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ زندگی کے ٹھوس حقائق و معاملات سے بحث کرتی ہے اور وہ بھی سنجدیہ و باوقار انداز سے مگر اس کے باوجود ادب پارہ اور انتہائی موثر و دلنشیں کلام بھی ہے۔ جو اپنے نفس مضمون کے لحاظ سے تمام تر نصیحت ہونے کے باوجود اس یبوست سے مبرا ہے جو ناصحین کی تحریر و تقریر کا خاصہ ہوا کرتی ہے۔ ایک ایک لفظ موتیوں کی طرح جڑا ہوا ہے۔ ایک ایک سطر شاخ گل ہے اور ایک ایک سورۃ خیابان بہار ہے مگر حسن بیان کے اتنے ضخیم مجموعے میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ نگارش اصلی مقصد کی راہ سے ذرہ برابر ادھر ادھر ہو جائے اور آرٹ کی لذت و کشش قاری کتاب کو اپنی رو میں بہا لے جائے۔ کوئی ایک جملہ تو کجا ایک لفظ بھی ایسا نہیں جسے ادب برائے ادب قرار دیکر مقصدی ضرورت سے زائد قرار دیا جا سکے۔

اس کتاب کی شان یہ بھی ہے کہ اگرچہ اس کا مرکزی موضوع اور اس کے تفصیلی مباحث نہایت سنجیدہ نوعیت رکھتے ہیں اور انہیں مباحث پر جب کبھی انسانی قلم حرکت میں آتا ہے تو وہ انداز بیان پیدا ہو جاتا ہے جو فلسفہ و قانون کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ اس کتاب کے اسلوب میں ایسی حلاوت ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے آدمی پر سوزوگداز اور رقت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ قاری نے اگر دل کے دروازے بند نہ کر رکھے ہوں تو اس کلام کی مرعوبیت اپنے اوپر طاری ہوتی محسوس کرتا ہے۔ اور بلاخر اس کی روح بالکل سربسجود ہو کر رہ جاتی ہے۔

لطف یہ کہ جو لوگ س کے معانی کو سمجھے بغیر پڑھتے ہیں وہ بھی اس کی نثر کا حسن، عبارت کی موزونیت، الفاظ کی نشست اور صورتی نغمگی میں ڈوب کر بے اختیار گریاں ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں معانی و مطالب کے ساتھ مرتب الفاظ و اصوات کا ایسا معجزانہ امتزاج ہے جس کی نظیر کہیں اور نہیں ملتی اور یہی اس کے ناسخ و جامع ہونے کا ثبوت ہے۔

اس کتاب نے اپنے مخالفین و منکرین کو ایک سے زیادہ بار چیلنج کیا ہے کہ ایسی کوئی سورت چند آیتیں ہی مرتب کر کے دکھا دو۔ ایک نہیں تو بہت سے آدمی مل کر اپنی کاوشیں مجتمع کر لیں


قرآن پاک ہی ہماری
تمام روحانی جسمانی بیماریوں کا
علاج ہے۔
آیئے
اِس پر عمل کا عہد کریں
چائنہ ڈیزل انجن
سپیئر پارٹس
منجانب:
فضل آٹوز ۱۹۲ بادامی باغ لاہور
فون ۲۰۰۴۵۰
۲۰۰۹۵۵

اور قرآنی ادب کا جواب پیش کر دکھائیں۔

یہ چیلنج جس کو چودہ سو سال میں کوئی بھی قبول نہ کر سکا آج بھی اپنی جگہ پر قائم ہے اور آج بھی دنیا بھر کے انسان اپنی مجموعی قابلیتوں اور تخلیقی قوتوں کو جمع کر کے قرآنی انداز نگارش اور معیار کلام کا جواب نہیں دے سکتے۔

اس کتاب حکیم کی یہ خصوصیات اس کے دعوے کو برحق ماننے پر ہر معقول اور خوش ذوق آدمی کو مجبور کر دیتی ہیں کہ اس کتاب کا مصنف کوئی انسان نہیں بلکہ خود ذات کبریا ہے جس نے قرآن کو ناسخ و ناقابل تنسیخ صورت میں پیش فرمایا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ پہلی سماوی کتابیں برحق نازل ہونے کے باوجود ایک مخصوص وقت کے لئے تھیں مگر نبی اخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت عامہ کی طرح ہ کتاب حکیم بھی کافی وافی ہے اس لئے اس کی کفایت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ تا ابد پیش آنے والے معاملات و حالات اور مسائل و مشکلات کا حل اس میں موجود ہو۔

اسی لئے ذات باری نے ارشاد فرمایا ولقد صرفنا فی ھذا القرآن للناس من کل مثل۔

اور بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے طرح طرح سے بار بار ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں۔ "قرآن مجید" میں جو احکامات و ارشادات ہیں وہ انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔ ان پر عمل کرنے والا دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو جاتا ہے اور اس پر ایمان لانے کے بعد مومن کو کسی دوسرے نظام حیات سے دریوزہ گری کی شرمندگی نہیں اٹھانی پڑتی۔

رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ان فی ھذا لبلغا لقوم عبدین۔ یقیناً" اس قرآن میں اس قوم کی (فلاح دارین کے لئے) کفایت ہے جو عبادت گزار ہے۔ اللہ تعالی کی بارگاہ بے نیاز میں بصد عجزو انکساری عرض ہے کہ ہمیں قرآن حکیم کی عظمتوں کا عرفان بخشے۔ آمین ثم آمین

قرآن اور عروجِ آدمیت

ابویاسر اظہر حسین فاروقی

قرآن حکیم فرقان حمید اللہ تعالیٰ کی وہ لاریب اور بلند رتبہ کتاب ہے جو کائنات ارضی و سماوی کے علاوہ دیگر علوم کی جامع ہے اور اپنے اس دعویٰ کی دلیل بھی خود قرآن حکیم ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (۲ر۱۴ سورۃ النحل آیت ۸۹) ترجمہ۔ اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو (کنزالایمان)

(۲ر۱۳ سورہ یوسف آیت ۱۱۱) ترجمہ۔ اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت۔ (کنزالایمان)

(۲ر۷ سورۃ الانعام آیت ۳۸) ترجمہ۔ اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ (کنزالایمان)

(پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۹) ترجمہ۔ اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا عالم پست و بالا کی ہر چیز کا تصور کریں آپ کو وہ قرآن حکیم میں ضرور بر ضرور ملے گی گویا قرآن کا اعزاز ہے ان دو لفظوں لا رطب اور یابس کے ذریعے ساری کائنات کے ایک ایک

ذرے کی موجودگی اور علم کا اظہار کر دیا ہے بلکہ پندرھویں پارہ کی سورت بنی اسرائیل آیت ۱۴ میں ہے کہ ترجمہ۔ اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرما دی۔ (کنزالایمان)

چنانچہ علوم قرآنیہ کے بارے میں مفسرین و محققین نے اپنی اپنی خداداد صلاحیتوں کے مطابق بہت کچھ لکھا ہے قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا ہے کہ قرآنی علوم کی تعداد تقریباً" تین لاکھ نو ہزار آٹھ سو ہے اور الحمد سے والناس تک استعمال ہونے والا ہر کلمہ کسی نہ کسی مستقل علم اور فن کی بنیاد ہے۔ (قانون التاویل)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ قرآن کے ہر حرف کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ پھر ہر ظاہر و باطن کے لئے ایک حد آغاز اور ایک حد اختتام ہے۔

حضرت امام فخرالدین رازیؒ نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ میں لاکھوں مسائل کا ذکر فرمایا ہے الغرض قرآن حکیم میں آپ کو علم الارض، علم آب، علم ہوا، علم آتش، علم ہیت، علم ریاضی، علم النفس، علم الانسان، علم طب، فن و تشریح، علم زبان، علم بلاغت و فصاحت، علم معدنیات، علم تجارت، علم الرویاء، علم تفسیر قرآن، علم المیراث، علم حدیث، علم الہیات، علم تعبیر، علم فقہ علم الرجال، علم دعوت علم تصوف، علم رموز قرآن فلکیات وغیرہ تمام علوم قرآن میں موجو ہیں۔ لہٰذا مرضی الٰہی یہ ٹھہری کہ انسان جو آئینہ رحمٰن ہے۔ جو میرا بھید اور میں اس کا بھید ہوں بلکہ مجھے انسان سے اتنی محبت ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ کا اعزاز و شرف صرف اور صرف حضرت انسان کو حاصل ہے لہٰذا وہ انسان میرے رازوں اور بھیدوں کو پائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو متعدد بار یہ دعوت دی کہ وہ اس کی کھلی نشانیوں میں غور و فکر کرے اس کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرے جو انسان کا ابدی اور دائمی حق ہی نہیں بلکہ اس کی تخلیق کا مقصد حیات ہے۔ چنانچہ ہر موقع پر رب العالمین نے حضرت انسان کی توجہ اپنی نشانیوں اور اس میں غور و فکر کی جانب مبذول کرائی ہے۔

(۱۳ سورۃ الرعد آیت ۳) ترجمہ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو۔

(۲ر۱۴ سورۃ النحل آیت ۸۹) ترجمہ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو۔

(۲ر۱۱ سورۃ یونس آیت ۶۷) ترجمہ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے

(۲،۲ البقرہ آیت ۲۲۱) ترجمہ۔ اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔

(۲،۱۱ سورۃ یونس آیت ۱۰۱) ترجمہ۔ تم فرماؤ آسمانوں اور زمین میں کیا کیا ہے؟

(۲،۲۶ سورۃ محمد آیت ۲۴) ترجمہ۔ تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں بعض دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں۔

(۲،۳ آل عمران آیت ۱۹۰) ترجمہ۔ بے شک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے۔

(۲،۲۳ سورۃ ص آیت ۲۹) ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں۔

(۲،۳ آل عمران آیت ۱۹۱) ترجمہ۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔

(۲،۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۷۹) ترجمہ۔ بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں، اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔

(۲،۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۸۵) ترجمہ۔ کیا انہوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو چیز اللہ نے بنائی اور یہ کہ شاید ان کا وعدہ نزدیک آگیا ہو تو اس کے بعد اور کونسی بات پر یقین لائیں گے۔

(۲،۲۶ الغاشیہ آیت ۱۷ تا ۲۰) ترجمہ۔ تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا، آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا اور پہاڑوں کو کیسے قائم کیا گیا اور زمین کو کیسے بچھایا گیا۔ دیگر آیات مذکورہ بالا میں غور و فکر کرنے کی دعوت ہے مگر ان آیات میں مشاہدہ کا ذکر ہے۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور کی صحبت کے فیضان سے مجھے قرآن کی معرفت اس قدر حاصل ہے کہ میں اونٹ کی گم شدہ رسی کو قرآن کے ذریعے تلاش کر لیتا ہوں، امام شافعیؒ نے قرآن پاک کی جانب یہ دعوی کیا ہے کہ جس چیز کی نسبت چاہو مجھ سے پوچھ لو میں تمہیں اس کا جواب قرآن سے دوں گا۔ (الاتقان ج ۲ صفحہ ۱۲۶)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم حاصل کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قران کا دامن تھام لے کیونکہ اس میں اول تا آخر تمام علوم موجود ہیں۔

قرآن حکیم فرقان حمید کی کل چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیات مبارکہ ہیں اور ان میں سے تقریباً چھ سو (۶۰۰) آیات قرآنیہ سائنسی موضوعات و علوم کے بارے گفتگو کرتی ہیں۔ لہٰذا مسلمان سائنسدانوں نے ہمیشہ ان موضوعات پر تحقیقات کیں چنانچہ مسلم سائنسدانوں میں کندی، رازی، فارابی، ابن سینا، امام غزالی، ابن الہیثم، ابن سکویہ اور ابوریحان البیرونی وغیرہ کے نام سر فہرست ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے ہی اہل دنیا کو سائنسی علوم سکھائے جس کے ثمرات آج پوری دنیا میں ظاہر ہو رہے ہیں اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

برفالٹ اپنی کتاب The Mahingof Hummly (تعمیر انسانیت) کے صفحہ ۱۰۹ پر لکھتا ہے کہ اگرچہ یورپ کی ترقی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلامی تہذیب کے فیصلہ کن اثر کے نشانات موجود نہ ہوں، لیکن یہ اثر کہیں بھی اتنا واضح اور اہم نہیں جتنا کہ اس کی طاقت کے ظہور میں ہے جو دنیائے جدید کی مخصوص اور مستقل قوت اور اس کی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے یعنی سائنسی طرز فکر اور سائنس۔

اب چند علوم قرآنیہ کا قرآن سے ثبوت عرض کرتا ہوں۔ سورۃ الانفطار کے آغاز میں ہے اسی طرح التکویر کی ابتداء میں ہے کہ جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں جدید فلکیات بھی ثابت کر چکی ہے کہ تمام اجرام فلکی اپنا درجہ حرارت کھو رہے ہیں دن بدن ان میں شدت کم ہو رہی ہے انکا درجہ حرارت گر رہا ہے۔ جس دن ایک خاص حد تک انکا درجہ حرارت گر جائے گا اس دن ان کی قوت کشش ثقل میں بھی فرق پڑے گا اور جب تارے جھڑ پڑیں اس بات کی نشاندہی ہے کہ وہ دن تمام کائنات کے اختتام کا دن ہو گا۔

(سورۃ النمل آیت ۳۶) ترجمہ۔ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو اور خود تم میں، تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔ یہ علم سیاحت ہے۔

(علم الطیور کے بارے سورۃ الملک آیت ۱۹) ترجمہ۔ اور کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندے نہ دیکھے پر پھیلاتے اور سمیٹے انہیں کوئی نہیں روکتا سوائے رحمٰن کے۔

(علم الانسان فی القرآن یوں ہے (الزمر آیت ۶) ترجمہ۔ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بنایا ہے۔ ایک طرح کے بعد اور طرح میں، اندھیروں میں۔

العلق کی ابتداء یوں ہے ترجمہ۔ پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے۔

حیوانات کے بارے میں (سورۃ النمل آیت ۶۶) ترجمہ۔ اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل کرنے کی جگہ ہے، ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے، گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ، گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لئے۔

(النمل آیت ۶۸۔ ۶۹) ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں، پھر ہر قسم کے پھل سے کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کر تیرے لئے نرم اور آسان ہو، اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔

علم البحر (الفرقان آیت ۵۳) ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کئے دو سمندر، یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ، اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ

(الرحمٰن آیت ۱۹ تا ۲۲) ترجمہ۔ اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا تو اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے، ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔

نباتات کے علم کی نشاندہی قرآن نے بڑے اچھے انداز سے بیان کی (سورۃ الحجر آیت ۲۲) ترجمہ۔ اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں، تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر

وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم اس کے خزانچی نہیں۔ اس آیت مبارکہ میں قانون زوجیت کا اظہار ایسے حسین پیرائے میں بیان ہے کہ ہواؤں کے ذریعے نر درختوں کے Pollens مادہ درختوں تک پہنچتے ہیں اور اس طرح ملاپ کی وجہ سے پھول اور پھل بنتا ہے۔ اب آیئے خلا نوردی کی طرف تو قرآن حکیم اس ضمن میں بھی ہماری راہنمائی کرتا ہے مگر افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ ہم نے قرآن حکیم میں غور و فکر اور تدبر کی بجائے محض مطالعہ نہ ہونے کی وجہ سے سرے سے اس کا انکار کرنا شروع کر دیا ہے بقول درویش لاہور

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

حالانکہ قرآن پاک' نے بعض مقامات پر اشاروں سے اور بعض جگہوں میں واضح طور پر اعلان کیا ہے چنانچہ خلانوردی کے بارے میں سورۃ التکویر آیت ۱۶ میں ہے کہ سیدھے چلیں' تھم رہیں میں ستاروں کے چھپنے اور ظاہر ہونے کا بیان ہے۔

(سورۃ یسین آیت ۳۸۔ ۴۰) ترجمہ۔ اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے یہ حکم ہے زبردست علم والے کا' اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں' یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی ڈالی' سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے۔

(نوٹ) میں نے مضمون کی تیاری میں قرآنی آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے لیا ہے (فاروقی) جس کے بارے میں ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی پی۔ ایچ۔ ڈی -ڈی سی چکوال اپنی شہرہ آفاق کتاب قرآن' سائنس اور امام احمد رضا بریلوی کے صفحہ ۸۸ پر رقمطراز ہیں کہ میں نے شاہ رفیع الدین' مولودی اشرف علی تھانوی' مولوی فتح محمد جالندھری' ڈپٹی نذیر احمد دہلوی' مولوی فرمان علی' مودودی وغیرہ کے تراجم پڑھے لیکن امام احمد رضا بریلوی کا ترجمہ قرآن کنزالایمان بالکل قرآن حکیم کی اصل روح کو بیان کرتا ہے اور جدید سائنس کے قریب تر ہے۔

بہرحال قرآن حکیم کا یہ معجزہ ہے کہ آج سے چودہ سو سال قبل جبکہ سائنس فلکیات کے میدان میں خاموش تھی تو قرآن نے یہ نظریہ پیش کیا کہ اجرام فلکی چلتے ہیں بلکہ ہر ایک اپنے محور کے ارد گرد گھوم رہا ہے۔

(سورۃ الصفت آیت ۵) ترجمہ۔ مالک آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک مشرقوں کا۔ اگر غور کیا جائے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے علاوہ تین طبقوں کا ذکر ہے یعنی زمین اور آسمان کے درمیان بھی ایک طبقہ ہے جہاں پر بھی اللہ تعالیٰ ہی کی حاکمیت ہے۔ تین طبقات کا ذکر ہے تو پھر اس پر بسنے والی مخلوق کا ذکر بھی ہونا چاہیے جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو قرآن حکیم اس معاملے میں بھی خاموش نہیں ہے۔

(سورۃ النباء آیت ۳۷) ترجمہ۔ وہ جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (کنزالایمان) گویا یہ آیت مبارکہ الصفت کی آیت ۵ کی تفسیر بیان کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایک لفظ رب کے استعمال سے واضح فرما دیا کہ جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے اس کا پالنے والا۔ یعنی مخلوق کا ہونا ضروری ہے اگر مخلوق کو نہ مانا جائے تو پھر لفظ رب کا استعمال جو ہے اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے تو ثابت ہوا کہ جس طرح آسمانوں اور زمین پر مخلوق ہے اسی طرح ان کے درمیان بھی مخلوق ہے۔ جسے خلائی مخلوق کہا جا سکتا ہے۔ اگر مخلوق کو مانا جائے تو پھر ان کی زندگی اور رزق بھی ماننا پڑے گا لہٰذا لفظ رب نے تمام حقائق کو ثابت کر دیا۔

(الرحمٰن آیت ۳۳) ترجمہ۔ اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ' جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی ؒ نے اس آیت کا جس حسین انداز میں ترجمہ فرمایا ہے اس میں واضح طور پر اشارہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکلنا ممکن ہے۔ بقول غیرے

عروج آدم کو دیکھ کر فرشتے سہم گئے
اک بشر کا لا مکاں کا شانہ ہو گیا

چنانچہ ۱۹۶۹ء میں امریکی راکٹ اپالو پہلی مرتبہ چاند پر اترا جس سے قرآن کی پیشگوئی سچ

ثابت ہوئی کہ انسان خلا نوردی کرے گا اور جہاں بھی جائے گا اللہ کی سلطنت پائے گا۔

(۲/۳۰ سورۃ الانشقاق آیت ۱۸-۱۹-۲۰) ترجمہ۔ اور چاند کی قسم جب پورا ہو، ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے۔ تو کیا ہوا انہیں ایمان نہیں لاتے۔ (کنزالایمان)

تینوں مذکورہ آیات میں اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں چاند پر جانے والوں کی تعداد، سواری کے علاوہ یہ بھی بتا دیا کہ ان کا مذہب کیا ہو گا؟ طبقاعن طبق ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے ظاہر ہے کہ اس چڑھنے کے لئے سواری کا ہونا ضروری ہے۔ تو سواری کا تصور آپ کو لترکبن سے ملے گا۔ لترکبن چونکہ جمع کا صیغہ ہے اور عربی کا قاعدہ ہے کہ دو سے زائد پر جمع کا استعمال ہوتا ہے کم پر نہیں یعنی قرآن نے یہ بھی بتا دیا کہ چاند پر جانے والے کم از کم تین آدمی ہوں گے، لہٰذا حالات و واقعات نے بتا دیا کہ چاند میں سب سے پہلے اترنے والا شخص نیل آمسٹرانگ ہے اور ایک شخص اور تھا یعنی دو چاند میں اترے اور ایک چاند گاڑی لے کر چاند کے گرد گھومتا رہا۔ تو قرآن نے اوپر چڑھنے کا ذکر فرمایا ہے اور وہ سب سچ ثابت ہوا۔ اب رہی یہ بات کہ انکا مذہب کیا ہو گا؟ تو قرآن حکیم فرقان حمید نے فما لھم لایومنون کہہ کر یہ بتا دیا کہ وہ مسلم نہیں بلکہ غیر مسلم ہوں گے۔ لہٰذا یہ حقیقت ہے کہ نیل آمسٹرنگ جب چاند میں اترا تو اس وقت غیر مسلم تھا۔ مسلمان تو وہ بعد میں ہوا۔ اب یہاں پر کوئی شخص قرآن پر اپنی کج فہمی کی بنا پر ایہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ چاند میں سب سے پہلے اترنے والا شخص تو ایمان لے آیا تھا جبکہ قرآن فرماتا ہے کہ ترجمہ۔ تو کیا ہوا انہیں ایمان نہیں لاتے۔ ذرا غور فرمائیں یہاں اجتماعی ذکر ہے انفرادی نہیں کہ غیر مسلم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی عظیم نشانیاں دیکھنے اور مختلف کروں سے گزرنے کے بعد بھی اسلام اور قرآن کی حقانیت پر ایمان نہیں لاتے۔ یہی قرآن پاک کا اصل مقصد و مدعا ہے جس کا یہاں پر ذکر ہے۔ اور سچ بات یہی ہے کہ اس بات کو جو نہیں مانتے کہ انسان چاند پر نہیں جا سکتا ہے وہ غور کریں کہ مذکورہ آیات میں طبقاعن طبق کا جو ذکر ہے تو زمین کے اوپر جو پہلا طبقہ ہے وہ چاند ہے۔ جس کا ذکر اور اس میں رہنے والی مخلوق دونوں کا قرآن میں بیان ہے جیسا کہ سورۃ الصفت آیت ۵ اور سورۃ النباء کی آیت ۳۷ میں پہلے ذکر کیا جا چکا ہے غور کریں مریخ چاند سے کہیں آگے ہے اور روسی راکٹ مریخ سے تقریباً" اڑھائی سو

کلو میٹر دور ہے یہ سفر طے کرنے کے بعد وہ مریخ پر پہنچ جائے گا لہٰذا اس بات کو مان لینا ہی قرآن اور اسلام کی صداقت کی بین دلیل ہے۔ لیکن مسلمان کا مقام اس سے بھی کہیں آگے ہے بقول شاعر مشرق۔

تیرے معراج پاک کو کیا سمجھے کوئی فلسفی
تو حد لا مکان سے بھی آگے گزر گیا



قرآن اور علم و دانش

تحریر: مفتی محمد اکرام الدین

مسلمان ہونے کے ناطے میرا ایمان کامل ہے کہ اگر آج کے سائنسدان پوری توجہ سے اللہ کی کتاب و قرآن کریم کا بالتفصیل مطالعہ کریں اور اس میں ان سائنسی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کریں تو ان کو اس کتاب میں بیش بہا خزانے علم و فکر کے ملیں گے۔

قرآن کریم کی مثال تو ایک سمندر کی سی ہے۔ دنیا ابھی جس کے کناروں تک پہنچی ہے اور آج تک دنیا نے جو ترقی کی ہے جیسے کوئی سمندر سے چند قطرے حاصل کرلے۔ قرآن کریم کل عالم کے لئے ایک روحانی کتاب ہے اور یہ تاقیامت ساری دنیا کے لئے روشنی کا مینار رہے گا ہر مسلمان کو خداوند کریم کی ان مہربانیوں کو جاننا چاہئے اور شکر گزار ہونا چاہئے۔ جو خدا کی ذات نے ہم پر کیں ہیں۔ کیونکہ اپنے عظیم مذہب کے اس پہلو سے ناواقفیت کفران نعمت کے مترادف ہے۔ اس ضمن میں قرآن مجید کی روشنی میں چند باتیں عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ جن پر میں نے ایک طالب علم کی حیثیت سے غور کیا ہے۔ قرآن کریم کا ہر لفظ حقائق پر مبنی ہے مگر ان کے مشاہدے کے لئے علم اور دانش کی ضرورت ہے۔ جیسے کہ تیسرے پارے میں سورہ آل عمران کی ساتویں آیت میں ارشاد خداوندی ہے۔

هو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایت محکمات ھن ام الکتاب و اخر متشبہت فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنہ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلتہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوالالباب

(سورہ آل عمران)

ترجمہ۔ وہی خدا ہے جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکمات، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے۔ وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ دوسری طرف جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر ایمان ہے۔ یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں
اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن حکیم میں دو قسم کی آیات نازل ہوتی ہیں۔ اول محکمات جو احکام قرآنی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اٹل ہیں۔ ان کا مطلب واضح اور مقصد نزول عیاں ہے۔ ان میں کسی قسم کی تاویل کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

دوم وہ آیات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے متشابہات کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان آیات کا تعلق تا حال ماورائے عقل حقائق سے ہے۔ اور انسان اپنے محدود علم اور حواس کے ذریعے سر دست ان کا ادراک نہیں کر سکتا۔ ان کا صحیح مطلب اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں البتہ دانش مند عالم ان آیات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ راسخون فی العلم سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے علم و فن میں پختہ، ماہر و کامل یعنی اسپیشلسٹ ہیں۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ علم کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ اور اس کے حدود ہمیشہ پھیلتے اور وسعت پذیر ہوتے ہیں۔ انسانی ترقی کا ہر قدم اس میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ آسان اور عام فہم الفاظ میں یوں سمجھئے کہ دین، طب، انجینئرنگ، زراعت، صنعت اور سائنس وغیرہ تمام علوم علم کے اس دائرے میں شامل ہیں۔ جس کا قرآن حکیم نے ذکر فرمایا ہے۔ پھر قرآن پاک کا یہ کمال ہے کہ احکام و اصول سے متعلق کوئی بات اس نے تشنہ یا نامکمل نہیں رہنے دی۔ اندازہ لگایئے اس سلسلے میں قرآن کریم کے الفاظ

کس درجہ واضح ہیں۔

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شی (النحل: ۸۹، پ ۱۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے۔ جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے یہ آیت اس بات کی شاہد ہے کہ قرآن حکیم میں ہر امر کی جامع وضاحت موجود ہے۔ ضرورت صرف دولت ایمان سے بہرہ ور ہو کر تلاش اور جستجو کی ہے۔ رہیں آیات متشابہات، تو ان کو سمجھنے کے لئے حضورؐ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہمارے لئے راہنما ہیں۔ اور اس بات میں حضورؐ کا اسوہ حسنہ قابل اتباع ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرہ (احزاب: ۲۱، پ ۲۱)

ترجمہ۔ بے شک تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو یوم آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

یہ آیت اس حقیقت کی وضاحت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم انسانیت کے لئے اپنے آخری رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہرین نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اور دراصل قرآن مجید کی تشریح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم العلھم یتفکرون۔ (النحل: ۴۴، پ ۱۴)

ترجمہ۔ (اور اے پیغمبرؐ) آپؐ پر ہم نے یہ قرآن اس لئے اتارا ہے کہ جو مضامین (اس کے ذریعے) لوگوں پر نازل کئے ہیں۔ آپ ان کی وضاحت فرما دیں۔ اور وہ ان پر غور و فکر کریں۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ قرآن کریم میں ہر علم اور فن کے لئے اشارے موجود ہیں۔ مگر ان کو سمجھنے کے لئے عمیق مطالعہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ قرآن پاک کی تعلیمات کو اوڑھنا بچھونا بنا لیں اس میں ہی ہماری نجات ہے۔

ندائے اہلسنت

کی مسلسل اشاعت پر تمام باطل قوتوں
کے خلاف کلمہ حق بلند کرنے پر عشق و
محبت رسول کا پیغام گھر گھر پہنچانے پر نظام
مصطفےٰ کے نفاذ کیلئے جہاد بالقلم پر

ترجمان اہلسنت مبلغ اسلام

الحاج الحافظ القاری محمد زوار بہادر (ایم اے)

کو **خراج تحسین** پیش کرتے ہیں

منجانب: حاجی اشفاق احمد ممتاز آباد ملتان

اعجاز قرآن کریم

تحریر: صاحبزادہ محمد نصیر احمد اویسی

قرآن کریم نے اپنے معجزہ ہونے کا خود دعویٰ کیا ہے اور ان انسانوں کو جن کو اس کے کتاب الٰہی ہونے میں شک ہے مقابلہ کی دعوت دی ہے سب سے پہلے ان آیتوں کو جمع کر کے پڑھیے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے' اور اگر تم کو اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ (البقرع 3)(2) ارشاد باری تعالیٰ' کیا لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے؟ فرما دو کہ اگر تم سچے ہو تو تم بھی اسی طرح ایک سورت بنا لاؤ اور خدا کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا بھی لو۔ (یونس ع4)

(3) ارشاد ربانی ہے' یہ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے؟ فرما دو اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور خدا کے سوا جس جس کے بلا سکتے ہو بلا بھی لو اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ وہ خدا کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو

تمہیں بھی اسلام لے آنا چاہیے (ھود ع 2)

(4) اللہ تعالیٰ نے فرمایا' فرما دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ (بنی اسرئیل ع 10)

(5) ارشاد ربانی ہے' فرما دو کہ اگر سچے ہو تو تم خدا کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں (کتابوں) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو تاکہ میں بھی اسی کی پیروی کروں پھر اگر یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (قصص ع 5)

اعجاز قرآن کا دائرہ= مندرجہ بالا آیتوں میں متشککین و مشرکین کو قرآن کا (مطلق) مثل لانے کی دعوت دی گئی ہے اور کوئی کلام اور کتاب قرآن کی اس وقت تک مثل نہیں ہوسکتی جب تک اس کے اعجاز کے تمام شعبوں میں اور اس کی تمام خصوصیات میں مماثل نہ ہو اور قرآن صرف اپنے الفاظ اور ترکیب فصاحت و بلاغت ہی کے اعتباز سے معجزہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے الفاظ اور ترکیب میں معجزہ ہے' اپنے معانی و مضامین میں بھی اپنے اعلیٰ علوم و معارف میں بھی' معلومات غیبی اور حقائق ابدی میں بھی' اپنی پیش کی ہوئی مذہبی و اخلاقی و معاشرتی تعلیمات میں بھی' اپنے اثرات و انقلاب میں بھی اپنی پیشگوئیوں اور اخبار میں بھی معجزہ ہے مگر جب صرف الفاظ میں جو اس کے اعجاز کامل کا صرف ایک پہلو اور گوشہ ہے کوئی مقابلہ نہیں ہوسکا تو اس کے اعجاز کامل میں کیا مماثلت ہوسکتی ہے؟ سورہ ہود (ع2) کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا امتیاز خصوصی اور اس کے اعجاز کا راز یہ ہے کہ اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور حقیقت میں وہ اس کے علم خاص کا ایک مظہر ہے اس لئے اس میں انسان اپنے ظنی و مشتبہ ناقص و محدود اور خود خدا کے بخشے ہوئے علم کے ساتھ کیا مقابلہ کرسکتا ہے؟ جس طرح خدا کی اور صفات میں انسان مماثلت نہیں کرسکتا اسی طرح وہ خدا کے علم میں بھی کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا' جس طرح اللہ تعالیٰ تمام صفات الوہیت میں یکتا ہے اسی طرح اپنے علم میں بھی اور جب اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے تو کتاب الٰہی کا جواب کیا ہوسکتا ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کا تعلق صرف الفاظ و ترکیب سے

نہیں بلکہ معانی و حقائق سے بھی جسے لفظی وضاحت کے لئے قرآن نے جابجا اپنے کو قرانا عربیا' کتٰب مبین اور لسان عربی مبین کہا ہے جس میں اس کے لفظی محاسن اور لسانی تفوق کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے یہ کتاب روشنی کی آیتیں ہیں ہم نے اس قرآن کو عربی نازل کیا تاکہ تم سمجھو سکو (یوسف ع 1)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ مگر جس کی طرف (تعلیم کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے۔

اور یہ صاف عربی زبان ہے (نحل ع ۱۴)

سورۃ قصص (ع ۵) کی آیت میں قرآن کے کسی ایسے جواب کا مطالبہ کیا گیا ہے جو ہدایت و اصلاح میں اس سے فائق ہو۔

(قرآن مجید کا سب سے پہلا اور بڑا معجزہ اسلام ہے)

قرآن کریم نے دنیا میں مذہب و عقائد کا ایک آخری ہدایت نامہ پیش کیا ہے جس سے زیادہ محکم اور مفصل مذہبی ہدایت نامہ دنیا میں آج تک پیش نہیں ہوا۔ چونکہ آسمان کا آخری صحیفہ زمین پر آچکا ہے' اس لئے یہ آخری ہدایت نامہ ہے' اس سے زیادہ انسان کو اپنے خالق سے مربوط کرنے والا اور اس کی زندگی میں للہیت اور روحانیت پیدا کرنے والا ان تمام گمراہیوں اور بے اعتدالیوں سے دور رکھنے والا' جس میں مذہبی قومیں مبتلا ہوئیں اور مبتلا ہیں' کوئی ہدایت نامہ انسانی تصور کی گرفت میں نہیں آسکتا' اسی طرح اس نے انسان کی اس زندگی کے لئے ایک آسمانی اخلاقی و مدنی دستور عطا کیا جو دنیا میں بہترین اخلاقی و اجتماعی نتائج پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے' اور اس نے پیدا کر کے دکھلائے' جو کسی اور طریقہ سے آج تک ظہور پذیر نہیں ہوئے وہ اجتماع انسانی کے تمام مسائل و مشکلات کو جو آج تک پیش آئے یا قیامت تک پیش آسکتے ہیں اپنے معجزانہ طریق پر ذرا ذرا سے اشارات سے حل کر دیتا ہے وہ ایسے اصول و کلیات عطا کرتا ہے جن کی بنیاد پر ہر زمانہ میں دنیا کا بہترین معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے' اور ہر جگہ حیات انسانی کی بنیاد پر ہر زمانہ میں دنیا کا بہترین معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے' اور ہر جگہ حیات انسانی کی نئی تنظیم ہو سکتی ہے وہ چونکہ الٰہی ہے اس لئے تمام انسانی غلطیوں' قانون سازی کے نقائص اور قیاسات سے پاک ہے' وہ چونکہ آخری ہے اس لئے ہر قسم کی تکمیل و اضافہ سے مستغنی ہے' وہ چونکہ عالم گیر ہے

اس لئے تہذیبی و مقامی خصوصیات سے منزہ ہے' وہ چونکہ کامل ہے اس لئے اس کے لئے کسی ضمیمہ کے الحاق کی ضرورت نہیں۔

جیسا کہ ارشاد ربانی۔ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم رپ پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اس کے نفاذ کی حالت میں وہ مسائل و مباحث پیش ہی نہیں آتے' جنہوں نے ہزاروں برس سے نوع انسانی کے مفکرین اور علم لاجتماع کے ماہرین کے دماغوں کو مشغول رکھا ہے اور جن کا آخری حل کبھی بھی پیش نہیں ہوا' اور کتنے معاشی و سیاسی مسائل ہیں جو اس ماحول میں پیدا نہیں ہوتے' ہزاروں برس کی غلطیوں اور تجربے کے بعد دنیا کے مفکر جس نتیجہ پر پہنچے ہیں قرآن نے چودہ سو برس پہلے سے بیان کر دیا ہے کہ ہدایت نامہ اور یہ دستور جس کا نام اسلام ہے خدا کی کاریگری اور حکمت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

قرآن کریم کے اعجاز کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس نے انہیں قوموں اور اشخاص کو ذکر کے لئے منتخب کیا ہے جو اپنے مخصوص اعمال و اخلاق کی وجہ سے غیر فانی ہیں' جرائم میں بھی ان نادر الوقوع جرائم کا تذکرہ نہیں کیا گیا جو صدیوں میں انسان اپنی ذکاوت اور مجرمانہ ہنر مندی سے ایجاد کرتا ہے' اس نے انہیں افعال و جرائم کا ذکر کیا ہے جو کثیر الوقوع اور عامتہ الوقوع ہیں ان حقائق کی روشنی میں قرآن کریم ایک زندہ جاوید کتاب ہے جس میں حال و ماضی' قدیم و جدید کی کوئی تقسیم نہیں' اس کا خطاب ہر تمدن اور ہر دور کے لئے یکساں ہے اور اس کی دعوت ہر دم تازہ اور حسب حال ہے' وہ انسانوں کا ایک متکلم مرقع اور انسانی فطرت کا آئینہ مصفا ہے' اس کے متعلق اس کے نازل کرنے والے نے بجا طور پر فرمایا اور ہم نے اتاریں تمہاری طرف آیتیں کھلی ہوئی اور کچھ حال ان کا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو (نور۔ ع ۴)

اور ہم نے بیان کی لوگوں کے واسطے اس قرآن میں سب چیز کی مثل تاکہ وہ دھیان کریں۔ (زمر۔ ع ۳)

البتہ ان کے احوال سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو نہیں ہے بات کہ بنا دھ لی جاوے لیکن سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے اور تفصیل ہر یچز کی اور ہدایت اور

رحمت واسطے اسی قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں (یوسف۔ ع ۱۲)

قرآن کریم کی ایک اہم پیشین گوئی (غلبہ روم)

قرآن کریم کا ایک اعجاز اس کی پیش گوئیاں ہیں معجزہ اسی چیز کو کہتے ہیں جو خارق عادت طریقہ پر محض خدا کی قدرت سے کسی پیغمبر کی تصدیق کے لئے ظاہر ہو اور انسانی عقل اس کی ظاہری توجیہ و تعلیل سے قاصر ہوں جن حالات میں یہ پیش گوئیاں کی گئی ہیں اور جس طرح ان کا ظہور ہوا وہ ایک معجزہ ہے ان پیشگوئیوں میں اعجاز کے دو پہلو جمع ہیں ایک ان (بظاہر) ناموافق حالات میں ان بعید از قیاس اور اہم واقعات کا محض علم و اطلاع دوسرے اس اطلاع کے عین مطابق ان کا ظہور و وقوع ان سب پیش گوئیوں میں سب سے زیادہ صاف و صریح اور محیرا لعقول پیشین گوئی غلبہ روم کی پیشین گوئی ہے یہ پیشین گوئی ان الفاظ میں کی گئی ہے (ہم صرف ترجمہ تحریر کرتے ہیں)

اہل روم مغلوب ہو گئے نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائے گا۔ (یعنی خدا کی مدد سے وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے وہ غالب (اور) مہربان ہے (یہ) خدا کا وعدہ (ہے) خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے یہ تو دنیا کی ظاہر زندگی ہی کو جانتے ہیں' اور آخرت کی طرف سے غافل ہیں۔ (لروم۔ ع ۱)

اس پیشین گوئی کا اسلوب اور سیاق و سباق بتاتا ہے کہ اس کو قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ اور ان دونوں کی صداقت کے ایک ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور یہ بالکل غیر معمولی اور غیر عادی واقعہ ہے' اس لئے کہ رومیوں کا یہ غلبہ ان کی انتہائی مغلوبیت کے بعد ہوا ہے اس لئے ایت کی ابتداء میں دو جگہ ان کی مغلوبیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس واقعہ کی غرابت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ واقعہ نو سال کے اندر اندر پیش آئے گا جو ایک برباد شدہ سلطنت' اور ایک زوال پذیر قوم کے ابھرنے اور فاتح کو مفتوح بنا لینے کے لئے ناکافی مدت ہے' آیات کے دوسرے حصہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ یہ واقعہ خارق عادت طریقہ پر ظاہری آثار قرائن کے بالکل خلاف' اور عام انسانی قیاسات و توقعات کے برعکس ظہور پذیر ہو گا چنانچہ پہلے فرمایا۔

للہ الامر من قبل ومن بعد

پہلے بھی اور پیچھے بھی اللہ ہی کا حکم ہے۔

جس میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کو غالب کو مغلوب اور مغلوب کو غالب مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرتے کچھ دیر نہیں لگتی' اس کے لئے کسی وقت کی کوئی قید اور سازگار حالات کا انتظار نہیں وہ دن رات ایسے تصرفات کیا کرتا ہے۔ پھر آگے چل کر فرمایا کہ یہ واقعہ محض خدا کی مدد کا نتیجہ ہو گا' اور مسلمان ایرانیوں کے مقابلہ میں رومیوں سے قریب تر ہونے اور کفار کے طنزو تعریض کے وجہ سے اسی درجہ بلکہ اس سے زیادہ مسرور ہوں گے جتنے رومیوں کی شکست سے وہ محزون ہوئے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا۔

ویومئذ یفرح المومنون۔ بنصر اللہ

اور اس روز مومن خوش ہو جائیں گے خدا کی مدد سے۔

تاریخی پس منظر۔ اب ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کیا ناموافق اور تاریک حالات تھے جن میں رومیوں کا غلبہ ایسا مستبعد اور بعید از قیاس سمجھا گیا کہ قرآن نے اس کو اس اہمیت کے ساتھ بیان کیا اور اس کو قدرت خداوندی اور صداقت قرآنی کے ایک نشان کے طور پر پیش کیا؟ ایک غلام قوم کو آزاد ہو جانا ایک دبی ہوئی قوم کا ابھرنا اور ایک سلطنت کا دوسری سلطنت کو زیر کر لینا تاریخ کا کوئی نادر اور مستثنی واقعہ نہیں ہے بیان قرآن نے اس واقعہ کو ایک غیر معمولی واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے اس لئے ہمیں سب سے پہلے اس ماحول کو دیکھنا ہے جس میں اس واقعہ نے ایک معجزہ کی حیثیت اختیار کر لی' کیا واقعی رومی اتنے مغلوب درماندہ اور نیم جان ہو رہے تھے اور ایرانیوں نے اتنی عظیم الشان فتح حاصل کر لی تھی اور رومی علاقوں اور صوبوں میں اتنی مستحکم سلطنت قائم کر لی تھی کہ نو برس کے عرصہ میں پانسہ کا پلٹ جانا مفتوح کا فاتح بن جانا ایک نہایت غیر معمولی واقعہ تھا واقعہ کے ظہور میں خدا کی قدرت کا ہاتھ کام کر رہا تھا کیا اس کی

کوئی عقلی توجیہ نہیں ہو سکتی؟ اس سوال کا جواب ہم یورپین مورخین کے بیان سے دیں گے اس بیان میں ہمارا بڑا ماخذ مشہور انگریز مورخ و ادیب ایڈورڈ گبن (Deward Gibbon) کی تاریخ "زوال روما" ہے۔

ایرانی حملہ کے اسباب= خسرو نے (جو نوشیرواں کا پوتا اور ہرمز کا بیٹا تھا) بہرام (گور) سے بھاگ جو ہرمز کو اتار کر ساسانی تخت پر قابض ہو گیا تھا روم میں پناہ لی یہ شہنشاہ حارس کی حکومت کا زمانہ تھا اس نے ایرانی شہزادہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور شاہانہ اکرام سے پیش آیا اور اپنا بیٹا بنا لیا اور مشہور رومی جنرل نارسز کی ماتحتی میں ایک فوج بھیجی جس نے خود ایرانیوں کی مدد سے ۵۹۰ میں خسرو کو اس کے ابائی تخت سلطنت پر بٹھا دیا خسرو حاس کے اس احسان کا ممنون اور اس کو اپنا محسن باپ سمجھتا رہا شہنشاہ حارس کی زندگی تک ایرانی اور رومی سلطنتوں میں دوستانہ تعلقات رہے اور اس احسان کی وجہ سے رومی سلطنت کو سیاسی اور مادی فوائد حاصل ہوئے۔

۶۰۲ء میں فاکس نامی ایک فوجی سردار نے شہنشاہ کے خلاف بغاوت کی اور اس کو اور اس کے خاندان کو نہایت سنگدلی اور بیدردی سے قتل کر کے قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھا۔

بازنطینی اور ایرانی سلطنتوں کے دوستانہ تعلقات اور مراسم کے مطابق نئے رومی بادشاہ نے شہنشاہ ایران کو اپنی تخت نشینی کی اطلاع کی اور خسرو کے دربار میں اپنا سفیر لیلیس نامی کو بنا کر بھیجا یہ وہ شخص تھا جس نے شہنشاہ ایران کے محسن حارسی اور اس کی اولاد کے سرفاکس کے سامنے پیش کئے تھے جب یہ رومی سفیر شہنشاہ ایران کے دربار میں حاضر ہوا اور خسرو کو واقعہ کی تفصیلات معلوم ہوئیں تو وہ سخت برافروختہ ہوا سفیر کو قید کر دیا اور نئی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اعلان کیا کہ وہ اپنے باپ اور محسن کا انتقام لے گا اس شریفانہ جذبہ انتقام کو ماگیون اور صوبہ جات کے ایرانی گورنروں کے مذہبی اور قومی تعصبات نے اور مشتعل کیا اور خسرو نے ۶۰۳ میں روم پر حملہ کر دیا۔

ایرانی فتوحات کی وسعت= فاکس نے نارسز اعلیٰ رومی جنرل کو قسطنطنیہ کے بازار میں زندہ جلا دیا تھا اس کے نام سے اسیریا کی مائیں اپنے بچوں کو ڈراتی تھیں۔ اس کے قتل کے بعد رومی فوجیں ہاتھیوں کے پاؤں سے روندی گئیں خسرو نے رومیوں کی سرحدی قلعہ بندیوں کو پہلے ہی مسمار کر دیا تھا اس نے دریائے فرات عبور کر کے شام کے شہروں پر قبضہ کر لیا ہیروپلس چالسں اور حلب

(شام کے شہر) پر قبضہ کرتے ہوئے اس نے بازنطینی سلطنت کا مشرقی دارالسلطنت انطاکیہ فتح کر لیا۔ ایرانی فتوحات کا یہ تیز سیلاب رومی سلطنت کے زوال و انحطاط اور فاکس کی ناقابلیت کی دلیل تھی، ایرانیوں نے اس کے بعد کپے ڈوشیا کا دارالسلطنت قیساریہ باسانی فتح کر لیا، اس کے بعد دمشق، الخلیل، شرق اردن کی فتح کے بعد یروشلم پر قبضہ ہوا "مدفن صحیح" (عیسائی عقیدہ کے مطابق) ہیلنا اور قسطنطین کے شاندار کلیسا نذر آتش ہوئے تین سو برس کی مذہبی نذریں ایک دن میں وقف عام ہوئیں۔ "اصلی صلیب" ایران کو منتقل ہو گئی اور نوے ہزار مسیحیوں کا قتل عمل میں آیا۔ شام کے بعد مصر پر ایرانی قبضہ ہوا اور حبش اور طرابلس (الغرب) تک ایرانی مملکت کی سرحدیں پہنچ گئیں رومی نو آبادیوں اور افریقہ کے مقبوضات بھی ایرانیوں کے ہاتھ آئے ایرانی فاتح سکندر کے نقش قدم پر صحرائے لیبیا کے راستہ واپس آیا، ایرانی فوج کے ایک حصہ نے فرات سے باسفورس اور چالسیڈن تک قبضہ کر لیا اور قسطنطنیہ کے بالکل سامنے دس برس تک ایرانی کیمپ نصب رہا اگر خسرو کے پاس بحری طاقت ہوتی تو وہ یورپ کے صوبوں کو اپنی حکومت میں لے سکتا تھا۔

ہرقل کی تخت نشینی

عین جس وقت رومی سلطنت زندگی اور موت کی اس کش مکش میں مبتلا تھی افریقہ کے گورنر ہرقل نے فاکس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور ۶۱۰ میں فاکس کو قتل کر کے گرتی ہوئی سلطنت رومہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی حکومت سنبھالتے ہی پہلی اطلاع جو ملی وہ انطاکیہ کا سقوط تھا۔ فاکس کے قتل سے خسرو کی آتش انتقام بجھ جانی چاہیے تھی اور اس کو ہرقل کا ممنون ہونا چاہیے تھا جس نے اس کے محسن کے قاتل اور سلطنت کے غاصب کو قتل کر دیا تھا، مگر ایرانی شہنشاہ کی نیت بدل چکی تھی اس نے اپنی جارحانہ کارروائیاں جاری رکھیں اور اپنی فتوحات کے سلسلہ کی تکمیل کی۔

رومیوں کی مشکلات

۶۱۶ء میں رومی پورے طور پر مغلوب ہو گئے اور انہوں نے اپنی عظیم الشان سلطنت روما

ایرانیوں کے ہاتھ کھو دی ان مشرقی نقصانات کے علاوہ جو ایرانیوں کے ہاتھوں اس کو پہنچے تھے پورے یورپ میں غدر مچا ہوا تھا آسٹریا کی سرحد سے تدرس کی دیواروں تک آوارس مظالم ڈھا رہے تھے جنگ الحالیہ میں جن انسانوں کا خون پانی کی طرح بہا تھا وہ بھی ابھی خشک نہیں ہوا تھا' اور اس سے پہلے پنسونیا کے مقدس میدان میں مرد قیدیوں کو قتل کر دیا گیا عورتیں اور بچے غلام بنائے گئے رومی سلطنت قسطنطنیہ کی دیواروں' یونان اور اٹلی اور افریقہ کے کچھ بقیہ حصوں اور ایشیائی ساحل کے چند بحری مقامات میں صور سے لحرابزوں تک محدود ہو کر رہ گئی تھی مصر کے سقوط کے بعد سے دار السلطنت پر قحط اور وبائی امراض کا حملہ ہوا قسطنطنیہ میں مصر سے غلہ آتا تھا' مصر کے نکل جانے کے بعد غلہ کی درآمد بند ہو گئی قسطنطین کے زمانہ ۳۰۳ سے قسطنطنیہ میں غلہ کی عام تقسیم ہوتی تھی تاکہ لوگوں کے لئے دار السلطنت میں رہنے کی کشش پیدا ہو ۶۱۸ء میں پہلی مرتبہ غلہ کی بندش کی وجہ سے مجبوراً" اس تقسیم کو بند کرنا پڑا۔

ہرقل کا طرز عمل

ہرقل کے سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ ہرقل میں ان اہم حوادث کے باوجود کوئی جوش عمل اور کوئی زندگی نہیں تھی' اور وہ اپنی آنکھوں سے دولت روما کے اس خاتمہ کو دیکھ رہا تھا گبن لکھتا ہے کہ "ہرقل اپنی حکومت کے ابتدائی اور آخری دور میں نہایت ست و کاہل عیش کا بندہ وہم پرست اور اپنی قوم کے مصائب کا یک بے حمیت اور نامرد تماشائی تھا"

قرآن کی پیشین گوئی

۶۱۶ میں رومتہ الکبری کے عین اس حالت نزع میں قرآن نے پیشین گوئی کی کہ رومی نو سال کے اندر اندر غالب ہو جائیں گے۔

گبن لکھتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایرانی فتوحات کے عین شباب میں پیشین گوئی کی کہ چند سال کے اندر اندر رومی جھنڈے دوبارہ فتح کے ساتھ بلند ہونگے۔ جب یہ پیشین گوئی کی گئی تھی اس سے زیادہ بعید از قیاس کوئی بات نہیں کہی جا سکتی تھی کیونکہ ہرقل کے ابتدائی بارہ سال سلطنت روما کی قریبی تباہی اور خاتمہ کا اعلان کر رہے تھے یہ ۵ بعثت کا واقعہ ہے مکہ کے کفار ایرانیوں کی اس عظیم الشان فتح اور رومیوں کی اس ذلت انگیز شکست پر مسرت کے شادیانے

بجا رہے تھے اور ایرانیوں کی اپنے دوستوں کی فتح اور اپنے لئے فال نیک سمجھتے تھے کیونکہ ان دونوں قوموں میں شرک کا رشتہ تھا جب سورہ روم کی یہ ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں اور کفار مکہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس کو بالکل مستبعد واقعہ سمجھ کر مسلمانوں کے ساتھ شرط کی کہ اگر رومی واقعی غالب آگئے تو وہ مسلمانوں کو کئی اونٹ دیں گے اور اگر اس واقعہ کا ظہور نہ ہوا تو مسلمان اونٹ ہار جائیں گے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو شرط میں شریک تھے اس کے لئے پانچ سال کی مدت مقرر کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو فرمایا "بضع" کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے اس لئے دس سال سے کم کی مدت مقرر کرنی چاہئے چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکرؓ نے نو سال کی شرط کی۔

پیشین گوئی کا ظہور

ان دقتوں اور مصیبتوں میں گھر کر (جن کا اوپر ذکر آچکا ہے) ہرقل نے ارادہ کیا کہ وہ قسطنطنیہ کو چھوڑ کر کار تھیج کے محفوظ مقام میں منتقل ہو جائے اور اس کو اپنا مرکز بنائے اس کے جہاز شاہی محل کی دولتوں اور جواہرات سے لدے ہوئے روانہ ہونے کے لئے تیار کھڑے تھے کہ اس کو بطریق نے لڑنے پر مجبور کیا اور ہمت دلائی وہ سینٹ صوفیا میں آیا اور اس نے قسم کھائی کہ اس کی زندگی اور موت انہیں لوگوں کے ساتھ ہے جن کو خدا نے اس کے سپرد کیا ہے رومی شہنشاہ کی مغلوبیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس نے ایک ایرانی قائد اور چند ذمہ دار رومی عہدہ داروں کے ذریعہ شاہ ایران کی خدمت میں معافی اور امن کی درخواست بھیجی بادشاہ نے کہا کہ یہ کوئی سفارت نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ خود ہرقل ہے جو پا بجولاں میرے تخت کے سامنے حاضر ہوا ہے' میں اس وقت تک رومی شہنشاہ کو امن نہیں دے سکتا جب تک وہ اپنے "مصلوب خدا" کو چھوڑ کر سورج کی پرستش اختیار نہ کرلے۔ لیکن چھ سال کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے قسطنطنیہ کی فتح سے ہاتھ اٹھا لیا اور ان شرائط پر رومیوں کو امان دی کہ ہر سال ایک ہزار سونے کے ٹالنٹ ایک ہزار چاندی کے ایک ہزار ریشمی حلے ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار دوشیزہ عورتیں شاہ ایران کو خراج کے طور پر دی جائیں یہ شرائط رومیوں میں اشتعال انگیزی اور غیرت و حمیت پیدا کرنے کے لئے ہرقل کو بہت مفید ثابت ہوئیں ہرقل نے ایک

مذہبی جنگ کا اعلان کر دیا جنگی مصارف کے لئے اس نے کلیساؤں کی موقوفہ جائدادوں اور آمدنیوں سے اس شرط پر قرض لیا کہ وہ مع سود کے یہ سب رقم واپس کر دے گا۔

ہرقل میں تبدیلی

ہرقل کی افسردہ طبیعت پست عزائم اور مردہ جسم میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی اور اس کی زندگی سراسر تبدیل ہو گئی اب وہ ست اور عیاش بادشاہ نہ تھا بلکہ جوان ہمت بیدار مغز بلند حوصلہ فاتح اور پرجوش سپہ سالار تھا جو اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے اور اپنی مردہ قوم کو زندہ کرنے کے لئے بے چین تھا۔

مورخ گبن لکھتا ہے جس طرح صبح و شام کا کہرا آفتاب نصف النہار کی روشنی سے پھٹ جاتا ہے دفعتاً" حملوں کا آرکاڈیوس میدان کا سیزر بن گیا ہرقل اور روم کی عزت نہایت شان دار طریقہ سے بچالی گئی۔

ہرقل کی فوج کشی اور فتوحات

ہرقل نے ایشیائے کوچک کے مغربی اور جنوبی ساحل کو اپنے بائیں طرف چھوڑتے ہوئے خلیج اسکندرونہ میں اپنی فوجیں اتاریں بحری شہروں کے قلعوں کی مرمت کی نئے رنگ روٹوں کی فوجی تربیت کی اور اس نے رومیوں سے آتش پرستوں سے انتقام لینے کی اپیل کی ایک موثر تقریر کر کے انتقام و عداوت کی روح پھونک دی سلشیا فتح کرنے کے بعد ہرقل نے کیبے ڈوشیا کا رخ کیا بحر اسود اور آرمینیا کے پہاڑوں کو عبور کر کے ہرقل ایران کے قلب میں گھس گیا پانچ منتخب سپاہیوں کے ساتھ قسطنطنیہ سے چل کر بحر ابزون پہنچا۔ شہر طورس اور گندزا کا اور موگان کے علاقے فتح کر لئے عیسائیوں نے ماگی معبد ڈھا دیئے خسرو کی مورتیں حوالہ آتش کی گئیں مدفن مسیح (عیسائی عقیدہ کے مطابق) کے مقبالہ میں زراشتر کا مولد بے حرمت کیا گیا اور پچاس ہزار عیسائی قیدی چھڑائے گئے ہرقل ساباط میں داخل ہوا پھر قزوین اور اصفہان کے شہروں تک آیا ایرانی سلطنت خطرہ میں پڑ گئی ایرانی فوجیں وادی نیل اور باسفورس سے طلب کی گئیں ہرقل نے اس لشکر جرار کو بھی شکست دی۔

کردستان کے پہاڑوں کو طے کرنے کے بعد اس نے دجلہ کو عبور کیا اور ایک خونیں جنگ کے بعد ساباط میں آیا نینوا کے میدان میں فیصلہ کن جنگ ہوئی جس کے بعد وہ دستجرد میں داخل ہوا اور مزائن سے چند میل کے فاصلے پر پہنچ کر وہ فاتحانہ قسطنطنیہ واپس آیا۔

پیشین گوئی کی تکمیل

ایرانی سلطنت زیرو زبر ہو گئی رومیوں نے اپنے قدیم تاریخی حدود سے بھی آگے نکل کر ایرانیوں کو پامال کیا اور سلطنت ایران کے قلب میں رومی جھنڈا نصب کر دیا اور اس طرح ۶۲۵ء میں یعنی ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر کے موقع پر ٹھیک نو سال کے اندر قرآن کریم کی یہ عظیم الشان پیشین گوئی پوری ہوئی جس کی تکمیل کے کوئی ظاہری آثار و قرائن نہ تھے۔

قرآن مجید اور علومِ عصرِ حاضر

تحریر: پروفیسر محمد اکرم بٹر

قرآن مجید وہ الہامی کتاب ہے جس میں انسانیت کی رشد و ہدایت کیلئے ہر دور کی ضرورتوں کے مطابق اصول و ضوابط فراہم کر دیئے گئے ہیں اور اس میں ہر گوشہ زندگی کے متعلق واضح احکامات پائے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال گزر گئے لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے قرآن مجید آج ہی کے مسائل کے لئے نازل ہوا ہے۔ اور تاقیام قیامت ہر زمانہ میں انسانیت قرآن مجید فرقان حمید سے راہنمائی حاصل کرتی رہے گی۔ عصر حاضر میں علوم و فنون کی کئی قسمیں شمار میں ہیں اور مختلف مضامین کے ماہرین اپنے اپنے شعبہ میں تحقیق کر رہے ہیں نئے نئے فلسفہ ہائے علم دریافت کئے جا رہے ہیں نئے نئے عنوانات کے تحت علم کی تقسیم کی جا رہی ہے اور ہر ماہر صرف ایک یا زیادہ سے زیادہ دو علوم پر عبور حاصل کر پاتا ہے اور پھر جب اس پر کچھ لکھتا ہے تو پھر اپنی ہمت و طاقت کو عاجز پاتا ہے اور وہ انسانی تخلیق محدود بنیادوں پر ہی انسانی راہنمائی کر سکتی ہے لیکن اس کتاب ہدایت کا یہ عظیم معجزہ ہے کہ جس زمانے میں راہنمائی کی ضرورت پڑے آپ کو راہ دکھاتی ہے انسان کی پیدائش سے لیکر وفات تک اور گھر کے نظام

سے شروع ہو کر تخت سلطانی تک علم و آگہی کے ضابطے اور قوانین قرآن مجید میں ملتے ہیں۔۔بحرحال بات طویل ہوتی جا رہی ہے آج کی اس تحریر میں عصر حاضر کے چند علوم کا جائزہ ارشادات قرآن سے لینا ہے کیونکہ تحقیق کیلئے تو علم و آگہی سے واقفیت بہت ضروری ہے لیکن میں تو صرف اپنی ہمت کے مطابق چند سادہ سادہ سے باتیں کروں گا میرے زیر بحث نظریہ ارتقاء نظام معاشرت، ثقافت، نظام معیشت، نظام حکومت، سائنس، ادب تاریخ اور نظریہ قومیت ہیں ان پر مختصراً" اپنے خیالات کو تحریر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

1- نظریہ ارتقاء کائنات

ڈارون کا نظریہ ارتقاء جب سے وجود میں آیا ہے مغرب کے تمام فلسفیانہ نظریات پر حاوی ہے، انیسویں صدی کا یہ کرشمہ بعد میں آنے والے نظریات سے زیادہ شہرت کا حامل ہے۔ انیسویں صدی میں سائنس دانوں کے اس عقیدہ کی وجہ سے کہ کائنات میں فقط مادہ ہی ایک حقیقی چیز ہے علمی حلقوں میں مذہب اور روحانیت کے خلاف زبردست جذبہ پیدا ہوگیا ہے، اور ڈارون کا نظریہ اسی رجحان کی پیداوار تھا سچی بات یہ ہے کہ مغربی فلسفہ میں اور مذہبیت اور دہریت کا جس قدر مواد اس وقت موجود ہے وہ ڈارون ہی کے نظریہ کی پیداوار ہے، اور بالخصوص کارل مارکس، میکڈوگل، فرائڈ، ایڈلر، اور میکیاولی کے نظریات پر ڈارون کا نظریہ حاوی ہے۔ ڈارون کے نظریہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اول= حقیقت ارتقا:- اس کا مطلب یہ ہے کہ ارتقاء فی الواقع ہوا ہے اور زندگی کی اعلیٰ حالتیں ادنیٰ حالتوں سے متواتر ہوتی رہی ہیں۔

دوئم:- سبب ارتقاء= یعنی کہ ارتقاء کا سبب قدرت کی بے مقصد کارروائیاں ہیں جنہیں ڈارون کش مکش حیات اور قدرتی انتخاب اور بقائے اصلح کا نام دیتا ہے۔

1- حصہ اول کا جہاں تک تعلق ہے یہ ایک مسلمہ علمی حقیقت ہے اور عالم انسانیت میں اسے تسلیم کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تک اس کے خلاف کوئی بھی بات، پیش نہیں کی جاسکی، کیونکہ یہ بات ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہر چیز میں ارتقاء ہو رہا ہے۔ کوئی بھی چیز یکایک وجود میں نہیں آجاتی لہذا ہر چیز بتدریج پیدا ہوتی ہے یہی قانون فطرت ہے کہ ہر چیز وقت کے ساتھ ساتھ کئی حالتیں بدلتی رہتی ہے جن کے متعلق مختلف

سائنسدان اپنی اپنی فکر پیش کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً" مادی ارتقاء، سالمات اور عناصر، دھویں کا بادل، ستاروں کا ظہور، نظام شمسی کا ارتقاء، زمین کا ارتقاء، دریا اور سمندر، فضیاتی ارتقاء اور تاریخی نظریات وغیرہ وغیرہ اگر ان کی تفصیلات لکھی جائیں تو یہ مضمون اس کا متحمل نہیں ہو سکتا، لہٰذا اشارات ہی سے بات کو سمجھانے کی کوشش کرونگا۔

ڈارون کے نظریات سے ارتقاء کی جو صورت پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کائنات میں ارتقاء تین مراحل میں ہوا ہے۔ 1- کائنات کی ابتدائی حالت سے لیکر اس حالت تک کہ جب وہ اس قابل ہوئی کہ اس میں زندگی کا ظہور ہو سکے۔

-2 پہلے زندہ حیوان کے ظہور سے لیکر نسل انسانی کے ظہور تک

-3 انسان کے ظہور سے لیکر انسان کی نفسیاتی تکمیل تک یہ مرحلہ ابھی تک جاری ہے۔

قرآن اور ارتقاء:۔

اب ہمیں یہ بات سمجھنی ہے کہ ڈارون کا جو نظریہ ہے وہ قرآنی تصور سے متصادم تو نہیں ہے چنانچہ قرآن میں غورو فکر کرنے کے بعد ہم نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ارتقاء کا نظریہ قرآن کی روح کے مطابق ہے قرآن یہ کہتا ہے کہ کوئی چیز یکایک پیدا نہیں کی گئی بلکہ ہر چیز بتدریج وجود میں آئی، قرآن اپنی ابتدا میں فرماتا ہے کہ الحمد اللہ رب العلمین، ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا، یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ### خدا کی وہ حقیقت ہے جو انسان کو اللہ کی تعریف پر مائل کرتی ہے یعنی اللہ کی تمام صفات جو اسماء حسنیٰ یا قابل تعریف نام ہیں اس کی صفت ربوبیت کی تفسیر ہیں۔ ربوبیت عین ارتقاء ہے:۔ ربوبیت کے معنی ہیں کسی چیز کو ادنیٰ سے اعلیٰ حالت تک پہنچانا اور ارتقاء کے معنی بھی یہی ہیں گویا کہ ربوبیت کا نتیجہ ارتقاء ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ

ترجمہ:۔ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا ہے پھر ہم نے اسے ایک نطفہ کی صورت میں ٹھہرایا پھر ہم نے نطفہ کو ایک جونک بنایا اور جونک کو گوشت کا لوتھڑا اور گوشت کے لوتھڑے سے ہڈیاں بنا دیں اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اسے ایک زندگی دے دی،

بابرکت ہے اللہ جو سب پیدا کرنے والوں سے بہتر پیدا کرنے والا ہے ان آیات کریمہ سے قرآنی نظریہ ارتقاء کی بابت ہمیں علم حاصل ہوتا ہے وہ چونکہ رب ہے اس لئے اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ ہر چیز کی تربیت و پرورش اپنی حکمت کے مطابق کرے ورنہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے ایک حکم میں سب کچھ پیدا بھی کرسکتا ہے اور فنا بھی کرسکتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بیج کو کتنے تدریجی مراحل سے گزار کر ایک عظیم الشان درخت بناتا ہے اور پھر یہ بیج بھی ایک تدریجی عمل سے گزر کر بنتا ہے۔

اس کے علاوہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری نسل کو زمین سے پیدا کیا ہے ایک دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ترجمہ: تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ سے وقار کے آرزومند نہیں ہوتے اور یقیناً" اس نے تمہیں مختلف مراحل سے گزار کر پیدا کیا ہے اس نے تمہاری نسل کو زمین سے اگایا ہے جیسے کہ چیزیں زمین سے اگتی ہیں، ان آیات سے انسانی ارتقاء کا نظریہ تو ثابت ہوگیا ہے۔

مادی کائنات کا ارتقائی ظہور:۔

اگر کوئی یہ کہے کہ کائنات کا تدریجی ارتقاء نہیں ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ کائنات کسی خاص وقت پر یکایک وجود میں آگئی تھی لیکن قرآن اس نقطہ نظر کی تردید کرتا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ ترجمہ: اللہ وہ پاک ذات ہے جس نے کائنات کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے، ظاہر ہے کہ یہاں وہ دن مراد نہیں جو ہم شمار کرتے ہیں بلکہ یہاں دن سے مراد وہ دور ہے، جو ہزارہا برس کا ہوتا ہے اور اس کی بات ایک دوسری آیت میں یوں ہے کہ ترجمہ: ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے حساب کے مطابق ایک ہزار سال تک ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات تو واضح ہوتی ہے کہ ڈارون نے جو نظریہ انیسویں صدی میں پیش کیا تھا وہ نظریہ ارتقاء قرآن مجید نے سینکڑوں سال پہلے بھی پیش فرما دیا تھا جس کی تصدیق اب مغربی سائنسدان اور مفکرین اپنے اپنے نظریات سے کر رہے ہیں اب ہم ڈارون کے نظریہ کا حصہ دوئم زیر بحث لاتے ہیں کیونکہ حصہ اول تو قرآنی تصور کے مطابق تھا لیکن حصہ دوئم بالکل اس کے الٹ ہے چنانچہ اس کو واضح کرنا ضروری ہے۔ اسباب ارتقاء:۔ ڈارون کے نزدیک

جانداروں کے اندر غیر محدود طور پر بڑھنے، ترقی کرنے اور شکل و صورت میں تغیر پیدا کرنے کا ایک قدرتی رجحان موجود ہے لیکن انواع حیوانات کا ارتقاء قدرت کے کسی تعمیری عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ تخریبی عمل کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ حیوانات کی باہمی قدرتی جنگ اور قحط و اموات کے بغیر ممکن نہ ہوتا اس کا خیال ہے کہ جانداروں کی تعداد تولید کے ذریعے بڑھتی رہتی ہے لیکن خوراک اور قیام حیات کی دوسری چیزیں محدود ہیں جن کی مقدار ہمیشہ ایک ہی رہتی ہے یا پھر وہ جانداروں کی ضرورت کے مطابق ترقی نہیں کرتیں، لہٰذا پھر جاندار اپنی زندگی تو قائم رکھنے کیلئے دوسرے جانداروں کے ساتھ ایک کش مکش میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ جو طاقتور ہوتے ہیں اپنے آپ کو زندہ رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جبکہ دوسرے فنا ہو جاتے ہیں۔ پھر ہر جاندار دشمنوں سے گھرا ہوتا ہے اور خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے لہٰذا جو جانور جسمانی لحاظ سے دشمنوں سے طاقتور ہوتا ہے زندگی بچا لیتا ہے جبکہ کمزور کی نسل مٹ جاتی ہے ڈارون کے نزدیک گویا زندگی کے حالات ایک چھلنی کی طرح ہیں جس میں سے مختلف حیوانات کو زندہ رہنے کیلئے گزرنا پڑتا ہے لیکن اس کے مقابل قرآن کا نظریہ ارتقاء انتہائی واضح ہے جو ڈارون کے ان فرسودہ خیالات کی تردید کرتا ہے، اللہ تعالٰی فرماتا ہے ہے ترجمہ۔ جب میں اسے مکمل کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کو سجدہ نہیں کرنا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ

ترجمہ: اے انسان تجھے مہربان خدا سے کس چیز نے ورغلایا، جس نے تجھے پیدا کیا، پھر مکمل کیا اور اعتدال پر لایا اور جس صورت میں چاہا تجھے بنایا۔

لہٰذا یہی مقصد حیوان کے جسم کے اندر کارفرما ہوتا ہے یہی مقصد ہے جو حیوان کو زندہ رکھتا ہے اور اسے بلند سے بلند تر حالتوں میں سے گزارتا ہے یہ مفروضہ حیاتیات کے تمام حقائق کی جن میں ارتقائے انواع بھی شامل ہے نہایت ہی تسلی بخش تشریح کرتا ہے اس کی روشنی میں وہ تمام حقائق اچھی طرح سے سمجھ میں آجاتے ہیں جو ڈارون اور اس کے شاگردوں کے نزدیک الجھے ہوئے ہیں اور جن کے نہ سمجھنے سے ڈارون کا نظریہ غلطیوں سے بھرا ہوا ہے اور مغربی مفکرین اسی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

قرآن اور نظام معاشرت

قرآن مجید اشرف المخلوقات انسان کی پیدائش سے لیکر موت تک کی تمام ضروریات کی تکمیل کیلئے اصول و ضوابط دیتا ہے گویا کہ اس کی معاشرتی زندگی کے فوائد ہمیں قرآن مجید کی تعلیمات سے میسر ہوسکتے ہیں کیونکہ اولاد کی پرورش والدین کے حقوق' حقوق ازدواج' کاروبار' تعلیم' نظام حکومت وغیرہ سبھی امور پر ہمیں تعلیمات قرآن سے راہنمائی ملتی ہے یہ قرآن ہی ہے جس نے ایک پاکیزہ اور منظم زندگی گزارنے کی تلقین فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ جب انسانیت ذلت و تباہی کے عمیق گڑھوں میں رسوا ہو رہی تھی شرف انسانیت پامال ہوچکا تھا تو قرآن نے آداب معاشرت میں انقلاب پیدا فرما دیا۔ آج ہماری یہ حالت ہے کہ دیناوی مقاصد کی تکمیل کے لئے رات دن کوشاں ہیں اس مقصد وحید کی طرف توجہ دینا پسند نہیں فرماتے جس کے لئے ہمیں خالق کائنات نے پیدا فرمایا ہے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ترجمہ: ہم نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر عبادت کیلئے گویا کہ تخلیق انسانی کا مقصدِ اطاعت خداوندی تھا جس کے طریقے ہمیں قرآن و حدیث میں سکھائے گے ہیں انسان کے دستور حیات ہیں یہ بات قرآن کے ذریعہ ملتی ہے کہ

ترجمہ: آؤ ہم تمہیں وہ باتیں بتائیں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ' والدین سے نیکی کرو' بچوں کو غربت و افلاس سے قتل نہ کرو' کیونکہ خدا تمہیں روزی دیتا ہے۔ لغویات کے قریب نہ جاؤ' خواہ اعلانیہ ہو یا خفیہ' جس جان کو خدا نے محترم کیا ہے اسے حق کے علاوہ قتل نہ کرو' یہ باتیں ہیں جس کی نصحیت کی جاتی ہے یقین ہے کہ ان باتوں کو سمجھوگے اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر بہتری کے لئے یہاں تک کہ بالغ ہو ناپ تول میں کمی نہ کرو' ہم کسی کو اس کی گنجائش سے زیادہ بات کا پابند نہیں کرتے' جب بولو تو انصاف سے خواہ تمہارا عزیز ہی کیوں نہ ہو اللہ کا عہد پورا کرو یہ وہ باتیں ہیں جن کی طرف تمہیں راہنمائی کی گئی ہے شاید تم یاد رکھو یہی میرا سیدھا راستہ ہے اس کی پیروی کرو' مختلف راستوں پر نہ چلو' ورنہ راہ صحیح سے بھٹک جاؤ گے' انہی باتوں کا تمہیں مشورہ دیا جاتا ہے یقین ہے کہ تم پرہیزگار بن جاؤ گے۔

ان آیات مقدسہ کو دیکھو کیسے شاندار انداز میں سماجی ڈھانچہ کی تشریح کی گئی ہے آج بڑے بڑے عالمی ادارے انسانی حقوق کے لئے چارٹر جاری کرتے ہیں لیکن اسلام نے چودہ صدیاں قبل جو عالمی انسانی حقوق کا منشور پیش کیا تھا اور پھر جس کی تشریح محسن انسانیت پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں فرمائی تھی آج کے منشور اس کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ پائے' قرآن کے فرمائے ہوئے احکامات پر جب ایک انسان عمل کرتا ہے تو پوری دنیا اس کے ماتحت ہو جاتی ہے اس کے ارشاد کو اپنے لئے حکم سمجھا جاتا ہے۔

سورہ انفال کی آیت کریم کو دیکھئے' ارشاد ہوتا ہے کہ ترجمہ: ڈرو اور بچو اس فتنہ و فساد سے جس کی لپیٹ میں تم میں سے صرف ظالم ہی نہیں آئیں گے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے کیونکہ جب کسی قوم کی اکثریت ظالم اور فسادی ہو جاتی ہے تو جو لوگ ان برائیوں سے خود تو بچتے ہیں لیکن دوسروں کو بچانے کی کوشش نہیں کرتے خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں تو وہ بھی قابل رعایت نہیں ہوتے سورہ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ترجمہ' اگر تم (خدا کے دین کی حفاظت کیلئے) نہیں نکلو گے تو وہ تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو لے آئے گا تم اس خدا کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جب کوئی قوم بد عملیاں کرتے کرتے سنگدل ہو جاتی ہے تو پھر اس کی اصلاح کیلئے کوئی دوسری تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوتی اور قدرت بھی اس کی ہدایت کا سامان نہیں کرتی قارون' شعدار' ہامان' فروعون اور نمرود جیسے افراد نے معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے سب کو نیست و نابود کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بھی ایسے انسان کو پسند نہیں کرتا جو اس کے بندوں کیلئے مشکلات پیدا کرے اور معاشرتی اقدار کو تباہ کرنا چاہے' قرآن جو دین فطرت کا عالمی منشور ہے جس نے انسان کو ذلت کی پستیوں سے نکالا اور فضائل و کمالات کے عروج پر پہنچایا ظلم و جبر کو انصاف سے سختی کو نرمی' جہالت کو علم و معرفت سے عداوت کو محبت' نفاق کو اتفاق' خیانت کو امانت سے بدلا گویا انسانیت کو تہذیب سے روشناس کرایا' جو ناآشنا تھے انہیں حکمرانی کے قوائد و ضوابط سے واقف کیا' ظلم و بربریت کو ختم کیا فلاحی معاشرہ قائم فرمایا' لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید نے انسان کو نظام معاشرت کے وہ سنہری اصول عطاء فرمائے ہیں کہ تاقیامت رشد و ہدایت کے چشمے ابلتے رہیں گے۔

قرآن اور نظام حکومت

اسلامی حکومت کیسی ہوتی ہے یا قرآن کیسا نظام حکومت پیش کرتا ہے اس پر بات کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں حکومت کو جو شکلیں رائج ہیں ان پر کچھ بات کرلیں تاکہ پھر اس پس منظر میں اسلامی حکومت کی حیثیت متعین ہوسکے آج کی حکومتیں جمہوری ہیں یا شاہی یا پھر کہیں فوجی آمریت ہے. بہرحال مغربی ملکوں میں کلیسائی نظام کی موجودگی اور اس کی وجہ سے دینی اصلاح کے سلسلے میں جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور برطانیہ میں کیتھولک اور پروٹسنٹ قوتوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہوئے اور آگے چل کر سیکولر نظام کو بروئے کار لانے کی تحریک کا باعث بنے جس کا مطلب یہ تھا کہ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے وہ ملک کے باشندوں کے مختلف مذاہب کے معاملے میں غیر جاندار ہوگی لیکن اس کے ساتھ ساتھ سب کو اپنے مذہبی مراسم ادا کرنے کی آزادی دی جائے گی سیکولر نظام حکومت کی اس تحریک کا قائد فرانس تھا لیکن اس معاملے میں کسی بھی ڈیموکریٹک حکومت نے اس کا ساتھ نہ دیا چنانچہ ان کے ہاں کسی نہ کسی مذہب کو سرکاری حیثیت دی گئی مفکر پاکستان علامہ اقبال نے مسلمانوں کی راہنمائی قرآن کی روشنی میں کی ہے آپ فرماتے ہیں مغربی جمہوری نظام اسلام کے خلاف گہری سازش ہے، وہ کہتے ہیں کہ مغرب کا نظام حکومت استبدار ملوکیت کی ایک نقاب پوش شکل ہے اور اسلام کی ضد ہے۔ اس میں انسان کو وہ آزادی نہیں ملتی جو اسلام عطاء کرتا ہے یہی وہ مغربی نظام ہے جس نے اشتراکیت کے ساتھ مل کر نعرہ لگایا تھا کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں انہیں کو حق حکومت حاصل ہے جبکہ قرآن مجید اس مفروضہ کے خلاف واضح اعلان کرتا ہے کہ کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے وہ دوسرے انسانوں کو محکوم بنائے۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام نظام حکومت کے خلاف ہے بلکہ قرآن مجید تو انسانوں کی تمدنی زندگی کے لئے نظام حکومت کو ضروری قرار دیتا ہے مگر اس کا یہ کہنا ہے کہ حکومت کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

سورہ الانعام میں فرماتا ہے کہ وہ اپنے حق حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا چنانچہ اس وجہ سے سورہ یوسف میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی محکومیت اختیار نہ کی جائے، یہی

محکم نظام حیات ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں، اور وہ انسانی حکومتوں کی شکل بدل کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم نے غلامی کی زنجیریں کاٹ دی ہیں اور آزادی کا سانس لیا ہے قرآن مجید بغیر کسی ہچکچاہٹ فرماتا ہے کہ "حکومت اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید کے ذریعے سے قائم ہوگی جس میں کسی انسان کو دخل نہ ہوگا کیونکہ اللہ اپنے اختیارات کسی کو تفویض نہیں کرتا۔

چنانچہ قرآن مجید نے حکومت کی نوعیت اور پالیسی متعین کر دی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں اپنی قیادت قائم کرنی چاہتا ہے، جو زیادہ سے زیادہ الٰہی صفتوں کو اپنے اندر جذب کر کے عدل و مساوات کے اصولوں پر لوگوں کی مادی و روحانی ضروریات کی تکمیل کیلئے بندوست کرے گی اور یہ بات بھی قرآن مجید نے ہمیں بتا دی کہ ستورائی نظام ہونا چاہئے دو باتیں واضح ہوگئیں 1 دنیا میں حکومت صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور اللہ کی نیابت کے فرائض بندہ انجام دے گا۔

2۔نظام حکومت شوارئی ہوگا۔

یہ دو سنہری اصول ہیں جن کی جزئیات میں دیکھیں تو تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے قرآنی نظام کے مطابق حکومت کے اصول مرتب کئے اس کے باوجود کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت عطاء فرمائی تھی مگر آپ بھی صحابہ کرام سے مشورہ فرماتے، حکومت کو ایسے انداز میں چلاتے کہ آنے والے لوگوں کیلئے خود بخود راہنمائی کا سامان پیدا ہوگیا، چنانچہ آپ نہ صرف صحابہ کرام سے سیاسی معاملات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے بلکہ دینی امور میں بھی اور آپ کا یہ معاملہ قرآن مجید کے عین مطابق تھا۔

یعنی وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ،اور قرآن مجید میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ہے، وامرھم شوری بینھم۔

آپ کے عہد حکومت میں مشورے کی روح جس طرح جلوہ گر تھی اس کا ثبوت آپ کے اس عہد نامہ سے بھی ملتا ہے جس میں آپ نے مہاجرین انصار اہل مدینہ اور اس کے قبائل کو ان کے حسب و نسب اور مذہب کے اختلاف ہونے کے باوجود امن کی ضمانت دی تھی آپ نے یہ معاہدہ نہایت وضاحت سے ان بنیادوں پر کیا تھا جن پر بعد میں اسلام حکومت کی عمارت استوار

کرتی تھی۔ قرآن مجید نے ہمیں ہر قسم کے معاملات میں راہنمائی کیلئے مواد فراہم کیا ہے جس کی تفصیلات کے متقاضی یہ صفحات نہیں ہو سکتے لہٰذا اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ جب تک قرآنی اصولوں کے مطابق حکمرانی کے اصول چلائے جاتے رہے دنیا میں صحیح اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا رہا اور اسلام سب سے بڑی عالمی طاقت بن گیا لیکن جب ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا چاروں براعظموں میں کامیابی و فتح کے جھنڈے لہرانے والی قوم آج پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہو رہی ہے وہ جو کبھی دنیاء کے امام تھے آج غلاموں سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہے ہیں حالانکہ تیل اور سونا جیسی قیمتی ترین نعمتیں اللہ نے مسلمانوں کو عطا فرمائی ہیں، مگر ہم صلیبی قوتوں کے محتجاج ہیں، طارق بن زیاد موسیٰ بن نصیر، قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کے جانشین آج ایک بار پھر غیر اسلامی قوتوں کے زیر سایہ اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ صلاح الدین ایوبی کے بیٹے راڈرک کی اولاد سے ڈرتے ہیں کشمیر، فلسطین، بوسنیا، چیچنیا، صومالیہ، قبرص، افغانستان، الجزائر اور جزائر کو مورو میں آج بھی مسلمانوں کے خون سے ندیاں نہیں دریا بہہ رہے ہیں گویا کہ ہم نے قلندر لاہوری علامہ اقبال کے اس شعر کی عملی تفسیر پیش کی ہے کہ

وہ معزز تھے زمانہ میں صاحب قرآن ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

قرآن اور اقتصادی مساوات

اس وقت دنیا میں اقتصادیات کے حوالہ سے دو نظام ہائے زندگی چل رہے ہیں۔

1- سرمایہ داری 2- اشتراکیت

1- جس چیز کی بنیاد غلط ہو گی اس کا انجام کسی طور پر صحیح نہیں ہو سکتا، چنانچہ سرمایہ داری کی بنیاد ہی ناجائز دولت کا حصول ہے جب حصول دولت ہی کا طریقہ غلط ہے تو پھر اس میں تقسیم کیونکہ صحیح ہو سکتی ہے۔ جو قوم سرمایہ پرستی سے کمیونزم کا رد کرنا چاہتی ہے وہ انتہائی غلطی پر ہے کیونکہ اس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ مرض تو پیدا ہی سرمایہ پرستی سے ہوا ہے سرمایہ داروں نے جب ناجائز اور ظالمانہ طریقوں سے عوام کا خون چوسا اور مزدوروں کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے

اپنی تجوریاں بھریں اور غریب مزدور کو اپنا پسینہ ایک کر دینے کے باوجود بھی تن کا کپڑا اور پیٹ کے لئے روٹی نصیب نہ ہوئی تو بچے بنیادی ضرورتوں کو ترستے رہے بے رحم سرمایہ پرستوں اور جاگیر داروں کو کبھی یہ خیال نہ آیا کہ جن مزدوروں اور ملازموں کی قوت بازو کے ذریعہ کمائی ہوئی دولت سے ہمارے خزانے بھرپور ہیں جن کی تکلیفیں ہمارے عیش و آرام ہیں ان غریبوں کو زیادہ نہیں تو اتنا ہی دے دیں جس سے ان کے روح و جسم کا سلسلہ چلتا رہے' مگر ایسا نہ ہوسکا سرمایہ دار زیادہ سے زیادہ ہوس زر کا شکار ہوگیا اور غریب ذلت و رسوائی کے گہرے کھڈ میں گرا دیا گیا' جاگیردار بنگلے اور گاڑی کے بغیر تصور زندگی سے عاری ہوا اور مزارعہ آرام زندگی سے محروم ہوگیا یہ ہے سرمایہ داری نظام جس کی ضد میں اشتراکی نظام نے انگڑائی لی۔

2- اشتراکیت: اشتراکیت اس تحریک کا نام ہے جو شخصی اور انفرادی ملکیت کو مٹا کر حصول دولت کے تمام اسباب و ذرائع اور اجتماعی جدوجہد سے حاصل شدہ دولت کی تقسیم کو حکومت کے حوالے کرنا چاہتی ہے تاکہ مجموعی دولت تمام افراد پر عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم ہوسکے لیکن یہ نظام بھی انسانی فلاح کے لئے کچھ نہ کرسکا بس صرف نعروں ے ذریعہ بھی غریب کا پیٹ بھرتا رہا گویا کہ سرمایہ داری ہو یا کیمونزم دونوں نظام معیشت ہی انسان کی بہتری کی بجائے اس کے معاشی قتل کا سبب بنے اور غریب کشی کا سلسلہ جاری رکھا' کیمونسٹوں نے انتہائی چالاکی سے دینا میں اپنے نظریہ کا پرچار کیا لوگوں کو ورغلایا مگر دے کچھ نہ سکے۔

اسلامی نظریہ اقتصادیات

کئی لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اسلام اقتصادی مساوات کا حامی نہیں ہے بلکہ ایک ایسے اقتصادی نظام کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہتا ہے جس میں دولت مندوں سے کچھ روپیہ لے کر جماعت کے مفلس لوگوں کی بنیادی معاشی ضروریات مثلاً" خوراک' رہائش اور لباس کا انتظام کر دیا جائے گویا کہ ان کے نزدیک مفلسوں کے ساتھ ساتھ سماج میں دولتمندوں کا وجود ضروری ہے اور اسلام اس کا تقاضا کرتا ہے لیکن یہ نظریہ بالکل غلط ہے اور اسلام اس کا حامی نہیں ہے لیکن اسلام جو نظریہ پیش کرتا وہ فطرت کے عین مطابق ہے جس کی بنا پر کوئی طبقہ اعتدال سے نہ بڑھے اور کسی قسم کا تصادم نہ ہوسکے' قرآن مجید میں ارشاد ربانی تعالیٰ ہے'

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض کو، بعض پر رزق میں فوقیت دی ہے اس کے ساتھ ہی فرمایا گیا ہے کہ ترجمہ، تم اپنے مال کو آپس میں باطل کے ساتھ نہ کھاؤ۔

اسلام میں شخصی ملکیت:۔

اسلام نے انسانی عظمت اور اہلیت کے ماتحت شخصی ملکیت کو برقرار رکھا ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی شخص اپنی پوری قوت و ہمت سے حصول دولت کی کوشش نہیں کرتا تو ایسی صورت میں انسان کی علمی اور عملی قوتیں ضائع ہو جاتی ہیں اور اشرف و المخلوقات کا علم و عمل سے بالکل خالی ہو جاتا ہے جو حکمیت تخلیق کے قطعا" منافی ہے اس لئے اسلام نے شخصی ملکیت کے قوانین مقرر فرما دیئے، اور صنعت وحرفت تجارت اور زراعت وغیرہ کے لئے ایسے قوانین تعلیم فرمائے ہیں جس طرح حصول دولت کے لئے فرماتے ہیں، اہل دولت کو مال خرچ کرنے میں ان قوانین کا پابند کر دیا۔

اقتصادی مساوات کا مفہوم:۔

اقتصادی مساوات سے مراد ایسی مساوات نہیں جس میں ہر فرد کے لئے دولت کی تقسیم نقدی یا جنس کے پیمانہ سے ناپ کر دی جائے، کیونکہ ایسی مساوات کا نتیجہ عدم مساوات ہوگا۔ بعض لوگوں کے پاس ان کی ضروریات سے بہت زیادہ بچے گے اور بعض اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کی ضروریات ایک جیسی نہیں ہوتیں مثلا" عورت اور مرد کی ضروریات، جوان، بچے، بوڑھے کی ضروریات، بیمار اور تندرست کی ضروریات سرد اور گرم علاقوں میں رہنے والوں کی ضروریات الگ الگ ہیں۔ گویا اقتصادی مساوات سے مراد دولت کی ایسی تعلیم ہے جو ہر شخص کی اقتصادی ضروریات کے مساوی ہو۔

اس کی وضاحت کے لئے قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ

1- اور اللہ نے بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر رزق میں (سورہ نحل)

2- اللہ جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے (سورہ رعد)

3- (اللہ تعالیٰ) جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (سورہ شوریٰ)

4- (حبیب ؐ) فرما دیجئے' میرا پروردگار اپنے بندوں میں جس کو روزی دینا چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے (سورہ سبا)

اور اب وہ آیات کریمہ دیکھتے ہیں جن میں تقسیم دولت کے قوانین بنائے گئے ہیں۔

1- اور اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہنا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ

2- اے ایمان والو! ہمارے دیئے رزق میں (نیک راہ میں) خرچ کرو مگر اس دن سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی' نہ دوستی نہ سفارش اور جو لوگ راہ خدا میں خرچ نہ کریں. ناشکری کرتے ہیں وہی ظالم ہیں۔ (سورہ بقرہ)

3- اور جو وہ لوگ (فلاح کے مستحق) جن کے مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں دونوں کا حصہ مقرر ہے۔ (سورہ مصارج)

اسلام نے دولت کو ایک جگہ جمع ہونے سے بھی روکا ہے اس لئے قانون وراثت جاری فرمایا ہے۔

1- اور جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی بستیوں والوں سے بطور فے عطاء فرمایا ہے تو وہ اللہ کے لئے ہے اور رسول کے لئے اور رسول کے رشتہ داروں کیلئے' یتیموں' محتاجوں اور مسافروں کیلئے ہے تاکہ وہ صرف دولتمندوں کے درمیان گردش نہ کرے۔

2- اور وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا' چاندی اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں سخت عذاب کی خوشخبری سناؤ۔

دولت کے صحیح طرح خرچ کرنے کیلئے بھی قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

1- اور رشتہ داروں' غریب اور مسافر کو اس کا حق پہنچا دو اور فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں (سورہ بنی اسرائیل)

2- بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے انصاف اور احسان کا اور ضرورت مند قرابت

داروں کی امداد و اعانت کا اور تمہیں بے حیائی اور برے کاموں سے روکتا ہے __ قرآن کریم سے واضح ہوگیا کہ اسلام سرمایہ پرستی سے بھی دور ہے اور اشتراکیت سے بھی دور ہے کیونکہ دونوں ظام انسان کو اس کا حق نہیں دیتے' اسلام اعتدال کا حامی ہے۔

رآن اور ثقافت

قرآن نے جس ثقافت کا نقشہ ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے اس کی ابتداء انکار علم کی جگہ بات علم سے ہوتی ہے تخلیق آدم علیہ السلام کے واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بر محدود ہے ملائکہ کا علم خصوصی ہے لیکن انسان کا علم بعض معاملات میں ملائکہ سے بھی زیادہ ے قرآن میں اسلامی ثقافت کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے توحید' رسالت اور آخرت' توحید ئنات اور خالق کائنات کے بارے میں اس اعلان کا نام ہے کہ اس کائنات کا خالق اور مربی رف اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے یکتا اور اختیارات کے اعتبار سے سب ے بلند ہے انسان عبد محض ہے انسان کو بندہ قرار دینے کے بعد قرآن اس کو بہترین بندہ بنانے ور انسانی تہذیب و ثقافت کی نشونما کے لئے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور اسوہ حسنہ کے پیش فرماتا ہے۔ نبی معاشرہ کا صالح اور مکمل ترین اور جامع صفات فرد ہوتا ہے وہ چونکہ خود یک معاشرتی زندگی کو گزارتا ہے اس لئے صرف اس کا عمل دوسروں کے لئے رہنما بن سکتا ہے سلامی ثقافت میں شخصیت کا معیار اسوہ حسنہ قرار دیئے دیا گیا ہے اسلام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ یک نیک اور اچھا معاشرہ وجود میں آسکے اور انسان متوازن زندگی گزار سکیں۔ اسلامی ثقافت میں حیات کی بہتری کا مقصد آخروی زندگی کی کامیابی کو قرار دیا ہے' چنانچہ اسلامی ثقافت کم تر سے ند اور بلند تر منزل کی طرف سفر کرتی ہے ایک طرف تو تصور آخرت انبیا کو جامع وبلند نصب عین فراہم کرتا ہے اور دوسری طرف یہ تصور ایک ایسی مشترک بنیاد فراہم کرتا ہے جس کے تیجہ میں بلا تفریق رنگ و نسل' لسان و وطن ایک امت وسط وجود میں آتی ہے جو جغرافیائی اور بعی حدود قیود سے بالا تر تہذیبی یکجہتی کی بنیاد پر ایک عالمگیر معاشرہ کے قیام کیلئے کوشاں ہوتی ہے سلامی ثقافت کا ماخذ اول قرآن مجید ہے اس لئے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اسلامی ثقافت قرآنی ثقافت ہے اس کے علاوہ زبان دو ادب شاعری رسم و رواج معاشرت' خوراک' و لباس اور

فنون کے متعلق ہر قسم کے قوانین کی بنیادیں اور اصول ہمیں قرآن مجید فراہم کرتا ہے اسلامی ثقافت محض چند مفروضوں اور چند تصورات کا نام نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے ہر گوشہ اور ہر عمل کے بارے میں راہنمائی کرتی ہے۔ یہ قول و عمل میں مطابقت پیدا کر کے انسان کے علم و عمل، عقیدہ، اسلام، قانون، معاشرت، خصوصیت میں سیاست اور فنون کو خالص قرار دینے کے بعد انسان معاشرہ کو عدل و انصاف کی بنیادوں پر قائم کرتا ہے لہٰذا قرآن و حدیث میں ثقافت کے جو اصول فراہم کر دیئے گئے ہیں ہمیشہ کیلئے مستقل بنیادوں پر کام دیں گے۔

قرآن کا ادبی انداز بیان

ہمیشہ سے یہ اصول کارفرما رہا ہے کہ جب بھی کسی کو کوئی دعوت دینی ہوں پیغام پہنچانا ہو تو وہ انتہائی شفیق اور پراثر انداز میں گفتگو کی جاتی ہے یا تو ہر میں ایسے الفاظ استعمال ہوتے کہ پڑھنے سننے والے کے دل میں اترتے چلے جائیں چنانچہ قرآن مجید جو ابدی حقیقتوں کا مظہر ہے اور انسانیت کی راہنمائی کیلئے ایک عظیم پیغام لے کر آیا ہے جو قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے تو پھر اس نے وہی طریقہ اختیار کیا جس سے گمراہی اور جہالت کے گڑھوں میں غرق انسانیت کو سکون محسوس ہو اور رشد و ہدایت کی منزل نظر آئے۔ نظم و نثر دونوں میں انداز قرآن سے مدد لی جاسکتی ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر جب نازل کی تھی تو اس وقت عرب کے بڑے بڑے شعراء کا کلام خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ لٹکایا جاتا تاکہ دوسرے شعراء سے مقابلہ کی فضا پیدا ہو جب تک اس سے بڑا کلام تیار نہیں ہو جاتا تھا تو وہ وہیں رہتا تھا چنانچہ سورہ الکوثر کو اس جگہ لگا دیا گیا قریش کے بڑے بڑے ادیب، شاعر کتنے دنوں تک حیران ششدر تھے کہ ان تین سطروں میں ادب کا جو رنگ تھا روانی اور سلاست کے چشمے پھوٹ رہے تھے وہ اس کا مقابل تیار نہیں کر سکتے تھے اور واقعی ہی کسی بھی شاعر یا ادیب کو جرات نہیں ہو سکی کے کوئی قطعہ لکھ سکے، یہ ہے ادبی اسلوب قرآن، قرآن میں ایسا انداز فکر و بیان اختیار کیا گیا ہے کہ جس میں انسانی عقل عاجز رہ جاتی ہے، اس میں نہ تو بحر ہے، نہ وزن اور قافیہ کا التزام کیا گیا ہے وہ شاعروں کی مشکل اور بھاری زبان سے بھی پاک ہے قرآن کا قالب نثر کا ہے اور چھوٹے چھوٹے گٹھے ہوئے جملوں پر مشتمل ہے ایسے جملے کہ ان کو ملا کر پڑھتے وقت وہ نغمہ اور صوت کے لحاظ سے ایک دوسرے کی

نظیر معلوم ہوتے ہیں "مثانی" ان جملوں کے آخر میں ایک ایسی ہم آہنگی ہے جو سجع کو سختی اور تنگی ے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ مژدہ گوش ہے قرآن کے قالب میں قرآت کی خوبی کا پورا پورا خیال کیا گیا ہے اس کی واضح اور ساخت تمام تر زبان سے پڑھنے اور کانوں سے سننے کے لئے ہے اس کا حفظ کرنا اتنا آسان ہے جتنا کہ شعر کا۔ البتہ شعر کی نسبت اس کو آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے اور یہی قرآن کا وہ اعجاز اور کمال ہے جس نے عربوں کو اچنبھے میں ڈال دیا تھا آج بھی لوگ پاکیزگی اور ایمانی کیفیت کے ساتھ تلاوت کلام مجید کرتے یا سنتے ہیں انہیں دور حاضر کی موسیقی یا لٹریچر میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی لغو اور بیہودہ مصروفیات کو ترک کر کے اللہ کے اس مقدس کلام کی تلاوت کریں، پھر دیکھیں سب کچھ بھول جائے گا اور عشق الہی اور عشق رسول کی متاع گراں مایہ نصیب ہوگی۔ انشاء اللہ۔

قرآن اور تاریخ

دور حاضر میں تاریخ ایک علم کی حیثیت سے بڑا مقام رکھتی ہے صدیوں پرانی کتب تاریخ کو ماضی کے جھروکوں میں جھانکنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہ کتب چونکہ انسان کی تخلیق ہوتی ہیں انسان ایک حساس اور جذباتی مخلوق واقعہ ہوا ہے اس لئے اس کی تحریر و تقریر میں جذباتی رنگ بھی آسکتا ہے فطرت انسانی ہے کہ اپنی پسند و ناپسند کا خیال بھی دکھا جاتا ہے اس لئے تاریخ کی معتبر سے معتبر کتب بھی جب تحقیق کی چھلنی سے گزرتی ہیں کہیں نہ کہیں جھول نظر آتی ہے مگر قرآن مجید جو کہ ایک تاریخ کی کتاب نہیں بلکہ تمام گوشہ ہائے زندگی کے متعلق علم معرفت کا خزینہ ہے لیکن جب ہم اس کو پڑھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے **تحلیق** کائنات ہمارے سامنے ہی ہو رہی ہے انسانی تاریخ تو شعور کے دور سے شروع ہوتی ہے جب کچھ لکھنے یا سمجھنے کے قابل ہوا تھا مگر قرآن مجید ظہور انسانیت سے قبل تخلیق کائنات کے متعلق بھی سارا مواد فراہم کرتا ہے تمام انبیاء کی قوموں کے حالات و واقعات عظیم حادثات، حکومتیں اور انداز معاشرت غرضیکہ ہر شعبہ کے متعلق واقعات ماضی ہمارے سامنے مکمل وضاحت سے پیش کرتا ہے قرآن مجید میں بے شمار آیات اس کے ثبوت میں ملتی ہیں بعض اوقات تو انتہائی باریک باریک باتیں بڑی شرح و بسط کے ساتھ پیش فرمائی جاتی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اقوام سابقہ پر جو عذاب نازل

ہوتے اور شہروں کی تباہی و بربادی کے واقعات ہماری عبرت کیلئے وافر تعداد میں قرآن مجید کے اندر ملتے ہیں گویا کہ قرآن مجید ایک انداز میں تاریخ کا بھی عظیم شاہکار ہے۔

قرآن اور سائنس

کائنات کی باقاعدگی سے رفتار ہمیں س بات کی یقین دہانی کراتی ہے کہ کوئی اعلیٰ ترین طاقت ضرور موجود ہے جس نے اس سارے نظام کا خاکہ تیار کیا ہے اسے تخلیق کیا ہے اس کی کارفرمائی کا اہتمام کرتی ہے اور اسے برقرار رکھے ہوئے ہے زندگی اور موت نباتات' جمادات الغرض ہر قسم کی تعلیق جن قوانین فطرت کے تابع ہے وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشاندہی کرتے ہیں سورج' چاند' ستارے' آسمان زمین اور دوسرے اجرام فلکی کامل توازن و ہم آہنگی کے ساتھ کائنات کی وسعتوں میں تیرتے پھرتے ہیں یہ سب ایک عظیم طاقت کے وجود کی گواہی دیتے ہیں ہر جزو ایک مقررہ راستے پر ایک مقررہ مدت تک چلنے کا پابند ہے سائنس کی زبان میں یہ سب قوانین فطرات کے پابند ہیں اس کائنات کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کا مقصد ابدی ہے اس کا منصوبہ کامل ہے لیکن عقل انسانی اپنی بہترین صورت میں بھی محدود وغیرہ غرضیکہ کئی چیزوں کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں۔

" قرآن مجید فرماتا ہے کہ ترجمہ: ہم عنقریب اپنی نشانیاں ان کو اسی دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل کر رہے گا کہ یہ حق ہے۔(سورہ حٰم سجدہ)

دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ اور اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اسے بالکل درست اندازے پر رکھا ہے۔ (سورۃ الفرقان)

ارشاد ربانی ہوتا ہے۔ آفتاب بھی ہے کہ اپنے ٹھکانہ کی طرف چلتا رہتا ہے۔ (یٰسین)

قرآن کی اس آیت سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ سورج حرکت کرتا ہے۔ یہ ایک بنیادی بات ہے۔ سائنس دان بھی اب اس کے قریب قریب آ رہے ہیں۔

اس کی وضاحت کے لئے ایک اور جگہ حکم ربانی ہے۔ کہ کیا جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہیں انہیں علم نہیں کہ آسمان و زمین بند تھے۔ پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے جاندار چیز کو بنایا ہے۔ (سورہ الانبیاء)

اسی طرح قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر مظاہر فطرت کے متعلق غور و فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا میں سائنس کے حقیقی معلم مسلمان ہی رہے ہیں۔ اور طبعی حقائق سے قرآن کی راہبری میں سب سے پہلے پردہ انہوں نے ہی اٹھایا۔ آج سائنس کے شعبوں کی حیثیت سے جتنے بھی علوم دنیا میں رائج ہیں ان کے موجد مسلمان ہی ہیں۔ لہٰذا اس میدان میں کام کرنے کی بڑی اشد ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تمام سائنسی حقائق کی تعریف قرآن کرے گا۔ اس ساری گفتگو سے ثابت ہوا۔

۱۔ قرآن دور حاضر کا ہر چیلنج قبول کرتا ہے۔ یہ اب بھی بڑے بڑے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔

۲۔ قرآن سائنس اور ٹیکنالوجی کے خلاف نہیں۔ بلکہ یہ تسخیر سماوات والارض کی تلقین کرتا ہے۔ ۳۔ یہ عقل و ذہن کو معاوف نہیں کرتا۔ بلکہ قدم قدم پر تفکر پر زور دیتا ہے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ عقل انسانی کو بے لگام نہیں چھوڑتا۔ ۴۔ اس کا معاشی نظام دنیا کا بہترین معاشی نظام ہے۔ سرمایہ داری اور کمونزم وغیرہ اس کے سامنے ناکام ہیں۔

۵۔ اس کا معاشرتی نظام بھی بے مثال ہے۔

۶۔ یہ رنگ و نسل، خون و وطنیت اور جغرافیت کے تصورات سے بالا تر ہے اور آقا و غلام کے امتیازات سے بھی اعلیٰ ہے۔

۷۔ یہ عالمی امن اور عالمگیر انسانی برادری کا داعی ہے۔ ۸۔ اس میں عام اخلاقی، تہذیبی اور صحت و صفائی کے احکامات موجود ہیں۔

۹۔ اس میں بنیادی انسانی حقوق کی اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی فہرست سے کہیں زیادہ واضح انداز میں دی گئی ہے۔

۱۰۔ اس میں انسانی مسائل مثلاً" حرام و حلال، رشوت، اقربانوازی، چوربازاری جوا، قماربازی، شراب نوشی، اور جنسی جرائم کا مکمل علاج بلکہ انسداد موجود ہے۔

۱۱۔ یہ وہ تاریخی کتاب ہے جس میں ابتداء سے لے کر آج تک ایک صحیح و مقتدر مدون تاریخ ملتی ہے۔

۱۲۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں دیوانی، فوجداری، زراعت، صنعت، تجارت، اعتقادات، عملیات،

معاملات، اقتصادیات اور سیاسیات وغیرہ کے لاتعداد مسائل کا حل موجود ہے۔

۱۳۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے جس سے ایک عالم ایک فقیہ، ایک ادیب، ایک شاعر اور ایک سائنس دان اپنی اپنی ضرورت کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۱۴۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی تلاوت ہمیشہ سے ہر وقت پوری دنیا میں قیامت تک جاری رہے گی۔

۱۵۔ غرضیکہ قرآن سب انسانیت کو جنت ارضی اور جنت اخروی کا راستہ بتاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین





قرآنِ کریم کی حقانیت

ڈاکٹر مورس۔ فرانس کے نامور مفکر قرآن فصاحت و بلاغت کا ایک لاثانی اور نادر نمونہ ہے۔ جو اپنی خصوصیات کے اعبار سے بے مثال ہے۔ یہ وہ عظیم الشان الہامی کتاب ہے جس پر کروڑوں انسانوں کو فخر ہے۔ اپنی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ بلکہ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں فراہم کی ہیں ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے۔ اس کے نغمے انسان کے خیروفلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اس میں آسمان اور زمین کے بنانے والے کی حمدوثنا بھری ہوئی ہے۔ اس کا ہر ہر لفظ اس خدا کی عظمت سے لبریز ہے جس نے یہ دنیا پیدا کی اور ہر ایک چیز کی اس کی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے۔

قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب ہے۔ شائقین لغات کے لئے ذخیرہ لغات ہے۔ شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ ہے اور اہل سیاست کے لئے قوانین کی بے مثال انسائیکلو پیڈیا ہے۔ تمام آسمانی کتابوں میں سے جو حضرت داؤد کے زمانہ سے جان تالموس کے عہد تک نازل ہوئی ہیں کوئی ایک کتاب بھی اس کی چھوٹی سی سورہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

مفکروں' مقننوں اور انشا پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے برابر نئے نکتے نکلتے رہتے ہیں۔ اور اس کے اسرار ایسے ہیں جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ بڑے بڑے شعراء اور انشا پرداز اس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک بحر مواج ہے جو موتیوں سے بھرا ہوا ہے۔ خود میں نے اس الہامی کتاب کے اثرات کو بہت زیادہ محسوس کیا ہے۔

لیڈف کربل ''انگریز مفکر''

قرآن عقائد اور اخلاق پر مبنی قوانین کا ایک مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے۔ اس میں ایک مکمل اور وسیع جمہوریت کے تمام آئین موجود ہیں۔ اس میں انسان کے لئے رشدو ہدایت بھی ہے۔ انصاف عدالت فوجی تنظیم و تربیت اور مالیات کے اصول بھی ہیں پھر عوام اور غرباء کے لئے نہایت محتاط قانون سازی کی بنیاد بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اور ان سب باتوں کا سنگ بنیاد اس ذات باری کا سچا اعتقاد ہے۔ جس کے قبضہ' قدرت میں انسانوں کی قسمت کی باگ ڈور ہے۔

نپولین بوناپائٹ مشہور فاتح: میری خواہش ہے کہ دنیا پر قرآن کے اصولوں اوز قوانین کے مطابق حکومت کی جائے کیونکہ اسی پر نبی نوع انسان کی حقیقی فلاح و بہبود منحصر ہے اور قرآن کی تعلیم ہی کا یہ اثر تھا کہ کچھ زمانے کے بعد فرانس ہی سے جمہوریت کی روشنی دنیا میں پھیلی۔

وہ دن دور نہیں جب دنیا کے مختلف ممالک کے قابل تعلیم یافتہ اور دانش مند لوگوں کے مشورے سے ایک ایسی عالمگیر حکومت قائم کرونگا جو قرآنی اصول پر مبنی ہو گی۔ قرآن ہی کے اصول سچے ہیں۔ اور انہیں پر کار بند ہو کر انسان امن اور سچی خوشی حاصل کر سکتا ہے۔

نامور شاعر گوئٹے: قرآن کی تعلیم مکمل الہامی تعلیم ہے۔ کوئی بھی مادی طاقت اس کی تعلیم کو ناکام نہیں بنا سکتی۔ اپنے نظام تعلیم سمیت ہم کتنی ہی کوشش کیوں نہ کریں اس تعلیم سے

آگے نہیں بڑھ سکتے اور اگر بغور دیکھا جائے تو تعلیم سے تجاوز کرنے کی کوشش کسی شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔

اہل قلم مستشرق ڈاکٹر موریس: یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے سچ تو یہ ہے کہ یہ نوع انسانی کے لئے قدرت کا بہترین عطیہ ہے۔ اب تک جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ قرآن ان میں سب سے بہتر ہے۔

قرآن علماء کے لیئے ایک اعلیٰ کتاب شائقین لغت کے لئے ذخیرہ الغت ہے۔ اور یہ قوانین اور شرائع کی ایک انسائیکلو پیڈیا ہے۔ تمام آسمانی کتابیں جو داؤ پیغمبر کے زمانہ سے لے کر جان تالموس کی زمانے تک نازل ہوئیں ان میں سے ایک بھی قرآن کی ایک چھوٹی آیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن کی دو نمایاں حیثیتیں ہیں۔ پہلی حیثیت یہ ہے کہ اس کی صحت میں کوئی شک و شبہہ نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری حیثیت یہ کہ اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے لئے انسان کی مکمل رہنمائی کی گئی ہے۔

نامور مورخ فرانس موسیو سیدیو: میں نے اخلاقیات پر قرآن سے بہتر کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ قرآن میں وہ تمام حقوق بیان کئے گئے ہیں جو خدا تعالی کے بندوں پر یا بندوں کے خدا پر ہیں۔ اور وہ حقوق بھی ہیں جو بندوں کے بندوں پر ہیں۔ اس میں ہر طرح کی باتیں موجود ہیں۔ تمام برائیاں بھلائیاں انسانی حقوق نیکی اور معاصی سبھی آ گئے ہیں۔ کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جس کی اس دنیا میں ضرورت ہو۔ غرضیکہ قرآن نے آداب و اخلاق میں سے جن کی بنیاد سراسر حکمت اور عدل و احسان پر قائم ہے۔ کوئی بات نہیں چھوڑی ہے۔ اس کی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ مخلوق خداراہ راست پر چلے۔ اور گمراہی کے راستہ سے باز آئے۔ گناہ کی تاریکیوں سے نکل کر ایمان کی روشنی میں آئے۔ اور واقعی قرآن نے گمراہوں کو سیدھے راستہ پر ڈال دیا۔

اسپین کا مفکرین پول: اسلام جب قرآن کی نورانی مشعل لے کر دنیا کے ظلمت کدہ کو منور کر رہا تھا۔ اس وقت پورا یورپ جہالت تو ہم پرستی تعصب اور باہمی اختلاف میں مبتلا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے اسپین کی فتح کے بعد ایک نای انقلاب برپا کیا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یورپ قرآن سے آشنا ہو گیا تھا اس کی تعلیم رفتہ رفتہ اہل مغرب کے دلوں سے جہالت کے زنگ کو دور کر رہی

تھی۔ قرآن کی تعلیم کا یہی نتیجہ تھا کہ ایک طرف تو اس الہامی کتاب کے اخلاقی نقوش ان کے دلوں پر قائم ہوئے دوسری طرف لوتھر کی تعلیم نے ان کے کمزور عقائد کی بہت کچھ اصلاح کر دی۔ لوتھر نے اطالیہ کے جامع العلوم میں تعلیم پائی تھی جہاں عربی فلسفہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔

تاس کار لائل: دلکچرس آن ہیروز۔ قرآن کی تعلیم سے عرب کے سیدھے سادھے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے ان پر سحر کر دیا ہو۔ بت پرستی کو مٹانے اور مادیت کو بیخ بن سے اکھاڑنے میں قرآن نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

قرآن ہی کی بدولت خدائے واحد کی پرستش شروع ہوئی۔ اطفال کشی اور بری رسموں کا خاتمہ ہوا۔ توہمات بھی دور ہو گئے تعداد ازواج کی بھی حد مقرر ہو گئی۔ قرآن بلاشبہہ عربوں کے لئے رحمت ثابت ہوا۔

فلسفی کاؤنٹ لیوٹا سٹائی۔ لائف آف ویلیجل۔

قرآن مسلمانوں کی ایک مذہبی کتاب ہے جس کی نسبت ان کا خیال ہے کہ اسے خدا نے نازل کیا ہے۔ اس کتاب پر اگر غور کیا جائے تو یہ عالم انسانی کے لئے بہترین رہبر ہے۔ اس میں تہذیب ہے۔ شائستگی ہے۔ تمدن ہے معاشرت ہے۔ اور اصلاح اخلاق کے لئے ہدایت ہے اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور دنیا کا اصلاح کے لئے کوئی ریفارمر (مصلح) پیدا نہ ہوتا تو یہ عالم اسلام کے لئے کافی تھی۔ ان خوبیوں کے علاوہ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی تھی جبکہ ہر طرف شیطنیت کے شرارے بلند تھے۔ خون خواری اور ڈاکہ زنی عام تھی فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن اسی کتاب نے ان تمام گمراہیوں کا خاتمہ کر دیا تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔

جی ایم راڈویل: قرآن کے نزول سے پہلے ایک خد کا تصور مبہم تھا مگر قرآن نے جس طور پر خدا کی ذات کی تعریف بلحاظ اس کی وحدانیت اور تمام جہاں کا پروردگار عالم الغیب اور قادر مطلق ہونا بیان کیا ہے اس کے لئے وہ بجا طور پر ستائش کا مستحق ہے قرآن میں حوصلہ مندی کی بھی تعلیم ہے اور اس میں ایسے اصول موجود ہیں جن پر عمل کر کے ایک ایسی قوم پیدا ہو سکتی ہے جو بڑی بڑی سلطنتیں قائم کر سکتی ہیں۔

یہ زیادہ تر قرآن ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ ایک بے آب و گیاہ جزیرہ نما کے باشندے جو مفلس بھی تھے اور جاہل بھی نہ صرف ایک نئے مذہب کے پرجوش اور سچے ہیرو بن گئے بلکہ مملکتوں کے بانی شہروں کے آباد کرنیوالے کتب خانہ کو قائم کرنے والے بن گئے۔ غرضیکہ بغداد قرطبہ اور دہلی کو وہ قوت حاصل ہوئی کہ پورے یورپ کو انہوں نے کپکپا دیا۔ اس طرح قرآن جس میں ایک وسیع قوت پوشیدہ ہے اور جس میں ایسے اصول موجود ہیں کہ جو اس قوت کے حصول کا منبع ہیں۔ اس قابل ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ قدر کی جائے۔

جرمن مستشرق امانول ڈیوش: قرآن کی مدد سے عربوں نے سکندر اعظم اور رومیوں کی سلطنت سے بڑی دنیا فتح کی، فتوحات کا جو کام رومیوں سی سیکڑوں برس میں ہوا تھا عربوں نے اس کے دسویں حصہ وقت میں انجام کو پہونچا دیا۔ اسی قرآن کی مدد سے تمام سامی اقوام میں صرف عرب ہی یورپ میں شاہانہ حیثیت سے داخل ہو سکے۔

ریونڈ آرمیکسوبل کنگ: اسلام کی آسمانی کتاب قرآن ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے الہامات کا مجموعہ ہے۔ اس میں نہ صرف مذہب اسلام کے اصول و قوانین مندرج ہیں بلکہ اخلاقی تعلیم، روزمرہ کی زندگی اور کاروبار کے بارے میں مناسب ہدایات موجود ہیں۔ ملسمانوں کو اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ اسلام کی مذہبی تعلیم اور دنیاوی تعلیم دو جداگانہ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ دونوں ایک ہی ہیں۔

فرانس کے نامور مفکر اور مستشرق اوجین کلوفل: تمام دنیاوی کتب میں قرآن نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مذہبی عقائد اور مسائل ہی کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں کثرت سے سوشل احکام بھی موجود ہیں۔ ایسے سوشل احکام جو بنینوع انسان کے لئے زندگی کے ہر شعبے میں مفید اور کارآمد ہو سکتے ہیں۔ قرآن ہدایات کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں تمدن کے قوانین انسداد جرائم کے طریقے اور وہ بین الاقوامی قوانین موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ دنیا کے مختلف اقوام کے درمیان تعلق اور رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔

ایضا" محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے نظام حیات سے قرآن کے ذریعہ روشناس کیا ہے جو دنیا کا سب سے پاکیزہ نظام حیات قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور وہ قرآن کی تعلیم کو ساری دنیا میں

پھیلانا چاہتے تھے اس لئے کہ یہی ایسی تعلیم ہے جو نوع انسانی میں محبت و مروت، یگانگت اور ہمدردی پیدا کرتی ہے۔ قرآن صرف مسلمانوں ہی کے لئے ایک قابل قدر دستور حیات، نہیں ہے بلکہ اس سے دنیا کی ساری قومیں پورا پورا فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب ڈی گریڈ ٹیچر میں لکھتا ہے۔

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی قانون ہے جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ اس کی امتیازی شان یہ ہے کہ اس کی تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ یہ نہایت ہی موثر اور دلکش انداز میں اصلاح کی دعوت دیتا ہے اسی کی تعلیمات کی بدولت عرب کی جاہل اور وحشی بہت بڑے دانشور اور پاکباز بن گئے۔

جان ڈیورٹ: قرآن کے مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کےلئے ہدایت کی ہے۔ اور دوسری جانب دنیا کی ترقی کے لئے بھی بیش بہا اصول وضع کئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اپنی معاش کے لئے خوب محنت کرو انسان کے لئے کچھ نہیں ہے سوائے اس کے جو محنت کرے کیا اسے پڑھنے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تعلیمات فطرت کے مطابق نہیں ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جن لوگوں نے قرآن پر عمل کیا وہ روحانی اعتبار سے انتہائی ترقی اور بلندی پر پہنچ گئے اور دنیاوی اعتبار سے بھی بلند ترین مرتبہ حاصل کر لیا۔ ان کے دماغی اوصاف غیر معمولی اور ان کا تخیل اعلیٰ آغاز آفرینش ہی سے انسانی رشدو ہدایت کے لئے انبیاء اور رسل تشریف لاتے رہے ہیں اور صحائف آسمانی کے ذریعہ انسانی معاشرہ میں الہی قوانین کے نفاذ اور شاہراہ ہدایت کی تعیین کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔

نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انسانی تاریخ کے ہر دور میں اور ہر خطہ زمین پر انسانی ذہن و فکر کے اندازہ سے آسمانی کتابوں کے ذریعہ دنیاوی و اخروی فلاح و کامرانی کی شمعیں روشن کی جاتی رہی ہیں۔

لیکن جب انسان ذہن و شعور کاملیت کے اس درجہ پر پہنچ گیا۔ کہ ایک مکمل الہی نظام کا حامل بن سکے۔ اور اس نظام کے سارے خطوط پر پورے طور سے اعتدال کے ساتھ گامزن ہو سکے تو خالق کائنات نے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاکدان گیتی پر مبعوث فرمایا

اور آپ کو انسانی رشد و ہدایت کے سرچشمہ نظام حیات کی مکمل و جامع کتاب عطا فرمائی۔

نزول قرآن کے وقت اور آج کی ترقی یافتہ دنیا میں بھی بعض ایسے سر پھرے رہے ہیں اور ہیں جنہوں نے اسلام دشمنی کی آگ میں جل کر قرآن مجید کے کلام الٰہی منزل من السماء ہونے کا انکار کیا ہے۔

حالانکہ قرآن کریم اور اس کے لانے والے پیغمبرؐ کی آمد کا اعلان اور تذکرہ سابقہ صحائف آسمانی میں کیا جا چکا تھا۔ اور جو صفات نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پر نازل ہونے والی کتاب ہدایت کے سلسلہ میں بیان کی گئی تھیں۔ ان نشانیوں اور صفتوں پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور قرآن مجید پورا اترتا ہے۔

قرآن کریم رشد و ہدایت کی ایک آسان کتاب ہے جس میں عبرت و بصیرت کے لئے دنیا کی گزشتہ قوموں کے واقعات و حالات ذکر کئے گئے ہیں۔ جن سے انسانی ذہن و دماغ اور قلب و روح اثر پذیر ہوں۔ اور راہ ہدایت پر گامزن ہو کر کامیاب زندگی گزار سکیں۔ آسان اسلوب بیان کرتا ہے۔

قرآن کا نظام کسی ایک خطہ ارض کے لئے اور کسی ایک زمانہ یا ایک قوم کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ ایک آفاقی ہمہ جہتی اور ہمہ گیر نظام ہے جس میں زندگی کے تمام امور مسائل کے لئے بھرپور ہدایت ملتی ہے۔

قرآن کریم کے معجزات و کرامات سے متاثر ہو کر غیر مسلم مفکرین نے جو ذاتی خیالات و نظریات پیش کئے ہیں انہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ایڈورڈ : میں نے اسلام کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور میری ایمانداری کے ساتھ یہ رائے ہے کہ اسلام اور اس کا دستور العمل قرآن ایک ایسا مکمل نظام حیات ہے جو دنیا کے لئے بھی مفید ہے اور عاقبت کے لئے بھی پیغمبر اسلام نے اپنے اس آئین کو اسلام کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے پیغمبر اسلام کا مذہب تمام کا تمام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو معقولیت کے امور پر مبنی ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے اور اس کا رسول برحق ہے۔ یہ

میں قرآن مجید نے عبرت نصیحت کی باتیں بتائی ہیں۔

قرآن نے وجود باری کے ثبوت کے لئے قدرت کی ایسی واضح اور روشن نشانیاں ذکر کی ہیں جو وجود خداوندی کا نقش انسانی قلب و روح کی گہرائیوں میں مرتسم کر دیتی ہیں۔

لڈوف کریھل: اسلام اور قرآن کی افادیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا' قرآن عقائد' اخلاق و فلسفہ اخلاق کا مکمل مجموعہ ہے اس کی علاوہ اس میں وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں بھی رکھ دی گئی ہیں۔ جنگ' صلح' عدلیہ' مالیہ' انتظام اور غربا پروری کی بنیاد اسلام میں خدائے واحد کے یقین و احکامات پر رکھی گئی ہے۔

تو اس سے کچھ پھل نکالے اور تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

قرآن کریم رشد وہدایت پندو موعظت کی ایک کھلی ہوئی کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ انفرادی و اجتماعی زندگی کا ایک مکمل ضابطہ بھی ہے۔ جو زندگی کے تمام تر گوشوں پر حاوی ہے۔ عبادات و معاملات معاشرت و معیشت غرضیکہ ہر شعبہ حیات کے لئے اساسی و بنیادی اصول پیش

عقیدہ قران کریم کی مقدس کتاب کا لب لباب ہے اس تعلیم کی سادگی اور صفائی میں فی الواقع وہ زبردست قوتیں ہیں جو مذہب اسلام اور اس کی تبلیغ و ترقی میں برابر عمل کر رہی ہے۔ قرآن کریم ہمیشہ سے مسلمانوں کا ملجا و ماوی رہا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید الٰہی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال و جبروت اور بکمال تیقین کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب میں اس کی مثال بڑی مشکل ہی سے مل سکتی ہے۔

قرآن کی تعلیم دراصل معجزانہ تعلیم ہے جو لوگوں کے دلوں میں گھرتی چلی جاتی ہے۔

موسیولیون روش۔ فرانسیسی مفکر:

ہمارے دنیاوی قوانین میں سے کوئی ایسا قانون نہیں جو پہلے ہی سے قرآن میں موجود نہ ہو پھر ہمارے معاشرہ کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس پر کہ قرآن میں واضح روشنی نہ ڈالی گئی ہو۔ قرآن انسان کو ایک ایسی دستور حیات سے روشناس کرتا ہے جس کے ذریعے بجز خدا کے ہر مادی طاقت کا خوف انسان کے دل سے نکل جاتا ہے۔ یہ قرآن ہی ہے جس نے مسلمانوں میں غیر معمولی

حوصلہ اور ہمت پیدا کر دی ہے۔ یہ سپاہیانہ جذبہ بھی پیدا کرتا ہے اور سادہ زندگی گزارنے کی بھی تعلیم دیتا ہے اور میرا خیال ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو کسی دنیاوی دستور کی ضرورت نہیں۔

قرآنِ مجید غیر مسلموں کی نظر میں

(از چودھری حمایت علی)

قرآن مجید فرقان حمید سے پہلے تورات، زبور، انجیل آسمانی کتابیں اور کچھ صحائف انسانیت کی بہتری کے لئے آئے۔ مگران سب میں سے کسی کی بھی اصل صورت آج دنیا میں موجود نہیں ہے۔ زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ بھی ان سے نہیں ہوتا تھا۔ واحد قرآن ہے جو صرف معاشی زندگی کو ہی نہیں بلکہ سیاسی زندگی کا نظام بھی پیش کرتا ہے اس لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔

اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن نمبر کی اشاعت پر ندائے اہلسنت کے ایڈیٹر جناب قاری محمد زوار بہادر کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس مادیت کے دور میں قرآن کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں کو ملک و ملت کے دانشوروں، نوجوانوں اور عام قارئین تک پہنچانے کا ذریعہ پیدا کیا۔ میں نے اپنے لئے جو مضمون منتخب کیا ہے وہ یوں ہے کہ قرآن غیر مسلم سکالروں کی نظروں میں کس اہمیت کا حامل ہے۔

زندگی کے ہر شعبہ میں خضر راہ

اسلام میں قرآن، وسیع ترین مفہوم میں ضابطہ حیات تھا۔ جو کہ ایک فرد کی انفرادی اور

اجتماعی دونوں حیثیتوں کو محیط تھا اور اس کی ہر شعبہ میں ہدایت کرتا تھا۔ آج تک مسلمانوں کی ہر جماعت کے لئے قرآن ایک ناقابل تغیر اصول زندگی ہے یہ البیات، شعائر و مناسک دیوانی اور فوجداری قوانین اور اخلاقی ضوابط سب کا مجموعہ ہے۔

(Religion in Science And Civilisation buy Sir Richard Gregory)

وہ ضابطہ حیات جس نے انسانیت کو ایک نئی فکر سے روشناس کرایا

دنیا کی مقدس کتابوں میں قرآن ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ یہ اپنی نوع کے لٹریچر میں سب سے کم سن واقع ہوا ہے۔ لیکن اس اثر کے اعتبار سے جو اس نے نوع انسانی کے دلوں پر کیا ہے۔ کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا۔ اس نے انسانیت کو ایک نئے فکر سے روشناس کرایا ہے اور اسے ایک جدید انداز کی سیرت عطا کی ہے۔ اس نے محیر العقول اصلاحات کیں اور تعجب انگیز کامیابیاں حاصل کیں۔ وہ محض عہد کہن کی داستانیں نہ تھیں بلکہ وہ آج بھی یہی کچھ کر رہا ہے۔

مستقبل کی دنیا کا مذہب

قرآن شریف غیر مسلموں سے بے تعصبی اور رواداری سکھاتا ہے اس کے اصول کی پیروی سے دنیا خوشحال ہو سکتی ہے۔ اور دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہو گا۔

(لندن میں تقریر۔ مسز سروجنی نائیڈو)

معجزانہ کتاب

قرآن بلاشبہ عربی زبان کی بہتر اور دنیا کی سب سے بڑی زیادہ مستند کتاب ہے۔ کسی انسان کا علم ایسی معجزانہ کتاب لکھنے سے قاصر ہے۔ یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے۔ ایک امی ناخواندہ محض کس طرح بے عیب اور لاثانی عبارت تحریر کرسکتا ہے۔

(جارج سیل)

دین و دنیا کا راہنما

مسلمان جب قرآن و حدیث میں غور و فکر کریں گے تو اپنی دینی اور دنیاوی ضروریات کا علاج اس میں تلاش کر لیں گے۔

(اخبار الوطن مصر ایک مسیحی نامہ نگار)

مکمل احکام کا مجموعہ

جو احکام قران پاک میں موجود ہیں وہ اپنی جگہ پر مکمل ہیں۔

(پریچنگ آف اسلام۔ ڈاکٹر آرنلڈ)

بے حد سلیس اور جامع

سورہ فاتحہ حمد باری کی یہ سب سے زبردست مناجات ہے سلیس اتنی کہ مزید تشریح سے بے نیاز مگر اس پر بھی معنویت سے لبریز۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۵ صفحہ ۳-۹ طبع یازدھم)

اختلاف معنوی و لفظی سے مبرا

قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جس میں تیرہ سو برس سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہودی اور عیسائی مذہب میں کوئی ایسی چیز نہیں جو معمولی طور سے بھی قرآن کے مقابلے میں پیش کی جا سکے۔

(عیسائی مورخ باڈلے)

جامع اور روح افزا پیغام زندگی

قرآن ایسا جامع اور روح افزاء پیغام زندگی ہے۔ کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلے میں کوئی بیان پیش نہیں کر سکتیں۔ (پروفیسر دو یجاداس)

تمام قوتوں کا سرچشمہ

اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ زبردست اقوام اور فتوحات

کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں۔ اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی قوتوں کا سرچشمہ ہیں۔

(ڈاکٹر راوَ ڈیل)

انتہائی لطیف پاکیزہ اور بے مثل معجزہ

قرآن انتہائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں ہے۔ اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں بنا سکتا۔ یہ لازوال معجزہ مردہ زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے۔

(ڈاکٹر سیل)

اجتماعی اور معاشرتی احکام

قرآن پاک مذہبی قواعد و ضوابط کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اس میں اجتماعی اور معاشرتی احکام بھی موجود ہیں۔ جو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بہرحال مفید ہیں۔

(ڈاکٹر موسیو جین)

ہدایت کامل کا مجموعہ

"توریت، زبور، انجیل ترے سن ڈٹھے وید
رہے قرآن کتاب کل جگ میں پروار"
(حوالہ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ نمبر ۱۴)

تیہ حرف قرآن دے تیہ سپارے کین
تس وچہ نصیحتاں سن سن کر یقین
(حوالہ جنم ساکھی کلاں بھائی بالا نوشتہ گوروانگد جی)

مطلب عربی کے حروف تہجی تیس ہیں۔ اور قرآن شریف کے بھی تیس پارے ہیں۔ قرآن کریم لا انتہا نصیحتوں کا مجموعہ ہے اور یقین کرو اور ایمان لے آؤ۔

۳۔ رجے کتاب ایمان دی سچ کتاب قرآن

(حوالہ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۹)

مطلب اگر کوئی ایمان کی کتاب ہے تو وہ قرآن شریف ہے۔

(سکھوں کے گورو بابا نانک)

نیز باسورتھ کے الفاظ

ایک ایسی خوش بختی کی بناء پر جو تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تین عناصر کا بانی ہے۔ ایک قوم، ایک سلطنت، ایک مذہب۔ تینوں کا بانی خود ان پڑھ تھا۔ لیکن اس نے دنیا کو ایسی کتاب دی جو شعرو نغمہ بھی اپنے اندر رکھتی ہے اور آئین و قانون بھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معجزہ ہے۔ مستقل معجزہ فی الحقیقت معجزہ۔

اعلیٰ اخلاق کا معلم

قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی۔ اور اصول جہانبانی سکھائے۔

(گائڈنس آف ہولی قرآن۔ از ڈاکٹر سٹینلے لین پول)

سب قرآن کی بدولت تھا

تحقیق جدید نے ہمیں اس نتیجہ پر پہچایا ہے کہ یورپ کے علماء نشاۃ ثانیہ سے پہلے یونانی فلسفہ ریاضی فلکیات اور دیگر علوم سے متعلق جو کچھ جانتے تھے ان کا منبع لاطینی' کتابیں اور ان کا سرچشمہ عربی علوم تھے۔ جس قوت نے عربوں کے دل میں ان علوم کا شوق پیدا کیا وہ قرآن تھا۔ نہ صرف فنی علوم بھی بلکہ لسانیت' شاعری اور ادب کی دوسری شاخیں بھی قرآن کی اشاعت کے ساتھ ہی نمودار ہوئیں۔ اور اس طرح جس ادبی تحریک۔ کی ابتداء ہوئی اس سے علم و ہنر اور ذہانت و فطانت کے شاندار ثمرات ظہور میں آئے۔

بغیر تحریف و تغیر

قرآن پاک کا کوئی جزو' کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو۔ اور نہ ہی کوئی لفظ اور فقرہ ایسا پایا جاتا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ داخل کیا گیا ہے۔ اگر

ایسی کوئی بات ہوتی تو ان احادیث میں جن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی باتیں محفوظ رکھی گئی ہیں۔ ان کا پتہ ضرور چلتا۔

(ولیم میمور)

کامیاب

تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیتوں میں صاحب قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ کامیاب ہیں۔

(انسائیکو پیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار کا اعتراف حقیقت)



طب اور قرآن

○ حکیم غلام دستگیر قادری ایم اے (ڈی ۔ ایم ۔ ایچ ۔ ایس) ○

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے۔ جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ قرآنی تعلیمات نے جہاں زندگی کے ہر شعبہ میں روشنی ڈالی ہے۔ وہاں انسان کو صحت مند رہنے کے اصول 'حفظ ماتقدم کے طریقے اور بیمار ہونے کی صورت میں علاج بھی تجویز فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو علموں کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ علم دین اور علم الابدان' علم دین کے ذریعے سے انسان اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کے لئے اسلامی تعلیم سے روشناس ہوتا ہے۔ جبکہ علم الابدان کا تعلق انسانی جسم اور صحت کو بحال رکھنے سے ہے۔ اور یہی علم طب کہلاتا ہے۔

علم طب کی اہمیت کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیایت سے لگایا جا سکتا ہے۔

ومن یوتی الحکمتہ فقد اوتی خیرا کثیرا۔

ہم نے جب کسی کو حکمت کا علم عطا کیا۔ وہ اس کے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی خیرو برکت کا باعث ہوا اس کی بہترین مثال تاریخ عالم کے جید حاذق لقمان علیہ السلام ہیں۔

ولقد اتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر اللہ۔

انہیں حکمت کا علم دے کر زمانے میں ممتاز کر دیا۔ طبی مسائل کا ذکر متعدد مذاہب کی کتابوں میں ملتا ہے۔ کہیں بیماریوں کا سبب اور کہیں علاج، مگر زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان میں اکثر اصول غلط ثابت ہوئے اور کچھ ناقابل عمل پائے گئے۔ اگر وہ الہامی کتابیں ہیں تو ان میں غلطیوں کا ہونا ممکن نہیں۔ غیر مفید طبی امور کے تذکرہ سے ان کی اپنی حیثیت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ اسلام نے بھی سائنسی علوم کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اسلام کی تعلیمات کے ماخذ قرآن و حدیث ہیں۔ اور یہ ایک چیلنج ہے۔ اگر یہ مذہب سچا ہے اور قرآن حکیم واقعی خدا نے اتارا ہے تو اس کی بتائی ہوئی کوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید جامع اصولوں کا مجموعہ ہے۔ اور اس میں جہاں ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور موجود ہے۔ وہاں طبی نقطہ نظر سے صحت انسانی کو برقرار رکھنے کے اصول بھی ملتے ہیں۔ اور ہر مرض کا علاج قرآن مجید میں موجود ہے۔

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ طب پر سائنسدانوں اور اطباء نے جتنی تحقیق کی ہے۔ وہ تو غلط بھی ہو سکتی ہے اور اس میں نقصانات کا شائبہ بھی ملتا ہے۔ جبکہ جو علم طب ہمیں قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملتا ہے اس کا نہ تو کوئی نقصان ہے اور نہ ہی وہ غلط ہو سکتا ہے۔ قرآن و حدیث کی رو سے علم طب سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ بات طے ہے کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے۔ اور اس کی صفات میں شفا دینے والا اور حکمت والا شامل ہے۔ جو خدا علیم، حکیم، شافی اور اعلیٰ ہے اگر کسی کو یہ علم وہ خود سکھائے تو پھر اس کے علم اور حکمت میں کسی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

امام محمد بن ابوبکر ابن القیم لکھتے ہیں کہ:

علم طب ایک قیافہ ہے۔ معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے اور اس کے لئے فلاں دوائی مناسب ہو گی۔ وہ ان میں کسی چیز کے بارے میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

اس کے مقابلے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم طب اور ان کے معالجات قطعی اور یقینی ہیں۔ کیونکہ ان کے علم کا دارومدار وحی الٰہی پر مبنی ہے جس میں غلطی اور ناکامی کا کوئی امکان نہیں۔

دراصل قرآن مجید مکمل طور پر شفا کا سرچشمہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وینزل من القران ماھو شفاء ورحمہ للمومنین۔

قرآن میں جو کچھ بھی ہے وہ شفا کا مظہر بھی ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے رحمت کا سرچشمہ بھی ہے۔ قرآن مجید نے ہمیں تمام طبی قوانین بتا دیئے ہیں۔ لہٰذا سوچ و بچار کرنے کے بعد یہ ہمارا کام ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی جسمانی اور روحانی صحت کو برقرار رکھیں۔ علم طب میں عموماً" دو پہلو بڑے اہم ہوتے ہیں اور قرآن مجید سے ہمیں یہ دونوں پہلو بڑے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

ا۔ حفظان صحت

وہ اصول جن پر عمل کر کے ہم جسم کو لاحق ہونے والی بیماریوں سے بچا سکتے ہیں۔

۲۔ علم الادویہ

وہ غذائیں یا دوائیں جن کو استعمال میں لا کر انسانی جسم اپنے اندر وہ قوت مدافعت پیدا کر لے جس سے لاحق ہونے والی امراض کو دفع کیا جا سکے۔

ان دونوں پہلوؤں پر قرآن مجید نے روشنی ڈالی ہے لیکن ساتھ ہی ان کو سمجھنے کے لئے قرآن مجید ہمیں تحقیق اور جستجو کے لئے اشارے بھی دے رہا ہے جو آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ جیسے سورۃ الغاشیہ میں ارشاد ہوا۔

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت

اس اشارے میں جب ہم اونٹ کی تخلیق پر غور کرتے ہیں تو تین موٹی باتیں سمجھ میں آتی ہیں اسے شدید گرمی کے موسم میں بھی پسینہ نہیں آتا۔ اسے لو نہیں لگتی' وہ کئی دن پانی کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ریت میں نہیں دھنستے اگر ہم ان اعمال کی ترکیب سمجھنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہم موسمی اثرات سے بچاؤ' پانی کی کمی کے مسئلے اور صحراؤں میں سفر کی مشکلات سے نکل جائیں قرآن مجید کے انہیں اشاروں کو سمجھتے ہوئے سائنسدانوں نے شہد پر جتنی تحقیق کی وہ قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھنے کے بعد ہی کی گئی۔

ویخرجون من بطونھم شراب مختلف الوانھا فیہ شفا للناس

لہٰذا قرآن کی روشنی میں جو بھی اصول حفظان صحت اور علاج کے بارے میں ہمیں ملتے ہیں ان پر یہ تحقیق کرنے سے ہی ہمیں ان کا صحیح علم حاصل ہو سکتا ہے۔

مختلف امراض لاحق ہونے سے قبل جو اصول اپنائے جاتے ہیں وہ بھی قرآن مجید سے ہی ملتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اگر تم مریض ہو (یا سفر میں ہو اور پانی نہ ملے) تو نماز کے لئے تیمم کر لو تاکہ تمہاری بیماری نہ بڑھے۔ علم طب نے مریض کے لئے آسانیاں پیدا کرنے اور مکمل آرام و پرہیز کا حکم دیا ہے یہ بھی قرآن مجید ہی کی تعلیم ہے۔ رمضان شریف میں بیمار انسان روزے رکھنے سے بری ہے۔ جب تک کہ وہ تندرست نہ ہوں۔

کہا جاتا ہے پرہیز دوا سے بہتر ہے قرآن مجید کی روشنی میں ہمیں جو تعلیم ملتی ہے اسے پڑھ کر حکماء اطباء بھی حیران ہیں۔ کہ بالکل وہی پرہیز قرآن نے چودہ سو سال پہلے بتا دیئے آج کل پیٹ کے امراض میں گیس، قبض، اپھارہ وغیرہ بڑی تکلیف دہ امراض ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر معدہ ہی خراب رہے تو پورا جسمانی نظام خراب ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

الذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام

یعنی کفار صرف دنیا کا نفع کمانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اور پر خوری اس طرح کرتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں۔

یعنی پیٹ بھر کر اور کھانے پر کھانا مویشیوں کا کام ہے۔ صحت کو برقرار رکھنے اور بیماریوں سے بچاؤ کے لئے موزوں اور متوازن غذا مناسب مقدار میں استعمال کرنا انسان کے لئے فائدہ مند ہے اور یہ اصول قرآن مجید نے ہی ہمیں سکھا دیا ہے۔

جدید سائنس اور طبی تحقیق کے پیش نظر امراض قلب، بلڈ پریشر ذہنی و نفسیاتی بیماریاں زیادہ تر غصے سے جنم لے رہی ہیں۔ غصہ ایک ایسی کیفیت ہے جو جسمانی و روحانی دونوں طرح سے ہمارے لئے نقصان کا باعث بنتا ہے۔

قرآن مجید نے اس پر قابو پانے کا حکم بھی دیا اور ساتھ اس کا علاج وضو اور ذکر الٰہی کی کثرت سے کرنا تجویز فرمایا۔ اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ غصہ شیطان کی روش ہے اور اعوذ باللہ من

الشیطن الرجیم نہ صرف شیطان کو بھگاتا ہے بلکہ غصہ بھی دور ہو جاتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

خبردار خدا کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔

جس کو جتنا اطمینان قلب نصیب ہو گا اتنا ہی اسے اپنے غصے پر قابو ہو گا۔ اور ذہنی و نفسیاتی پیدا ہونے والی امراض اس سے دور رہیں گے۔ ایک اور جگہ روزہ بھی غصہ کو ختم کرنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے الغرض قرآن مجید نے ہمیں جگہ جگہ وہ اصول بتائے ہیں جن کو ہم حفظ ما تقدم کے طور پر اپنا کر بیماریوں سے بچ بھی سکتے ہیں اور صحت مند رہ سکتے ہیں۔

غذاء کا متوازن استعمال کرنا بھی ہمیں قرآن ہی سکھاتا ہے۔

ولوالدت یرضعن اولا دھن حولین کاملین مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے بچوں کو احمق اور فاحشہ عورتوں سے دودھ نہ پلواؤ کیونکہ یہ دودھ بچوں کے اخلاق پر اثرا انداز ہوتا ہے۔

اطباء متفق ہیں کہ دودھ ایک قدرتی، مکمل اور متوازن غذا ہے اور بچے کے لئے ماں کے دودھ سے بڑھ کر کوئی غذا نہیں جن بچوں کو مائیں اپنا دودھ نہیں پلاتیں اور متبادل خوراک دیتی ہیں وہ بڑے ہو کر سماجی، ذہنی، جسمانی، اخلاقی اعتبار سے کم مایہ ثابت ہوتے ہیں۔

دودھ ایک ایسی غذا ہے جس میں مکمل وٹامنز پائے جاتے ہیں۔ اس کا ذکر قرآن میں بھی ہوا ہے اور جنت میں بھی دودھ کی نہریں ہوں گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے پسند فرمایا ہے۔

حفظان صحت کے اصولوں کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں ادویات کا ذکر بھی ملتا ہے یہ ادویات میوہ جات، پھلوں، غذاؤں، دھاتوں تمام صورتوں میں ملتی ہیں۔ اور قرآن مجید میں جن ادویہ کا ذکر ہوتا ہے وہ زیادہ تر خوش ذائقہ، خوش بودار ہیں۔ تاکہ ان کے استعمال میں مریض کسی قسم کی کوفت محسوس نہ کرے۔ انجیر کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح کیا گیا ہے۔

والتین والزیتون وطور سینین وھذا لبلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس دارالارض شہر کی کہ انسان کو ایک

بہترین ترتیب سے تخلیق کیا ہے۔

انجیر ایک خوش ذائقہ میوہ ہے جسے حضورؐ نے جنت کا میوہ قرار دیا ہے۔ اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے اور قسم اس چیز کی کھائی جاتی ہے جس کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اور غور طلب بات یہ ہے کہ انہیں آیات میں انسانی تخلیق کا تذکرہ بھی کیا ہے اور اشارہ اس طرف بھی ہے کہ اگر اس تخلیق میں کوئی کمی محسوس ہو تو انجیر اور زیتون کو استعمال کیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر کے بارے میں فرمایا ہے کہ انجیر کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے اور جوڑوں کے دردوں میں بھی مفید ہے۔

بواسیر اور جوڑوں کا درد یہ دونوں تکلیف دہ بیماریاں ہیں لیکن یہ قرآن مجید کا کمال ہے کہ ایسی امراض کے لئے انجیر تجویز کی جا رہی ہے۔ انجیر کے طبی فوائد بے شمار ہیں۔ جن میں ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ پیٹ کو ملین کرتی ہے۔ علاوہ ازیں آنتوں کے امراض گیس۔ اپھارہ اور پیاس بجھاتی ہے آنتوں کو نرم کرتی ہے۔ بلغم نکالتی ہے۔

پرانی بلغمی کھانسی میں مفید ہے پیشاب آور ہے۔ قولنج کی درد کو فائدہ کرتی ہے۔ اور امام محمد بن ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ انجیر میں دوسرے پھلوں سے زیادہ غذائیت ہوتی ہے اور اس کا استعمال نہار منہ بہتر ثابت ہوتا ہے۔

قرآن مجید نے زیتون اور اس کے تیل کا ذکر بار بار کیا ہے۔

والنخل والذرع مختلفا اکلہ والزیتون والامان متشابھا وغیر متشابھا کلومن ثمرہ اذا اثمر۔

اور کھجور اور مذروعات جن کے ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور زیتون اور انار کی شکلیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ اور جن کی شکلیں نہیں ملتیں تم اس کے پھلوں کو اس وقت خوب کھاؤ۔ جب وہ پک جائیں۔ مگر ضائع نہ کرو۔

سورۃ التین میں ہی اللہ تعالیٰ نے انجیر کے ساتھ زیتون کی قسم بھی کھائی ہے۔ جس سے زیتون کی اہمیت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

والزیتون والنخیل والاعناب ومن الثمرات ان فی ذلک لایتہ القوم یتفکرون

اور زیتون اور انگور اور کھجور اور دوسرے پھل اگتے ہیں وہ لوگ جو فکر و دانش رکھتے ہیں ان کے لئے اس عمل میں بہت سی نشانیاں پنہاں کر دی گئیں ہیں۔ زیتون کے تیل کا ذکر بھی قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے۔

یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضئی ولو لم تمسسہ نار

اللہ تعالی اپنے نور کی مثال میں ایک ایسے چراغ کو بیان کرتے ہیں۔ جس کے اوپر قندیل چڑھی ہو۔ چراغ کی روشنی سے یہ قندیل ستاروں کی مانند چمکتی ہے۔ اس چراغ کی روشنی کے لئے توانائی زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے حاصل ہوتی ہے۔

زیتون کے تیل والا یہ درخت نہ تو مشرق میں ہے اور نہ ہی مغرب میں، قریب ہے کہ یہ تیل اپنے آپ ہی روشنی دینے لگے اور اس پر عمل کے لئے خواہ اسے شعلہ نہ بھی لگایا گیا ہو۔ اس سے مراد درخت ایسی صورت میں استادہ ہے کہ سورج کی روشنی طلوع سے غروب تک اس پر کھل کر پڑتی ہے۔ اور پھر ایک ایسا تیل پیدا کرتا ہے۔ جو پاک صاف اور چمک دار ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ قرآن مجید میں زیتون کے تیل اور دیگر پھلوں کا ذکر ملتا ہے۔

فانشانالکم بہ جنت من نخیل واعناب لکم فیھا فاکھہ کثیرۃ ومنھا تاکلون و شجرۃ تخرج من طور سینا تبنت بالدھن وصبغ لا للہ کلین۔

اور پھر تم ایسے باغ اگاؤ گے جن میں کھجور اور انگور کے علاوہ دوسرے پھل ہوں گے اور یہ پھل تم رغبت سے کھاتے ہو اور طور پہاڑ کے علاقہ میں وہ درخت ہے جس سے تیل نکلتا ہے۔ جو تمہاری روٹی کے ساتھ سالن کا کام دیتا ہے۔

قرآنی آیات کی روشنی میں زیتون کے درخت کو ایک مبارک یعنی برکت والا درخت قرار دیا ہے۔ اس کے پھل کو اہمیت عطا فرمائی پھر لوگوں کو متوجہ کیا کہ زیتون، کھجور، انار اور انگور میں فوائد کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ بشرطیکہ تم ان کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرو زیتون کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ قرآن کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو استعمال کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اس سے جسم پر مالش کرو، یہ ایک مبارک درخت ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا ہے۔

زیتون کے تیل سے علاج کرو، اسے کھاؤ اور لگاؤ

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے۔ جن میں ایک کوڑھ بھی ہے۔

علاوہ ازیں ذات الخبب (نمونیا) میں اس کی مالش کرنے کا حکم بھی ہے۔ زیتون کے بے شمار فوائد ہیں۔ مسوڑھوں کی بیماریوں کے لئے شفا بخش ہے۔ قبض کشا ہے زیتون کے درخت کے پتوں کا ضماد لگانے سے چنبل، داد، قوبا، پتی اور خراب زخم وغیرہ درست ہو جاتے ہیں۔

اس کے تیل کی مالش کرنے سے اعضاء کو قوت حاصل ہوتی ہے، استسقاء، زہر خورانی گردوں کی بیماریاں، پتہ کی بہتری کا علاج زیتون سے کیا جاتا ہے۔ امراض تنفس تپ دق، زکام اور نکیر وغیرہ ان سب کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے زیتون میں رکھا ہے۔

قرآن مجید نے ہمارے لئے جو نسخے تجویز کئے ہیں وہ ارزاں بھی ہیں اور فائدہ مند بھی ہیں۔ شہد کی مکھی کے بارے میں پوری سورۃ نحل موجود ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ: تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں درختوں کی بلندیوں پر اپنا گھر بنائے۔ پھر وہ ہر قسم کے پھلوں سے رزق حاصل کرے اور اپنے رب کے متعین کردہ راستہ پر چلے۔ ان کے پیٹوں سے مختلف رنگوں کی رطوبتیں نکلتی ہیں۔ جن میں لوگوں کے لئے شفا رکھی گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانیاں ہیں تاکہ لوگ ان پر غور و فکر کر کے فائدہ اٹھائیں۔

قرآن مجید ہم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم تحقیق کر کے نکلنے والی رطوبتوں کا پتہ لگائیں اور ان کے فوائد معلوم کر کے اپنی بہتری کے لئے کام میں لائیں۔

شہد کی اہمیت قرآن مجید میں بہت زیادہ رکھی گئی ہے۔

سورۃ محمد میں ارشاد خداوندی ہے۔ **والنھار من عسل مصفی ولھم فیھا من کل الثمرات۔**

جنت میں ملنے والی عمدہ اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ وہاں پر عمدہ اور خالص شہد ہو گا اور لوگوں کے لئے ہر قسم کے پھل ہوں گے۔

قرآن مجید میں اکثر اشیاء جن کا ذکر ملتا ہے۔ وہ زیادہ تر جنت میں ہوں گی جنت سکون والی

جگہ ہے اور اس میں رکھی گئی ہر چیز میں بھی سکون ہے۔
شہد کے علاوہ موتی، مونگے قیمتی دھاتیں اور زیورات کا ذکر بھی ملتا ہے۔ جو ادویہ کے طور پر اطباء اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ظاہری دور حیات میں اکثر بیماریوں کے لئے شہد ہی تجویز فرمایا خصوصاً" اسہال اور دیگر پیٹ کے امراض کے لئے شہد کے استعمال کا حکم فرماتے تھے۔ آج جدید طب نے تحقیق کے بعد اسہال والے مریض کے لئے او۔ آر۔ ایس جو کہ گلوکوز اور نمک کا مرکب ہوتا ہے کو گھول کر پلانے کا حکم دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنتوں کی سوزش اسہال کا سبب ہوتی ہے۔ جو بعض جراثیموں سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر اسے نہ روکا جائے تو مرض اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے اس فرمان پر تحقیق کی نظر فرماتے ہوئے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک اسہال کے مریض کے لئے شہد تجویز فرمایا کیونکہ یہ سوزش کو روکتا بھی ہے۔ اور جراثیموں کو ہلاک بھی کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔

جو شخص ہر مہینہ میں کم از کم تین دن صبح صبح شہد چاٹ لے اس کو اس مہینہ میں کوئی بڑی بیماری نہ ہو گی۔ حضورؐ کو پینے والی چیزوں میں سب سے زیادہ شہد ہی پسند تھا۔ حضورؐ نے ایسے مریض کے لئے بھی شہد تجویز فرمایا جس کے گردے کی اہم جگہ خاصرہ (پیلوس) میں سوزش ہو جائے۔ اس کے لئے فرمایا گردے کی سوزش میں شہدا اور پانی ملا کر علاج کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ قرآن مجید اور شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے۔ اس لئے شہد کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور اس کا تذکرہ قرآن مجید نے اس طرح بھی کیا ہے۔

ماھو شفا ورحمۃ للمومنین۔

اس میں شفا کے علاوہ کچھ نہیں لیکن یقین کرنے والوں کے لئے۔

بہترین شہد فصل ربیع کا ہے۔ یہ بہترین ٹانک ہے کیونکہ یہ جسمانی قوتیں بڑھاتا ہے مقوی بدن ہے۔ معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ بوڑھوں کو توانائی دیتا ہے۔ مخرج بلغم ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا ہے۔ باؤلہ پن میں مفید ہے۔ اگر اس میں گوشت رکھ دیا جائے تو تین ماہ تک اسے گلنے نہیں دیتا۔ اس لئے علماء نے اسے الحافظ امین کا لقب دیا ہے۔

شہد جسم پر لگایا بھی جاتا ہے، بال ملائم اور لمبے کرتا ہے۔ اس کو آنکھوں میں ڈالنے سے نظر کو تیز کرتا ہے۔ صبح نہار منہ کھانا یا پینا معدہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کرتا ہے۔ شوگر والے مریض کو مٹھاس منع ہوتی ہے۔ لیکن شہد اس کے لئے بھی مفید ہے۔ علاوہ ازیں السو، التہاب معدہ، قئے آنا، پھوڑے پھنسیوں بلکہ شب چراغ (خطرناک پھوڑا ہوتا ہے) اور کیل مہاسوں کے لئے اس کا استعمال بڑا مفید ہے۔ المختصر شہد تقریباً" ہر بیماری کے لئے شفا رکھتا ہے۔ امراض بطن، امراض جگر، یرقان، امراض البول، امراض تنفس، جسمانی کمزوری کے لئے ہر لحاظ سے شہد مفید ہے۔ اور یہ بھی قرآن مجید ہی کا اعجاز ہے کہ انسان کے لئے اس کو کتنا اہم بنایا گیا ہے۔ شہد کے علاوہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے نکلنے والی رطوبت کا ذکر بھی قرآن مجید نے کیا ہے۔ اور جدید تحقیق میں جرمن کے کیمیا دانوں نے ان رطوبتوں کا نام رائل جیلی رکھا ہے۔ جس کا استعمال خصوصاً" زچہ اور بچہ کے لئے بڑا اہم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں خون کی کمی وریدوں کی سوزش، انجماد خون، جوڑوں کی بیماریاں ان سب کا علاج شہد کی مکھی کے بطن سے نکلنے والی رطوبات سے کیا جاتا ہے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج کی رو سے شہد کی مکھی سے ایک دوائی جس کا نام ایپس میلیفیکا ہے۔ جو تمام ایسی تکلیفوں کے لئے مفید ہے جن میں التہابی کیفیات پائی جائیں اور ایسی دردیں جن میں ڈنگ لگنے کی سی کیفیت پائی جائے کیلئے بڑی مفید ہے۔

آج طب کا وجود قرآن مجید کی تعلیمات کا ہی مرہون منت ہے۔ جن پر تحقیقات کر کے شعبہ طب نے دن رات ترقی حاصل کر لی ہے۔

جہاں دیگر شفا بخش میوہ جات، پھل ادویہ کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے وہاں کھجور کا ذکر بھی بارہا مرتبہ کیا گیا ہے۔

وھوالذی انشاء جنت معروشات وغیر معروشات والنخل والزرع مختلفا اکلہ

اور وہی ہے جس نے بنائے باغات جو ٹیلے پر چڑھے ہیں یا بن چڑے ہیں اور کھجور اور کھیتیاں جن کے ذائقے مختلف ہیں۔

اوتکون لک جنتہ من نخیل و عنب

یہ وہ لوگ ہیں جو آرزو رکھتے ہیں کہ ان کے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں جن

میں سے نہریں نکل کر جا رہی ہیں۔

سورہ مریم میں کھجور کی اہمیت کا تذکرہ یوں ملتا ہے۔

فاجا ھا المخاض الی جذع النخلہ

زچگی کی دردیں اسے کھجور کے درخت کے تنے کی طرف لے آئیں وہ شدت الم سے اس کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

فانشانالکم بہ جنت من نخیل واعنلب لکم فیھا فواکہ کثیرۃ ومنھا تاکلون۔

ہم نے تمہارے لئے زمین سے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کیے جن کے بہت سے پھلوں کو تم کھاتے ہو۔

مزید فرمایا۔

ترجمہ: اور ہم نے وہاں تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ اگائے۔

الغرض قرآن مجید میں بار بار کھجور کا تذکرہ ملتا ہے اور اس سے اس کی اہمیت خود بخود عیاں ہو جاتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھجور کو بہت پسند فرمایا ہے۔ اور صحابہ کو کھجور کھانے کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔ کھجور کے اندر باقی تمام اشیاء سے زیادہ طاقت اور وٹامنز پائے جاتے ہیں۔ یہ بات آج کی سائنس نے بھی بتائی ہے۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی اہمیت اسی وقت بتا دی جب آپ نے روزہ افطار کرنے کے لئے کھجور کو پسند فرمایا کیونکہ روزہ رکھنے سے جسم میں بظاہر کمزوری ہوتی ہے۔ اور اس کمزوری کو کھجور جلدی پورا کر دیتی ہے۔ کئی اور حدیثوں میں بھی کھجور کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

جیسا کہ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔

(کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور ہو اس گھر والے کبھی بھوکے نہ رہیں گے)

الغرض قرآن مجید نے کھجور کی اہمیت اپنے مخصوص اشارات میں واضح کر دی جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیلاً بیان فرما دیا۔

کھجور کے بے شمار فوائد طبی لحاظ سے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ حضورؐ نے بھی کھجور کو نوزائیدہ بچوں کے لئے گھٹی کے طور پر استعمال کیا ہے۔ کھجور زہروں کا تریاق ہے۔ کمزور ادمی اگر کھجور کا استعمال کرے تو وہ صحت مند اور فربہ ہو جاتا ہے۔

کھجور کے استعمال سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ خصوصاً" کوڑھ کے لئے مفید ہے۔ دل کو تقویت دیتی ہے۔ قبض، چیچک، زچگی کی تکلیف، مخرج بلغم، گردوں اور پیشاب کی نالی کی سوزش کے لئے، منہ کی بدبو دور کرنے کے لئے بڑی مفید ہے۔ الغرض کھجور کے بے شمار فوائد ہیں۔ چونکہ قرآن مجید میں اس کی اہمیت بیان کی گئی ہے اس لئے اس کا نقصان ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ نعمت خداوندی ہے۔ اطباء اکثر ادویہ میں شامل کر کے اس کی مرکب ادویات تیار کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے جہاں زندگی کے ہر شعبے میں انسانوں کی رہنمائی کی ہے۔ وہاں صحت مند رکھنے کے لئے جو اصول وضع کئے اور جن بیماریوں کے خاتمے کے لئے پھلوں، میوہ جات کو ادویات کی صورت میں روشناس کرایا۔ وہ طبی دنیا کے لئے آج تک چیلنج ہے۔ اور آج کی جدید طب بھی قرآن مجید ہی کی مرہون منت ہے۔

قرآن مجید میں اتنی زیادہ ادویات کا ذکر ملتا ہے۔ کہ اگر لکھنا چاہیں تو کبھی ختم نہ ہو، آج کی طب جدید نے پیاز، لہسن، مسور، کھیرا، گندم وغیرہ ان سب چیزوں کو انسانی صحت کیلئے اہم قرار دیا ہے۔ ان کے استعمال سے بدن کے اندر وٹامنز کا توازن برقرار رہتا ہے۔ لیکن قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں ان کا ذکر بھی ملتا ہے۔

بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها۔

جدید طب نے تحقیق کر کے پیاز اور لہسن سے ادویہ تیار کی ہیں۔ ہومیوپیتھک میں، جن کے) نام ایلئم سیپا اور ایلئم شائیوا ہیں۔

جن کے فوائد میں زکام، کھانسی، چھینکیں آنا، بلڈ پریشر، جگر بڑھنا تپ دق، منہ میں تھوک کا زیادہ آنا، سانس کی خرابی، دل پر بوجھ آنا۔

عورتوں میں خارش، ایام زیادہ ہونا، چھاتیوں کا ورم، الغرض جدید طب کی تحقیق نے قرآن میں بتائی گئی ان نعمتوں پر تحقیق کر کے بے شمار فوائد حاصل کئے ہیں۔

انگور کو قرآن مجید میں بہترین قرار دیا گیا ہے۔ اور پرہیز گاروں کے لئے انعام کے طور پر ہو گا۔ چھوٹے انگور کو خشک کر کے میوہ حاصل کیا جاتا ہے جبکہ بڑے انگور کو خشک کرنے سے منقی حاصل ہوتا ہے۔ انگور سے سرکہ بھی بنایا جاتا ہے۔ جو پیٹ کے امراض میں بڑا اہم ہے۔

طبی نقطہ نظر سے اس سے صالح خون پیدا ہوتا ہے۔ جگر کو قوت دیتا ہے۔ اعضاء کی سستی کو دور کرتا ہے۔ خفقان، مرگی، کھانسی، پتھری ان سب کے لئے شفا بخش ہے۔

ان للمتقین مفازا حدائق واعنابا وکواعب اترابا وکاسادھاقا۔

پرہیزگاروں کے لئے جنت میں بہترین دلچسپی کے لئے باغ، انگور ہم عمر لڑکیاں اور لبریز جام ہیں۔

سورہ النحل میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اور پھلوں میں سے کھجور اور انگور تو تم مسکرات بنانے میں استعمال کرتے ہو۔

حدیث کی رو سے اس کے فوائد کا تذکرہ یوں ملتا ہے۔

ترجمہ تمہارے فائدہ کے لئے منقی موجود ہے۔ یہ رنگ کو نکھارتا، بلغم کو نکالتا، اعصاب کو مضبوط بناتا، کمزوری کو دور کرتا، مزاج کو خوشگوار بناتا، سانس کو خوشبودار کرتا اور غم کو دور کرتا ہے۔

قرآن مجید ہی بلاشک و شبہ علم طب کا منبع ہے۔ جس کو پڑھ کر ہم صحت کے اصولوں پر کاربند رہ کر صحت حاصل کر سکتے ہیں۔

کئی اور جگہوں پر قرآن مجید میں مختلف ادویہ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

سورۃ الرحمان میں مرجان، یاقوت وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔

مرجان اور یاقوت ادویہ کی صورت میں مختلف بیماریوں میں مستعمل ہے۔ خصوصاً اعضائے رئیسہ کی کمزوری، دل کی طاقت، ذہنی اور نفسیاتی امراض، بلغمی امراض اور جنسی قوت کے لئے ان کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے۔

سورہ حدید میں اللہ تعالی نے لوہے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں تمہارے لئے بے شمار فوائد ہیں۔

لوہے کی وجہ سے جہاں ضروریات زندگی کی اشیاء فراہم ہوتی ہیں وہاں معاشی، مالی حالات

بھی ترقی ہوتی ہے۔ وہاں لوہے کا استعمال دوا کی صورت میں بھی بڑا مفید ثابت ہوا ہے۔
ما" خون کے امراض میں فولاد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خون کی کمی، سرخ جسموں کی تباہ
حالتیں، کمزوری عامہ، جنسی کمزوری، امراض جگر ان سب کے لئے اللہ تعالی نے فولاد کے
شفا رکھی ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں علم طب پر جتنی بھی بحث کی جائے کم ہے۔ اس لئے بلاشک و شبہ
ننا پڑتا ہے کہ جہاں قرآن نے زندگی کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے وہاں علم طب پر بھی
ن کا بہت بڑا احسان عظیم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تعلیمات کے
بق علم طب کو اہمیت دیتے ہوئے نوع انسانی تک پہنچایا ہے۔

اطبا قدیم و جدید نے اپنے مشاہدات کی روشنی میں جتنی بھی تحقیق و ترقی کی ہے۔ ان سب
تذکرہ چودہ سو سال قبل طبیب انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تعلیم کے
ابق کر دیا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم صحت مند رہنے کے لئے قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا
ں۔



معاشی بہبود کا قرآنی نظریہ

مفکر اسلام پروفیسر سید شاہ فرید الحق

معاشرتی زندگی میں ہم آہنگی پیدا کرنے اور اس زندگی کو بہتر طریقہ پر سنوارنے کی لئے جہاں اخلاق و آداب، اصول و ضوابط کی ضرورت ہوتی ہے وہاں معاشی بہبود کی بھی خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ معاش، انسانی زندگی کی بنیاد ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ معاش ہی سارے فسادات اور سری اچھائیوں کا منبع ہے۔ اسی لئے اسلام نے معاشی ترقی معاشی بہتری اور معاشرتی بہبود کا بدرجہ اتم لحاظ رکھا ہے اس لئے کہ بھوک اور افلاس انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی معاشی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے زریں اصول مقرر فرمائے۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو معاش ہی انسانی زندگی کے سارے معاملات کی اصل ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ اسلام معاشی بہبود کو فوقیت اور اہمیت تو ضرور دیتا ہے لیکن اسے سارے معاملات زندگی کی اصل قرار نہیں دیتا۔ اگر انسان صرف معاشی بہبود اور معاشی عیش و عشرت ہی کو نکتہ عروج تصور کرے اور اسی زندگی کو انتہائی اور آخری سمجھ لے تو پھر یہ سوچنا پڑے گا کہ جانوروں، چوپاؤں اور انسانوں کی زندگیوں میں کیا فرق ہے۔ اسلام نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کے کردار، اخلاق، گفتار، علم اور بندگی کی وجہ سے نہ کہ سیم و زر اور دولت کا انبار

لگانے کی وجہ سے۔

اسلامی معاشرہ ایک صاف ستھرا ماحول چاہتا ہے۔ جس میں بھوک و افلاس کا بھی خاتمہ ہو۔ نیز دولت کو چند مخصوص ہاتھوں میں جمع بھی نہ ہونے دیا جائے۔ سب کو معاشی طور پر اتنی فارغ البالی ضرور حاصل ہو کہ وہ اپنی معاشرتی زندگی ایک باعزت انسان کی طرح گزار سکے۔ نہ تو دولت کا انبار لگا کر سرمایہ دار بننے کی کوشش کرے اور نہ دو وقت کی روٹی سے بھی محروم ہو جائے۔ معاشرہ کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے معاشرہ کی بہبود پر توجہ دے اور اسے ایسا مثالی بنانے کی کوشش کرے کہ غربت اور امارت میں بے جا تفاوت نہ پیدا ہونے پائے کہ غریب تو غریب تر ہو جائے اور امیر امیر تر۔

حکومت اسلامی کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے قوانین کو اس طرح نافذ کرے کہ لوگوں کی ضروریات زندگی پوری ہو سکیں۔ اللہ کی بندگی کے بعد سب سے پہلا کام حکومت اور معاشرہ کا یہی ہوتا ہے کہ معاشی بدحالی کو دور کرنے کی سعی کرے۔ مالدار سے مال لے اور غریبوں کو دے لوگوں کو روزگار مہیا کرے۔ منافع خوری' ذخیرہ اندوزی اور بے جا دولت کمانے پر قدغن لگائے اگر ایسا نہیں ہو گا تو پھر معاشرہ میں امن و امان برقرار نہیں رہ سکتا۔ لوٹ مار' قتل و غارت گری روز مرہ کا معمول بن جائے گا۔ نہ تو نیکی کے احکامات پر عمل ہو سکتا ہے اور نہ برائی سے روکا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالٰی قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

"الذین ان مکنھم فی الارض اقامو الصلواۃ واتوالزکوہ وامر بالمعروف ونھو عن المنکر وللہ عاقبہ الامور۔

ترجمہ: وہ مسلمان جنہیں ہم زمین پر اقتدار سپرد کرتے ہیں (ان کا کام یہ ہے) کہ وہ پہلے باقاعدگی سے نماز کا اہتمام کرتے ہیں اور زکوۃ دینے دلانے کا انتظام کرتے ہیں (پھر اس کے بعد) نیکی کا لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ اللہ ہی کے سپرد ہے سارے کاموں کا انجام یعنی وہی سارے معاملات کا فیصلہ کرنے والا ہے۔"

اس آیت مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی عبادت نماز کے بعد سب سے پہلا کام زکوۃ صدقات کی وصولی ہے۔ تاکہ غریبوں اور مسکینوں کی معاشی بہبود کا انتظام ہو سکے۔ قرآن

حکیم میں مسلمانوں کو آپس میں برادرانہ تعلقات استوار کرنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ ایک صالح اور بہتر معاشرہ وجود میں آسکے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"انما المومنون اخوۃ فاصلحوا ابین اخویکم واتقوااللہ لعلکم ترحمون۔

بیشک سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں اس لئے دو بھائیوں کے درمیان صلح و صفائی کرادو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

دراصل بھائی چارگی کی اصل یہی ہے کہ آپس میں ہر طرح کے بے جا تفاوت' فساد اور اختلاف کو ختم کیا جائے۔ ایسا غیر طبقاتی معاشرہ قائم ہو جس میں اس قسم کے اختلافات جنم نہ لیں اور معاشرہ خوش حال ہو خواہ اس کا تعلق معاشی بہبود سے ہو یا سیاسی استحکام اور امن و امان کی بہتر صورت حال سے۔ بہرحال اولیت اس میں معاشی بہبود کو حاصل ہے۔ حکومت اسلامیہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ملک کی دولت میں سب کو شریک کرے۔ اور اس سے مستفید ہونے کے لئے سب کو یکساں اجازت دے اور ہر شخص کو اپنی روزی کمانے کا مساوی حق عطا کیا جائے۔ اللہ کی زمین پر سارا خزانہ سارے انسانوں کے لئے ہے۔ کسی خاص طبقہ کی اجارہ داری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ فرمایا ہے:

"ھوالذی خلق لکم مافی الارض جمیعا"۔

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے (اے انسانوں تمہارے فائدے کے لئے) وہ تمام چیزیں پیدا کیں جو زمین میں ہیں۔

اللہ تعالی نے ایسی قوموں اور قبیلوں کو تباہ کر دیا جو ایسی طرز زندگی اور معیشت پر ناز کرتے اور اتراتے تھے۔ فرمایا جاتا ہے:

"وکم اھلکنا من قریہ بطرت معیشتھا۔ اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیے جو اپنی معیشت پر اتراتے تھے۔"

اسلام میں محنت اور مزدوری ضروری ہے۔ مفت کھانے اور عیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ جب سب محنت مزدوری کریں گے تو معاشرہ کی معاشی بہبود ہو گی۔ اللہ تعالی کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتا بلکہ ہر شخص کو اس کی محنت کا صلہ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالی نے زمین میں روزگار کے ذرائع مہیا کر دیئے ہیں۔ فرمایا جاتا ہے:

وجعلنا لکم فیھا معایش ومن لستم لہ برازقین۔

ترجمہ = اور ہم نے زمین میں تمہارے لئے اور لوگوں کے لئے بھی جن کو تم روزی نہیں دیتے۔ روزی مہیا کر دی ہے۔

اسی لئے اسلام نے اس بات کی بھی اجازت دی ہے کہ مرد اور عورت دونوں اپنی معاش بہبود کے لئے کما سکتے ہیں۔

للرجال نصیب مما اکتسبو وللنساء نصیب مما اکتسبن۔

ترجمہ = مردوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی کا۔

معاشی بہبود اگر ایک طرف معاشرہ اور حکومت کی مجموعی ذمہ داری ہے تو دوسری طرف ہر فرد کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اور اپنے زیر کفالت لوگوں ہی کی معاشی بہتری کی جدوجہد نہ کرے بلکہ اپنے عزیز و اقارب پڑوسی اور شہریوں کے حقوق کا بھی خیال رکھے۔ بلکہ قرآن کریم میں تو یہ فرمایا گیا کہ

وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔

ترجمہ: اور ان کے مال اور دولت سوال کرنے والے اور نہ کرنے والوں کا حق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم محنت و مزدوری سے روزی کمانے کو پسند فرماتے تھے۔ اسلام میں کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا برا ہے۔ اس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ ایک غریب شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی زبوں حالی اور پریشانی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا۔ تمہارے پاس کیا ہے۔ اس نے کہا سوائے ایک کمبل اور ایک پیالی کے کچھ نہیں۔ حضورؐ نے صحابہ کرام کے مجمع میں ان دونوں چیزوں کو فروخت کیا کسی نے ایک درہم لگائے۔ پھر حضورؐ نے پوچھا تو ایک صحابی نے دو درہم دام لگائے۔ حضورؐ نے دو درہم لے کر اس شخص کے حوالے کئے اور ایک درہم سے ایک کلہاڑی تیار کی خود حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے اس میں دستہ لگایا اور دوسرے درہم کے لئے کہا اپنے گھر والوں کے لئے کھانے کا انتظام کرو۔ اس کلہاڑی کو لے کر جنگل میں جاؤ لکڑی کاٹ کر بازار میں لا کر بیچو پھر ایک ہفتہ کے بعد میرے پاس آنا۔ وہ جب آیا تو حالت بدلی ہوئی تھی۔ کپڑے صاف تھے' خوش تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیفیت دریافت کی۔ تو اس نے کہا۔ مجھے اللہ نے بڑی برکت

ی ہے۔ لیکن عادت نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ یہ ہے محنت کی عظمت جو اسلام نے مقرر فرمائی ہے۔

مسلمانوں کو تجارت کرنے کی اجازت دی گئی ہے سود سے منع کیا ہے۔

جائز منافع تو صحیح ہے۔ اس میں اللہ برکت دیتا ہے۔ لیکن ناجائز اور بے حد و حساب منافع کمانا بھی اسلام میں جائز نہیں۔ اسی طرح ذخیرہ اندوزی' کم تولنا' کمی کے وقت نرخ کو بڑھا دینا' زکوۃ وغیرہ ادا نہ کرنا۔ یہ ساری چیزیں اسلام میں سخت ناپسندیدہ قرار دی گئی ہیں۔ صدقات و خیرات کی تلقین کی گئی ہے۔ وفات شدہ شخص کی دولت اور جائیداد میں اعزا کو حصہ دار بنایا گیا ہے۔

سخاوت اور اللہ کی راہ میں خرچ کا مستحسن بتایا گیا ہے۔ بخیل کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ یتیم اور اسیر کی خبرگیری کا حکم دیا گیا ہے۔ دولت کے ارتکاز کو منع فرمایا گیا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ اس کے باوجود بھی رزق میں اگر کمی ہو تو صبرو تحمل کی تلقین کی گئی ہے۔ نہ یہ کہ واویلا کیا جائے اور ناجائز ذرائع سے دولت کمائی جائے۔ سادگی کو شعار اسلامی قرار دیا گیا ہے۔ حاکم و رعایا سب کے حقوق کو مساوی قرار دیا گیا ہے۔ حکومت اسلامی کی یہ ذمہ داری قرار دی گئی ہے وہ ہر فرد بشر کی خبر گیری کرے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مرگیا تو مجھے اللہ تعالی کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ وہ خود راتوں کو گشت کر کے رعایا کی خبرگیری کرتے تھے۔ معذوروں' بچوں اور ضعیفوں کے لئے سرکاری وظیفے مقرر تھے۔ اسلام نے جائز دولت کمانے پر پابندی عائد نہیں کی ہے لیکن اس کے خرچ پر ضرور حد قائم کی ہے۔ عمومی اصول جو مقرر کیا گیا ہے۔

وما یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو۔ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرما دیجئے جو بھی ضرورت سے زیادہ ہو۔

اسلام نے استحصال کی ہر شکل کو منع فرمایا ہے۔ بھائی چارگی اور برادرانہ تعلقات کا اس وقت تک کوئی مفہوم نہیں جب تک کہ سماجی تحفظ کا انتظام نہ ہو۔ کسی کو کسی کا غلام نہ بنایا جائے۔ مال و دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ ظاہر بات ہے کہ جب ان باتوں پر عمل ہو گا تو پھر عام خوشحالی کا دور دورہ ہو گا۔ معاشی بدحالی دور ہو گی اور سب کو باعزت طور پر روٹی

کپڑا، اور مکان میسر ہو گا تاکہ وہ دل جمعی سے اللہ کی عبادت کریں۔ نیکی کی طرف گامزن ہوں۔ اور آخرت کی فکر کریں۔ یہ ہے وہ معاشی بہبود جو تصور اسلام نے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے دولت مند قرآن حکیم کی اس آیت پر عمل کریں انشاء اللہ معاشی بہبود کا بیشتر حصہ حاصل ہو جائے گا۔

وسیجنبها الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی ومالد حد عنہ من نعمتہ تجزی الابتغا وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی۔

ترجمہ= وہ متقی اور نیک لوگ جو دوسروں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں تاکہ ان کے اتقاء اور پرہیز گاری میں زیادتی ہو اور اپنے ذہن میں اس قسم کا کوئی خیال نہ رکھیں کہ اس کے بدلہ میں کسی سے کوئی صلہ ملے گا۔ سوائے اس کے انہیں اپنے رب کی رضا حاصل ہو جائے جو سب سے اعلیٰ ہے اور عنقریب خوش ہو جائے گا۔

قرآنِ حکیم کی برکات

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

قرآن حکیم سے پہلے بھی کئی کتابیں نسل انسانی کی ہدایت کے لئے نازل ہوئیں۔ مسند احمد بن حنبل میں درج ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر انسانیت کی رہنمائی کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے ان میں سے تین سو پندرہ صاحب کتاب تھے۔ جیسے حضرت آدم جن پر دس صحیفے نازل ہوئے۔ ان کے بیٹے حضرت شیث پر بھی چند کتابیں نازل ہوئیں۔ اسی طرح قدیم ترین نبی حضرت ادریس پر بھی کتاب نازل ہوئی۔ اسی طرح حضرت انوخ کے بعد حضرت ادریس کا دوسرا نام ہے، ان پر بھی جو کتاب نازل ہوئی کہا جاتا ہے کہ فلسطین میں بحیرہ مردار کی غاروں کے قریب سے چند مخطوطے ملے ہیں، یہ وہ کتاب ہے جو ان کی طرف منسوب ہے۔ قرآن حکیم میں صحف ابراہیم و موسیٰ کا ذکر ہے یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ پر بھی صحیفے نازل ہوئے۔ اسی طرح بنی اسرائیل پر بھی تورات نازل ہوئی تھی یعنی کتاب پیدائش، کتاب تصفیہ۔ اسی طرح بنی اسرائیل پر ایک اور کتاب نازل ہوئی جسے زبور کہا جاتا ہے۔ زبور حضرت داؤد پر نازل ہوئی تھی۔ قرآن حکیم سے پہلی کتاب انجیل ہے۔ انجیل کی چار اقسام ہیں متی کی انجیل، مرقس کی انجیل، لوقا کی انجیل اور یوحنا کی انجیل۔

قرآن حکیم وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی سب سے آخری نازل شدہ کتاب ہے اور یہ قوانین کا مجموعہ ہے اس میں فصاحت بھی ہے اور بلاغت بھی، قرآن حکیم کی پہلی آیت دسمبر ۶۰۹ میں

حضرت محمدؐ پر غار حرا میں اتری تھی۔

کہ نبی اکرمؐ آپ اٹھیں اور آپ قرآن حکیم کو پڑھیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے کلام سے پڑھیں جس نے انسان کو پیدا کیا۔ قرآن حکیم تیئس سال کے عرصے میں نازل ہوا تھا۔ اس کی کل سورتیں ایک سو چودہ ہیں اور آیات مبارکہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں۔۔ قرآن حکیم اپنی اصل حالت میں آج بھی موجود ہے اور اس کے زیر اور زبر میں بھی فرق نہیں۔ اس کے مقابلے میں جتنی بھی اور آسمانی کتابیں ہیں ان میں تحریف ہو چکی ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت اس مطالعہ اور قرآن حکیم میں غوروفکر نہ صرف انسان کے اخروی درجات بلند کرتا ہے بلکہ اس دنیا میں بھی اس کے لئے باعث برکت ثابت ہوتا ہے۔

اب میں قرآن حکیم کی فیوض اور برکات کا مختصراً" ذکر کروں گا۔ نبی اکرمؐ کی یہ حدیث مبارک ہے جو ابن مسعود نے بیان فرمائی ہے کہ جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف بھی پڑھے اس حرف کے عوض اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ "الف" ایک حرف "ل" ایک حرف "م" ایک حرف۔

حضرت معاذ بن جبل ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کا قول مبارک ہے کہ جو شخص قرآن حکیم پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا۔ اس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہو گی۔ اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو۔ پس کیا گمان ہے تمہارا، اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرمؐ کو فرماتے سنا کہا اگر قرآن حکیم کو کسی چمڑے میں رکھ دیا جائے اور پھر وہ آگ میں جلا دیا جائے تو نہ جلے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ خوش نصیب انسان جو قرآن حکیم کو حفظ کرتے ہیں ان پر دوزخ حرام ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن حکیم پڑھا پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام تو حق تعالیٰ جل شانہ' اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔ حضرت ابوہریرہ نے نبی اکرمؐ کا ارشاد مبارک بیان فرمایا کہ قرآن حکیم کو سیکھو، پھر اس کو پڑھو اس لئے کہ جو شخص قرآن حکیم سیکھتا ہے اور پڑھتا ہے اور تہجد

ہیں اس کو پڑھتا ہے اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جو خوشبو سے بھری ہو، اس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور جس شخص نے سیکھا اور پھر سو گیا اس کی مثال اس مشک کی تھیلی کی سی ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔ نبی اکرمؐ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جس شخص کے قلب میں قرآن حکیم کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں، وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ نماز میں قرآن حکیم کی تلاوت بغیر نماز کے تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ بچاؤ ہے آگ سے یعنی جب آپ روزہ رکھتے ہیں تو یہ ڈھال کا کام دیتا ہے اور دوزخ سے بچاتا ہے۔ نبی اکرمؐ کی حدیث مبارک ہے کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے۔ پوچھا گیا کہ حضورؐ ان کی صفائی کی کیا صورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن حکیم کی تلاوت کرنا۔ گھروں پر قرآن کی تلاوت کے باعث رحمت ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ کوئی بھی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر تلاوت قرآن پاک اور اس کا ورد نہیں کرتی مگر ان پر سکون نازل ہوتا ہے اور حمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالی ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ قرآن والو! قرآن حکیم سے تکیہ نہ لگاؤ اور اس کی تلاوت شب و روز ایسے کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ قرآن پاک کی اشاعت کرو اور اسے اچھی آواز میں پڑھو اور اس کے معانی میں غور و فکر کرو تاکہ تم فلاح کو پہنچو اور اس کا بدلہ دنیا میں طلب نہ کرو کہ آخرت میں اس کے لئے بڑا اجر اور بدلہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک آیت کلام اللہ کی سنے اس کے لئے دو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو تلاوت کرے اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گا۔ حضرت جابر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ قرآن حکیم ایک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور ایسا جھگڑا کرے گا کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا ہو جو شخص اس کو اپنے پاس رکھے، اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔

حضرت سعید بن سلیم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اللہ تعالی کے کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہو گا، نہ کوئی نبی نہ فرشتہ۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر انسان کے اعمال اچھے ہوں گے تو اس کی بخشش ہو گی اور جو شخص قرآن حکیم کو تلاوت کرے گا اور قرآن حکیم کو زیادہ پڑھے گا اس کے لئے اگلی دنیا میں بخشش ہے۔ میں اب قرآن حکیم کی چند اور برکات کا ذکر کروں گا۔ قرآن حکیم کی بے شمار آیات اور سورتوں میں بے شمار فضائل ہیں جو کہ ہمیں تفاسیر کی کتب میں اور احادیث کے ذخیروں میں ملتے ہیں۔ سورہ الفاتحہ کی بے شمار برکات ہیں۔ سورہ الفاتحہ کو' فاتحہ الکتاب' ام الکتاب' سورہ الکنز' وافیہ' شافیہ' شفاء' سبع مثانی' نور رقیہ' سورہ الحمد' سورہ الدعاء' تعلیم المسئلہ' سورہ المناجات' سورہ التعویض' سورہ السوال' فاتحہ القرآن اور سورہ الصلوۃ کہا جاتا ہے۔

سورہ الفاتحہ کے بے شمار فضائل احادیث میں بیان ہیں' حدیث میں آتا ہے کہ سورہ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے۔ ایک اور حدیث مبارک میں آتا ہے کہ سورہ فاتحہ سو مرتبہ پڑھ کر جو دعا مانگے اللہ تعالی اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ یہ دارمی شریف میں ذکر ہے۔ سورہ فاتحہ رتبہ کے اعتبار سے قرآن پاک کی سب سے بڑی سورہ ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اسی اثنا میں ایک مرتبہ جبرائیل رسول اکرمؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے اچانک آسمان سے ٹوٹنے کی سی آواز سنی تو کہا یہ ایسا فرشتہ آسمان سے اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا۔ اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! مبارک ہو۔ آپ کو دو نور دیئے گئے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے تھے۔ ایک فاتحہ الکتاب اور دوسرا سورہ البقرہ کی آخری دو آیتیں۔ ان کا جو حرف بھی آپ پڑھیں گے اس کا اجر آپ کو دیا جائے گا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں سورہ البقرہ کی بڑی فضیلت ہے اور اس کے بار بار پڑھنے سے اور اس کی تلاوت کرنے سے انسان کی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ سورہ البقرہ کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس گھر میں سورہ البقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے یقیناً" بھاگ جاتا ہے۔ ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ سورہ بقرہ کو پڑھا کرو اس کو حاصل کرنا اور پڑھنا برکت کا موجب ہے اور اس کو چھوڑ بیٹھنا خسارے اور حسرت کا باعث ہے اور ناکارہ لوگوں کو ہی اس کے پڑھنے کی قدرت نہیں ہوتی۔ ایک اور جگہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک کوہان یعنی سب سے بلند حصہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی کوہان سورہ البقرہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص رات میں سورہ البقرہ پڑھے گا تین رات شیطان اس گھر میں داخل نہ ہو گا۔ نبی اکرمؐ کا

ارشاد مبارک ہے دو چمکتی ہوئی سورتیں، سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھا کرو۔ اس لئے کہ
دو سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا وہ دو سایہ فگن بادل ہیں یا دو سائبان ہیں یا
پرے باندھے ہوئے پرندوں کی ٹکڑیاں ہیں۔ اپنے پڑھنے والوں سے بخشوانے کے لئے اللہ تعالیٰ
سے جھگڑا کرتی ہوں گی تو اس حدیث مبارک میں نہ صرف سورہ بقرہ کی فضیلت بیان کی گئی
بلکہ سورہ آل عمران کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حدیث مبارک میں ہے کہ آیت الکرسی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کی ثواب کے لحاظ سے
سب سے بڑی آیت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آیت الکرسی قرآن کی آیات کی سردار ہے
آیت الکرسی ہر تکلیف اور دکھ کو دور کرتی ہے اور نبی اکرمؐ کی یہ حدیث مبارک ہے کہ جو شخص
فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا اپنا معمول بنا لے تو اس کے لئے آئندہ آنے والی زندگی
میں نجات ہے اور دوزخ اس پر حرام ہے۔ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت بھی نبی اکرمؐ
نے بیان فرمائی کہ جس گھر میں یہ پڑھی جائیں گی تین دن تک شیطان اس گھر میں نہیں آئے گا
ایک اور حدیث مبارک میں آتا ہے کہ سورہ البقرہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے
جو مجھے اس خزانہ خاص سے عطا کی گئی ہیں جو عرش بریں کے نیچے ہے لہٰذا تم خود بھی انہیں سیکھو
اور یاد کر لو اور اپنے گھر والوں کو یعنی عورتوں اور بچوں کو بھی سکھاؤ اور یاد کراؤ اس لئے کہ
سامان رحمت ہیں اور حاصل قرآن ہیں اور دعائے عظیم ہیں۔ اسی طرح سورہ الکھف کی بھی
فضیلت بیان کی گئی ہے کہ ہر جمعہ کو دن میں یا رات میں سورہ الکھف ضرور پڑھی جائے۔ حدیث
مبارک میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ الکھف پڑھ لیتا ہے اس کے لئے اس جمعہ سے
آنے والے جمعہ کے درمیان پورے ہفتے تک ایک نور یا روشنی بخش دی جاتی ہے ایک اور
حدیث مبارک میں ہے کہ جس شخص نے سورۃ الکھف کی اول دس آیتیں حفظ کر لیں اور
پابندی سے پڑھتا رہا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص
سورۃ الکھف کی اول تین آیتیں پڑھتا رہے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اسی
طرح سورۃ طٰہٰ کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ طٰہٰ اور حامیم مجھ کو
کی الواح مبارکہ یعنی آسمانی تختیوں میں سے عطا کی گئی ہیں۔ قرآن حکیم میں سورۃ
قرآن حکیم کا دل ہے جو شخص بھی اس کو محض اللہ اور آخرت کے لئے پڑھا کرے گا

اس کی ضرور مغفرت کر دی جائے گی اور اس کو مرنے والوں پر یعنی نزع کے وقت پڑھا کرو۔ بزرگان دین کا عام تجربہ ہے کہ جو شخص صبح سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتا ہے اس کی تمام دن کی دنیاوی حاجات پوری ہوتی رہتی ہیں اور اسی لئے نبی اکرمؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نزع کے عالم میں ہو اس پر جب سورۃ یٰسین پڑھی جاتی ہے تو سکرات الموت یعنی موت کی سختیاں اور موت کی تلخی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سورۃ فتح کی بھی فضیلت نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ فتح مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے یعنی نبی کرمؐ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ دنیا کی تمام چیزوں اور تمام اشیاء سے مجھے سورۃ الفتح زیادہ محبوب ہے اور زیادہ پسند ہے۔ سورۃ الملک یعنی تبارک الذی... اس سورۃ مبارک کی بھی حدیث مبارک میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ سورۃ الملک رویت ہلال کے وقت تلاوت کرنے والا پورا مہینہ امن سے رہے گا اور جو شخص بعد از نماز عشاء سونے سے پہلے اس سورۃ کی تلاوت کرے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ سکرات سے امن پائے گا۔ نبی اکرم کا یہ معمول مبارک تھا اس کی تلاوت کئے بغیر آرام نہ فرماتے تھے۔ ایک اور حدیث مبارک میں آتا ہے کہ مرنے والے آدمی کی قبر میں عذاب کیفرشتے پاؤں کی طرف سے عذاب دینے کے لئے آئیں گے اس کے پاؤں کہتے ہیں کہ تم اس طرف سے نہیں آسکتے اس لئے کہ یہ شخص ہمارے ذریعے نماز میں کھڑا ہو کر سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا پھر سینے کی طرف سے یعنی دل کی طرف سے پھر پیٹھ کی طرف سے وہ فرشتے آئیں گے اور انہیں روک دیا جائے گا پھر سر کی طرف سے آئیں گے غرض کہ ہر عضو یہی کہتا چلا جائے گا تم اس راستہ سے نہیں آسکتے اس لئے کہ یہ شخص ہماری ذریعے سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا۔ پس یہ سورۃ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گی اور ایک اور جگہ میں نے پڑھا کہ سورۃ ملک میت پر اپنے پر پھیلا دے گی اور وہ شخص جو سورۃ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا وہ قبر کے عذاب سے مکل طور پر محفوظ رہے گا۔ سورۃ زلزال یعنی اذا زلزلت الارض... اس کے بھی حدیث مبارک میں بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ یہ سورۃ قرآن حکیم کی چوتھائی حصہ کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نصف قرآن کے برابر ہے۔ ایک صحابی نے حضور اکرمؐ سے یہ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے قرن مجید کی کوئی مختصر اور جامع سورۃ پڑھا دیجئے جسے میں پابندی سے پڑھا کروں آپؐ نے فرمایا کہ اس کو سورۃ زلزال پڑھا دی جائے اور یاد کرا دی جائے

اس سے فارغ ہو کر اس شخص نے یہ عرض کیا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو اللہ کا رسول بنا کر بھیجا ہے میں اس سے زیادہ کبھی نہیں پڑھوں گا۔ پھر یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ آپ نے یہ سن کر دو مرتبہ فرمایا کہ اس بے چارے آدمی نے فلاح پالی اس بے چارے آدمی نے فلاح پالی۔ یعنی سورہ زلزال جو شخص پڑھتا اور اس کو حفظ کرتا ہے نبی اکرم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے کامیابی حاصل کر لی

اسی طرح سورۃ الکافرون بھی بڑی فضیلت کی مالک ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ سورۃ الکافرون چوتھائی قرآن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ثواب میں ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ اسی طرح سورۃ الاخلاص کی بھی بڑی عظمت اور فضیلت ہے۔ یہ قرآن کا تہائی حصہ ہے ایک روایت میں ہے کہ ثواب میں ایک تہائی کے برابر ہے۔ اب آپ اس سے خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ سورۃ الاخلاص کی کتنی فضیلت ہے۔ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ جو شخص سونے کے ارادے سے بستر پر لیٹے اور پھر دائیں کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ لے تو قیامت کے دن پروردگار عالم فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو اپنی دائیں جانب کی جنت میں چلا جا۔ اسی طرح قرآن حکیم کی اور کئی سورتیں ہیں جن کے فضائل ہمیں احادیث مبارکہ کی سب کتب میں ملتے ہیں۔ مثلاً" سورۃ الفلق اور سورۃ الناس، حدیث مبارک میں آتا ہے کہ کیا میں تمہیں دو بہترین پڑھنے والی سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نہ بتاؤں۔ اس روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرو کہ ان جیسی اور سورتیں تم ہرگز نہ پڑھو گے۔ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسی سورتیں ہیں جن میں انسان کے لئے حفاظت ہے۔ ایک اور حدیث مبارک کے الفاظ ہیں کہ نبی اکرم جن اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ دو سورتیں آپ پر نازل ہوئیں اور آپ نے ان دونوں کو اختیار کر لیا اور آپ ان دونوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ایک اور حدیث مبارک میں آتا ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا کہ تم نے ان عجیب و غریب آیتوں کو نہیں دیکھا جو آج رات ہی نازل ہوئی ہیں۔ تم ان سے بہتر آیات ہرگز نہیں پا سکو گے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں اور بھی ایسی سورتیں موجود ہیں جو انتہائی برکات کا موجب ہیں۔ میں سورۃ الواقعہ کے بارے میں عرض کروں گا آپ نے اسے دولت مندی کی سورت کہا ہے۔ ایک صحابی نبی اکرم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری مالی حالت خراب ہے۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ غنی بنو اور تمہارے گھر فاقہ نہ ہو تو تم سورۃ الواقعہ پڑھا کرو' اس سورت کا پڑھنے والا فاقہ کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ حصول مقصد اور حصول رزق کے لئے اسے پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح سورۃ نوح کے بھی بڑے درجات ہیں اور اگر سخت دشمن سے ہنگامہ ہو جائے اور کسی قسم کا کوئی رنج اور غم انسان کو لاگو ہو جائے تو سورۃ نوح بڑی فضیلت کی حامل ہے۔ اسی طرح سورۃ مزمل بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے اس سورت کو پڑھنے والا تمام مشکلات سے بچا رہتا ہے۔ کشائش رزق اور دفعہ بلیات کے لئے بہت مفید ہے اور اس کی

ایک اور فضیلت یہ ہے کہ اس کو پڑھنے والا نبی اکرمؐ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے تیغ بندی اور زبان بندی کیلے بھی بہتر ہے۔ سورۃ مزمل اور سورۃ یسین شریف کی یہ برکات ہیں کہ آپ کی تمام دن کی حاجات پوری ہوتی رہتی ہیں اور جو شخص ان کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اگر کسی جابر اور ظالم شخص کے سامنے جاتا ہے یا کسی حاکم کے سامنے جاتا ہے تو اس کا دل اس شخص کے لئے موم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سورۃ ق کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ جو شخص مقروض ہو تو وہ اسے بار بار پڑھے اس کے نہ صرف گناہ کم ہوں گے بلکہ اس کی مالی حالت بھی بہتر ہو گی۔ یہ چند سورتیں تھیں جنکا میں نے مختصر ذکر کیا کہ ہر سورت اپنی اہمیت کی حامل ہے۔ اسی طرح سورۃ القریش انسان کی زندگی کی حفاظت کرتی ہے اور انسان حادثات سے اور بلیات سے محفوظ رہتا ہے۔ الغرض قرآن حکیم کی ایک سو چودہ سورتیں ایک سو چودہ رنگ برنگے پھول ہیں یا بالفاظ دیگر قرآن حکیم ایک سو چودہ گلہائے رنگ رنگ کا مجموعہ ہے' ہر پھول کی اپنی خوشبو ہے' ہر پھول کا اپنا رنگ ہے' اس کی ہر آیت مبارک اس کی اپنی ایک پنکھڑی ہے اور اس کی اپنی فضیلت ہے۔ آج بھی قرآن حکیم ہمارے لئے نجات کا باعث ہے اور قرآن حکیم کی تلاوت ہمارے لئے روحانی تسکین کا سبب ہے۔ چند اور سورتوں کا میں مختصراً" ذکر کروں گا جو کہ انسان کے لئے باعث برکت ہیں۔ بزرگان دین نے بتلایا ہے کہ قرآن حکیم کی آخری سورتوں میں سے یہ چار سورتیں' سورۃ الشمس' سورۃ اللیل' سورۃ الضحی اور سورۃ الم نشرح یہ چار ایسی سورتیں ہیں کہ جو شخص رات کو انہیں پڑھ کر سو جائے تو اللہ تعالی اس کو ہدایت فرماتے ہیں اور اسے آئندہ آنے والے واقعات کا بھی علم ہوتا ہے بالخصوص اگر بزرگان دین یہ اذن دے دیں کہ اگر آپ عشاء کی

نماز کے بعد یہ کلام مبارک پڑھیں کہ استغفراللہ' یانور' یاودود اگر سو دفعہ پڑھیں اور پھر اسی ترتیب کے ساتھ کہ الشمس' اللیل' الضحیٰ اور الم نشرح یہ چار سورتیں اگر آپ تلاوت فرمائیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے آئندہ آنے والے واقعات کے بارے میں راہنمائی فرمائیں گے اور اسے تفاسیر مبارکہ میں سے بعض تفاسیر غیب جزوی کا نام دیتی ہیں مثلاً فیوض القرآن کی وہ تفسیر مبارک ہے جو کہ سید حامد حسن بلگرامی صاحب نے تحریر فرمائی ہے جو کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پوری کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں۔ آپ نے اسے غیب جزوی کا نام دیا ہے۔ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے' انبیائے کرام کو ہے لیکن بعض دفعہ اللہ تعالیٰ بھی انسان کی راہنمائی فرماتے ہیں اور ان چار سورتوں میں یہ طاقت ہے کہ وہ انسان کی زندگی کے ہرموڑ پر ہر تکلیف میں اور ہر دکھ میں انسان کی راہنمائی فرماتی ہیں۔

قرآنی معلومات

اسمائے قران:- ۵۵ (سیوطی)

مدت نزول:- ۲۲ سال ۲ ماہ اور ۲۲ دن

کل پارے:- تیس (۳۰)

کل سورتیں ۱۱۴

مدنی:- ۲۸

مکی:- ۸۶

رکوع:- ۵۴۰

تعداد کلمات:- ۸۶۴۳۰

تعداد حرف:- ۳۲۳۷۶۰

کاتبان وحی:- ۴۰

آیات عامہ:- ۶۶۶۶

نقاط:- ۱۰۵۶۸۴

مدات:- ۱۷۷۱

تشدیدات:- ۱۲۵۳

کسرات:- ۳۹۵۸۲

فتحات:- ۵۳۲۴۳

ضمات:- ۸۸۰۴

اعشار کوفی:- ۴۲۳

اعشار بصرے:- ۶۲۳

اخماس کوفی:- ۸۴۷

اخماس بصری:- ۱۲۴۶

مسع ۱۵ عنا لمتقدمین:- ۱۲

مسع ۱۱ عند لمتاخرین:- ۱۲

سجدہ ہائے تلاوت:- ۱۴

پہلی وحی:-

اقراء باسم ربک الذی خلق- (العلق اتا ۵)

آخری وحی:-

الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ ۳)
التقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ-

(البقر= ۲۸)

کل منازل ۷

منازل کی تقسیم

۱- سورہ فاتحہ تا سورۃ النساء

۲- سورۃ مائدہ تا سورۃ توبہ

۳- سورۃ یونس تا سورۃ نحل

۴- سورۃ بنی اسرائیل تا سورہ فرقان

۵- سورۃ شعراء تا سورۃ یسین

۶- سورۃ الصفت تا سورۃ حجرات

۷- سورۃ ق تا سورۃ الناس

تقسیم آیات

آیات وعدہ ایک ہزار

آیات وعید	ایک ہزار
آیات نہی	ایک ہزار
آیات امر	ایک ہزار
آیات امثال	ایک ہزار
آیات قصص	ایک ہزار
آیات حلال و حرام	۵۰۰
آیات تسبیح	۱۰۰
آیات متفرقہ	۶۶
کل آیات	۶۶۶۶

حروف کتنی مرتبہ استعمال ہوئے!

ا:-	۴۸۸۷۶
ب:-	۱۱۴۲۸
ت:-	۱۱۹۹
ث:-	۱۲۷۶
ج:-	۳۲۷۳
ح:-	۹۷۳
خ:-	۲۴۱۶
د:-	۵۶۴۲
ذ:-	۴۶۹۷
ر:-	۱۱۰۹۳
ز:-	۱۵۹۰
س:-	۵۸۹۱
ش:-	۲۲۵۳
ص:-	۲۰۱۳
ض:-	۱۶۰۷
ط:-	۱۲۷۴
ظ:-	۸۴۲
ع:-	۹۴۲۰۰
غ:-	۲۲۰۸
ف:-	۸۴۹۹
ق:-	۶۸۱۳
ک:-	۲۲
ل:-	۴۳۳۲
م:-	۲۶۵۳۵
ن:-	۲۶۵۶۰
و:-	۲۵۵۳۶
ہ:-	۱۹۰۷۰
ء:-	۴۱۱۵
لا- لا:-	۳۷۳۰
ی:-	۲۵۹۱۹

فضائل سورہ یٰسین شریف

بائیسویں پارہ کے اٹھارویں رکوع سے سورہ یٰسین شریف شروع ہوتی ہے جس میں ۸۳ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں۔ یٰسین شریف کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہ "ہر شے کے لئے دل ہوتا ہے اور قرآن شریف کا دل یٰس ہے" یہی فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی فضلیت کے لئے کافی ہے۔ یٰس شریف کی برکات کے متعلق بیہقی کی روایت ہے عن معقول بن یسار المزنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال **من قرا یسین ابتغاء وجہ اللہ تعالی غفرلہ ما تقدم من ذنبہ فاقرادھا عند موتاکم** (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے یٰسین شریف پڑھے اس کے تمام پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے یٰسین شریف کو اپنے مردوں کے لئے پڑھو۔۔ **عن عطاء بن ابی رباح قالی بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قر یسین فی صدوالنہار قضیت حوانجہ** (دارمی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (جس شخص نے شروع دن میں یٰسین شریف پڑھی اس کی حاجتیں پوری کر دی جائیں گی۔)

یٰسین شریف اور قرآن مجید کی تمام سورتوں کے خواص مختصر طور پر استانہ عکسی قرآن مجید میں پیش کئے گئے ہیں جس کا تفصیلی اشتہار صفحہ ۲ پر موجود ہے۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اس سورۃ مبارکہ کی تلاوت کریں اور اس کی برکات سے متمتع ہوں۔

یہی ارشاد ہے رسولؐ امیں — قلب قرآن ہے سورہ یٰسین
سختی قلب ہوتی ہے معدوم — سنگ ہوتا ہے اس سے مثل موم
جبر جابر سے دل رہے ماموں — دل ہو مسرور گر پڑھے مخزون
شدت مرض ہوتی ہے تحلیل — گر نہ تسکیں کی ہو کوئی سبیل
صر صر غم نسیم بن جائے! — لطف موج شمیم بن جائے
رہبرو میر کارواں ہے یہ! — سپر جور رہزناں ہے یہ
کوئی یٰسین کا ہو اگر عامل . — ہو گی آسان اس کی ہر مشکل
کوئی پڑھ لے جو صبح کو تاشام — اس پہ ہو گا نزول امن و سلام

شام کو پڑھنے والا تا بہ سحر
ظلمتیں شام کی سحر کا نور
نزع میں گر پڑھیں سر بالیں
تلخیاں نزع کی، ہوں شیریں کام
کنج مرقد ہو صورت گلزار
گر ہو جنگل میں ہیبت حشرات
کوئی مجرم اسیر زنداں ہو
سب کو یہ مژدہ رہائی ہے
کوئی تنہا ہو لاکھوں میں محصور
ہو رواں دل پہ خنجروں کی دھار
دل کو خالق کی سمت کر کے رجوع
جملہ آفات سے ہو اس کو اماں
نہیں یٰسین خدا کا نور ہے یہ
ہے یہ گویا خزینۃ الاسرار
ہیں فضائل جو اس کے لاتحصی
قلب قرآن کا وصف ناممکن

رہے مامون شر جن و بشر
قلب عامل کو رکھیں گی مسرور
رحمت حق کا ہو نزول وہیں
روح کو تاابد ملے آرام
فضل حق سے ہو بارش انوار
ان کے اضرار سے رہے گی نجات
یا کہ معتوب قہر سلطاں ہو
ضامن فضل کبریائی ہے
ہوا اعزا سے دور نا مسرور
ناوک ظلم ہوں جگر کے پار
گر پڑھے کوئی باخشوع و خضوع
سایہ افگن ہوں فضل کی داماں
وادی دل میں شمع طور ہے یہ
فدا اسپہ روز و شب ہے نثار
باادب خم ہے سرِ ہی نامہ کا
تابہ امکاں لکھے گئے لیکن!

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

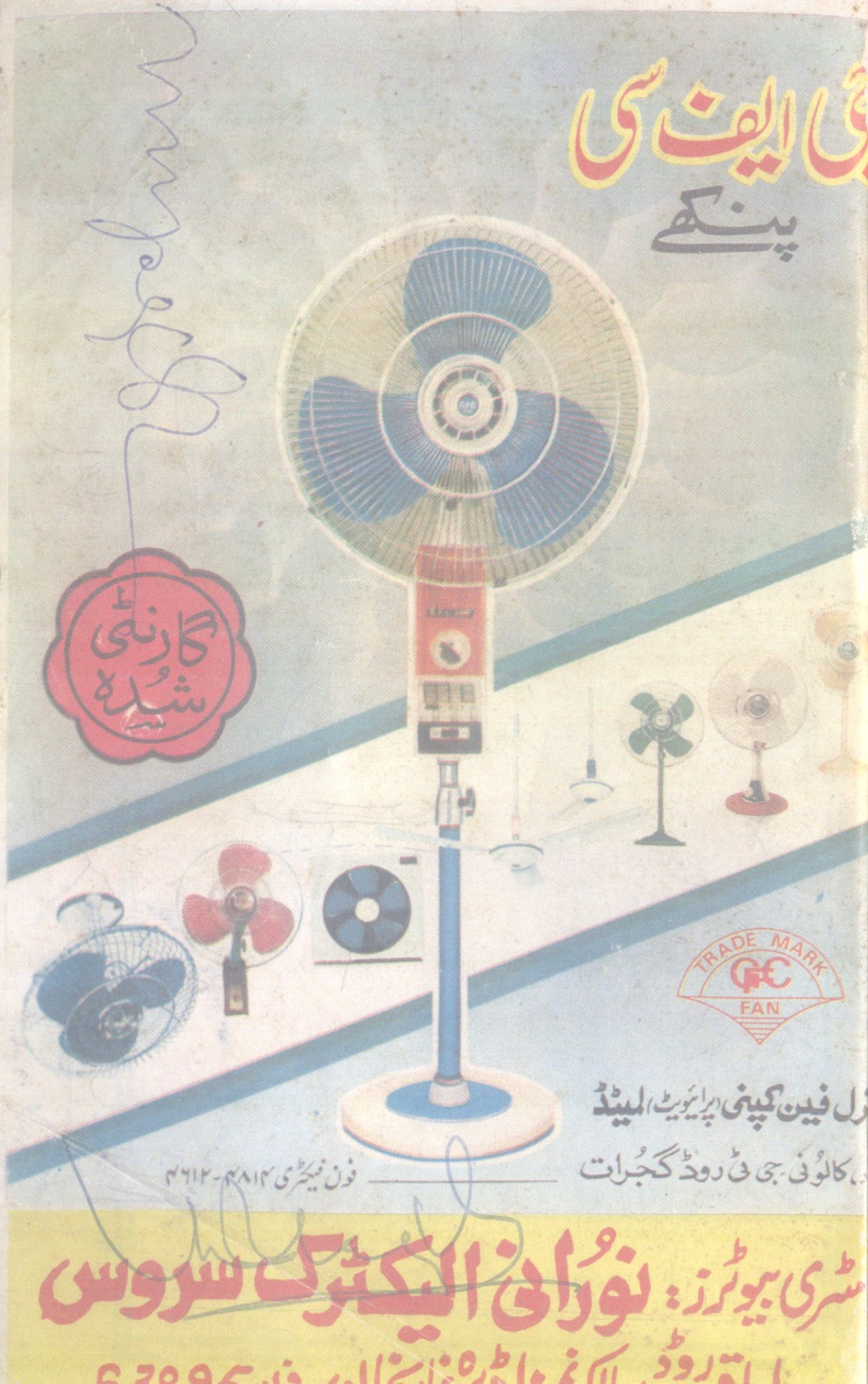
ہماری تمام مشکلات کا حل

قرآن پاک

پر عمل پیرا

ہونے میں ہے

من جانب: حاجی فخر نثار صدر انجمن مسجد نعمان
نعمانیہ روڈ گوجرانوالہ



ی ایف سی
پنکھے
گارنٹی شدہ
TRADE MARK
GFC
FAN
رل فین کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ
کالونی جی ٹی روڈ گجرات
فون فیکٹری ۴۶۱۲-۴۸۱۴
سٹری بیوٹرز: نورانی الیکٹرک سروس